Muhammad Bahadur Shah II, King of Delhi

Kulliyyāt-i Zafar

الماس رخشان و شبہای لعل و تابان لآلی افشانی

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان سوم

مطبع منشی نول کشور میں نقش نگین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ادا پورا نہو یکحرف اصلا حمد یزدان کا / اگرچہ صد زبان ہو دو زبان خامہ سخندان کا

ملک سے تا بشر مصروف ہین سب اسکی طاعت مین / ہر اک ہے عرش سے تا فرش ممنون اسکے احسان کا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ و وہی دیر کا مالک / وہی رازق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا

اگر ہوجای پارہ پارہ دل اسکی محبت مین / تو پھر ہر پارۂ دل کو سمجھ سیپارہ قرآن کا

نکرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوع انسان مین / تو مخلوقات مین اشرف نہوتا رتبہ انسان کا

نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے / نہووے عاصیون کو حشر کے دن خوف عصیان کا

عجب کیا نعتین گر اسکی نور حسن معنی سے / بجاے حسن مطلع ہووے مطلع مہر تابان کا

جبکہ ہوتا ہے دل مرا بیتاب	تو سنبھالا ذرا نہیں جاتا
محو حیرت ہوں صورت تصویر	کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
بادۂ عشق سے جو ہیں مخمور	اونکا ہرگز نشا نہیں جاتا

اوڑ کے جاؤں ظفر وہاں لیکن
بے پر و بال اوڑا نہیں جاتا

جو تیرے آتشین رخ پر نہ خط عنبرین ہوتا	تو آتش سے دھوان پیدا نہ عالم میں کہیں ہوتا

مطلع ثانی

مرے نالوں سے پتھر موم ہو ایسا نہیں ہوتا	مگر دل میں اثر تیرے نہیں ہوتا نہیں ہوتا
کہاں جا سکتا چھپکر مجھسے ظالم تو جہاں جاتا	برنگ سایہ پیچھے پیچھے تیرے میں ہیں ہوتا
تری صورت ہی میں کیا کیا سوجھتی ہے دور کی مجھکو	عیاں ہے حال مجھپر دور کا پاس دور بین ہوتا
ترے مضمون خال لب کے آگے مانتا چین وہ	تری محفل میں گر کیسا ہی کوئی نکتہ چین ہوتا
دکھاتا کان کا بالا جو تو رخسار پر اپنے	ترے حلقہ بگوشی میں مہ ہالہ نشین ہوتا
ہمارے پیچ و تاب دل کی یہ تاثیر تو دیکھو	کہ ہمکو دیکھکر ہی اور دہ چین بر جبین ہوتا

لپٹتا اے ظفر اسکو نہ دود آہ گر میرا
تو کاہیکو کھڑا یہ خیمۂ چرخ برین ہوتا

مطلع ثانی

کھل گئیں یکبارگی آنکھیں مری ناگاہ کے
جبکہ اپنے منھ سے تونے دور گھونگھٹ کر دیا

ہو ترے کوچہ میں سویا خاک پر آرام سے
ترک اسنے اپنے سونیکا چھپر کھٹ کر دیا

یہ تو لٹکا خوب سیکھے ہو جسے چاہا سے
تمنے سودائی دکھا کر زلف کی لٹ کر دیا

اشک کے قطرے پیے جاتی ہیں بھر بھر کر سبو
جوش گریہ نے مری آنکھوں کو پنگھٹ کر دیا

دل خفیری سی صفا کر اس سے کیا حاصل اگر
تونے داڑھی کو بڑھایا یا صفاچٹ کر دیا

ہوتا ہے چرچا محبت کا لگاوٹ سے ظفر
جینے رسوا آپ کو واں بے لگاوٹ کر دیا

تیری گلی سے عاشق زار اٹھ کر رہ گیا
اٹھتا تھا ناتواں سا غبار اٹھ کر رہ گیا

دنیا میں اک جہان کو بہا سیل اشک سے
پر دل میں میرے جوش سا یار اٹھ کر رہ گیا

گنبد بنا نہ گور پہ مجنوں کے دشت میں
اکثر بگولا گرد مزار اٹھ کے رہ گیا

رخ سے اٹھا کے زلف جو پھر اس نے چھوڑ دی
دل پر سے پردۂ شب تار اٹھ کے رہ گیا

گر کر سنبھل سکا نہ ترا زخمی نگاہ
دیکھا یہ تیر خوردہ شکار اٹھ کر رہ گیا

رکھ ہاتھ سے نہ جام و صراحی اٹھا کے تو
ساقی بلا سے ابر بہار اٹھ کے رہ گیا

بھڑکی ہی بیطرح یہ ظفر آج دل کی آگ
آگے تو شعلہ سا کوئی یار اٹھ کے رہ گیا

دیگر

ہین چمن مین بھی رہونگا دل گرفتہ اے صبا	دل نہین ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا
جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن	پر نہ تیرا شوق اے شیرین شمائل جائیگا
تیرے کوچہ سے کہان جائیگا تیرا خاکسار	مثل نقش پا وہین یہ خاک مین ملجائیگا

ہوویگی اُس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جب دن شہیدون کے وہ قاتل جائیگا

غلط ہے جو کہو یہ چپکے رہنا کچھ نہین اچھا	نہ کہنے مین مزا ہے منہ سے کہنا کچھ نہین اچھا
جنون ہے دوستی کی وہ ہماری ہو گئی دشمن	قصور اُنکا نہین ہے اپنا لہنا کچھ نہین اچھا
ستم اُس یار کا سہنے پہ سہنا اے دل اچھا ہے	ولیکن بات انکا غیرونکے سہنا کچھ نہین اچھا
محبت کی پڑین گر بیڑیان پانون مین رہنے دے	نہ کہنا چاہیے ہرگز یہ گہنا کچھ نہین اچھا
جہانتک رک سکے اس گریہ کا ہے روکنا اچھا	ہمیشہ اشک کا آنکھون سے بہنا کچھ نہین اچھا
خط شبرنگ تیرا خوشنما ہے تیرے عارض پر	وگرنہ چاند کا عالم مین گہنا کچھ نہین اچھا

مثل یہ اے ظفر ہے نکلی ہونٹون اور چڑھی کوٹھون
نہین کہنے کی جو بات اسکا کہنا کچھ نہین اچھا

دیگر

جال اُس زلف نے ایسا کسی پر کب مارا	ہو گیا دل یہ گرفتار غضب کا مارا
پھر گیا منھ ترا عقبی سے کہ جب دنیا نے	اک طمانچہ ہوس عیش و طرب کا مارا

دیوان ظفر ۵

اے پریرو اپنی صورت تو دکھائیگا جسے
صاف وہ حیرت زدہ آئینہ ساں ہوجائیگا

وہ جو دل مین لگ رہی ہے آگ بجھنے کی نہیں
چشم تر سے گرچہ اک دریا رواں ہوجائیگا

دیکھتا اُس چاند کے ٹکڑے کو کیونکر جانتا
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتاں ہوجائیگا

اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش
دشت مین ہر خار کے ورد زباں ہوجائیگا

بار آبِ خونفشانی ہے کہین اے چشم تر
دیکھ میرا راز دل سب پر عیاں ہوجائیگا

او تغافل کیش کی تو نے اگر آنے مین دیر
کام آخر ترے عاشق کا یہاں ہوجائیگا

کرتے ہین دعوی محبت کا جو اُس سفاک کے
اے ظفر اک روز اُنکا امتحاں ہوجائیگا

دیگر

ہمارا اُنکا ہے جسدم مقابلا پڑتا
نہین کلام کا غیر دن کو حوصلا پڑتا

فراق یار مین ہوویگی زندگی کیونکر
کہ جیتے جان سکے یہ غم تو ہے بلا پڑتا

یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہو کہ جہاں
بدن پہ گرتا ہے واں ایک آبلا پڑتا

سُنائی نالۂ پر درد ہم اگر اپنا
تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا

نصیب ہوتے بھلے اپنے گر محبت مین
تو بد معاملہ سے کیوں معاملہ پڑتا

اسیر زلف ترا ہو یہ قید سے مانوس
کہ چین ہے نہین بی طوق و سلسلا پڑتا

بلا سے تیری جو اُلجھے وہ زلف شانہ سے
تو اُسکے پیچ مین ہر کسلیے دلا پڑتا

تیرے اک تار کی قیمت مین جو دو چین تتار
تو بھی سودا نہوا ہو زلف پریشان مہنگا

روبرو اس لب پان خوردہ کے کچھ بال نہین
کیا ہوا گرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اسے لے ایدل
نہ کہون مین کہ لیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کہو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہین منہدی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کردیا آنسوون نے سیر کہان تک یہ آب
ایک کوڑی پہ بھی ہے اب در غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہوجاے غلام
چھوڑ یہ مت کہ نہین تجکو یہ انسان مہنگا

دیگر

ساقی ہے نشہ انکھو نہین جس سے ہلکا
نظر و نہین ہے اب طل گران بھول سے ہلکا

ہر بات مین تو ایک بھی ہے لاکھ پہ بھاری
گر بات کو اپنے نکرے طول سے ہلکا

ہے جامہ تکلف کا پسندیدہ احمق
ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا سر تو نے مرے تن سے اوتارا
اب کوئی نہین ہے ترے مقتول سے ہلکا

جز تارک دنیا ہو ہوس سے نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

صرفہ نہین کاغذ کا مگر بھیجتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشہ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

کہوے حال دل اپنا ظفر کیا مہ جبینوں سے
کہ انکا تو دماغ اے مہربان پایا نہیں جاتا

کھا کھا کے تیر غم یہ مرا حال ہو گیا
سینہ تمام سینۂ غربال ہو گیا

زلفوں کو اُس نے ہاتھ لگانے دیا نہیں
کچھ دستگیر اپنا جو اقبال ہو گیا

کوئی درخت زاغ کی کشتہ کی خاک سے
پیدا ہوا نہ ایک مگر جال ہو گیا

جانیکا دل کے غم ہو نہیں اور غم مجھے
غارت بلا سے گرچہ زر و مال ہو گیا

رنگ شفق نہیں ہے کسی پر مگر فلک
گرم غضب ہوا سے جو منہ لال ہو گیا

عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روے مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل میں ہو ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ملاپ اُس سے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا

ارے ناآشنا پھر وہی ناآشنا ہو تم
کسی کی تجھ سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا

بنایا ہو صنم جسنے انہیں سجدہ اسی کو ہو
بتوں کے سنگ در پر جبہہ سائی گر ہوئی تو کیا

جوانی کیسی طاقت کوئی ہو سکتی ہو پیری میں
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا

لڑائی جاتی ہو وہ آنکھ دیکھو اب بھی غیر سے
دری اسباب پر اُنسے لڑائی گر ہوئی تو کیا

نہیں پرواز کی طاقت و بال و پر ہیں جب طاقت
قفس سے ہم اسیروں کو رہائی گر ہوئی تو کیا

قضا نے اسکو دیا یا فنا نے بھٹنا یا	تھا کسو کے بھی قابو کا یہ پتھر لیکن

ستم سے ہم نہیں اُس بیوفا کے گھبراتے
ظفر ہمین تو ہماری وفا نے بھٹنا یا

دیگر

دیکھ کر مثل الف وہ قد رعنا سیدھا	دل سے نکلا مرے جو نالہ سو نکلا سیدھا
نہوا گردن دلدار مین خم یونہین رہا	مدتون پھر دعا دست تمنا سیدھا
کج ادا ایسا کیا حسن کی دولت نے اُسے	بولنا بھی نہیں وہ شوخ خود آرا سیدھا
باتین کرتا ہر عدو مجھسے جو ٹیڑھی سیدھی	ایک دن خوب ہے کج بحث بیگانہ سیدھا
خانہ زلف کو پیچین کہ ہر خم در خم	دل شامت زدہ لے مانگ کا رستا سیدھا
اے کماندار ترے تیر کے قربان ہون کیونکہ	چھوٹتے ہی مرے دل کی طرف آیا سیدھا

طرز ٹیڑھی ہے سخن کی ترے کس سے ہوا دا
ظفر انداز ہے یارون کا تو سیدھا سیدھا

بنا ہے جو رخ مہوش پہ تل پری ہے بنا	کوئی ہے زہرہ بنا کوئی مشتری ہے بنا
جو دُر ہین اشک تو یاقوت و لعل لخت جگر	ہمارا دیدہ یہ دوکان جوہری ہے بنا
کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز	جہان مین جیسے کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا
تمہارے روے منور پہ مطلع ابرو	عجیب مطلع دیوان انوری ہے بنا

٩

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

علم کر تیغ کو سو بار اس قاتل کا ہاتھ اٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اٹھا

رہا تجھ بن یہ عالم رات دل کی بیقراری کا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اٹھا

عطا منظور ہے اسکو دعا دستور ہے اسکا
ادھر منعم کا ہاتھ اٹھا ادھر سائل کا ہاتھ اٹھا

اٹھا یا دو جہاں سے ہاتھ پر تیری محبت سے
نہ ہرگز اے ستمگر اس ترے مائل کا ہاتھ اٹھا

نہیں اٹھنے کا ہو کر خشک اسکا ہاتھ اے مجنوں
جو تجھ پر ساربان ناقۂ محمل کا ہاتھ اٹھا

گئے ہم سامنے سو بار پر حسن متانت کو
نہ محفل میں کبھی اس زینت محفل کا ہاتھ اٹھا

رہا سر پر ہمارے دو جہاں میں افسر شاہی
ظفر سر سے نہ اپنے مرشد کامل کا ہاتھ اٹھا

دیگر

بن تیرے عجب حال مری جان ہے میرا
بیٹھا ہوں کہیں اور کہیں دھیان ہے میرا

کچھ پوچھو نہ جو حسن بتاں کی ہے تجلی
دل دیکھتا کچھ اسمیں عجب شان ہے میرا

حال دل غمگیں نہ کہا میں نے کسی سے
اے حضرت غم تم پہ یہ احسان ہے میرا

ہے مجکو غرض دیں سے نہ کفر سے مطلب
عشق اے بت بے کیش کا ایمان ہے میرا

مانع جو رہ نیک سے ہووے تجھے غافل
تو جان لے یہ دل میں کہ شیطان ہے میرا

صحرا سے کبھی میں جاؤں نکل تنگ ہوں اتنا
پر خار نہیں چھوڑتا دامان ہے میرا

[illegible]

آج کیا کل بھی نہیں آئیگا وہ وعدہ خلاف | اے دل بیتاب ہیں کیونکر کہوں آج آئیگا

زلف کے افعی کو ہاتھوں میں کھلائیگا وہی
ہاتھ جسکے اے ظفر کوئی فسون آجائیگا

دیگر

سنا ہی مشورہ شب اسکے گھر میں اور کچھ ٹھہرا | ارادہ کیا دل رشک قمر میں اور کچھ ٹھہرا
یہ ٹھہرا جاتے جاتے کیون مرا خط لیکے کیا باعث | مگر قصد اب خیال نامہ بر میں اور کچھ ٹھہرا
نگین دل کا تھا معمول اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے | گیا جب دل تو دست سیمبر میں اور کچھ ٹھہرا
کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہی کبھی لالہ | نہ ٹھہرا داغ یہ میرے جگر میں اور کچھ ٹھہرا
کوئی زہرا جبین ٹھہرا ہی کوئی مہ لقا اسکو | مگر وہ مہوش میری نظر میں اور کچھ ٹھہرا
نہیں نازان ہم اسپر اوس نے ہمکو دوست ٹھہرایا | ابھی دیگا وہ ظالم لحظہ بھر میں اور کچھ ٹھہرا
ہر اک کے ذہن میں کچھ طور ٹھہرا اسکے ملنے کا | طریقہ اسکا پر فہم ظفر میں اور کچھ ٹھہرا
اس بتکدہ میں جسنے کہ ای بت تجھے تاکا | کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہے خدا کا
اللہ ری تیزی تری شمشیر نگہ کی | دم بھر جسے دیکھ سکے ہو تیغ قضا کا
کہتے ہیں مہ نو جسے دیکھا اسے ہمنے | ہی ایک تراشیدہ ترے ناخن پا کا
کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو | جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا
اے دوستو اس دلبر بیمہر کے آگے | کیا نام وفا لون کہ وہ دشمن ہے وفا کا

عشق کے ہاتھ اے ظفر بیچ متاع جان کو
وہ زر نقد داغ دل دیگا تجھے کھرا کھرا

دیگر

سوزش غم سے پڑا دل پر پتنگا آگ کا
یہ جلا ہوگا بڑی مشکل سے چینگا آگ کا

جائے آبی کا اپنی آسمانی دیکھنا
ہے شفق سے کیا تماشا رنگ لگا آگ کا

نالۂ سوزان کی میرے گرمیٔ ہنگامہ سے
اُسکے گرمی نہین رہا شب ایک دنگا آگ کا

دیکھکر بجلی کو مستون نے یہ پوچھا ابر سے
تونے ڈالا ہے گلیمین کیا جھلنگا آگ کا

دل ہمارا پروانہ ہے آتش رخون کے عشق سے
مانتا ہرگز نہین ڈر یہ پتنگا آگ کا

ہر بن مو سے ترے دیوانہ کی نکلی جو آگ
بنگیا تیلا سراپا جسم ننگا آگ کا

رنگ بے بادہ نہون مستو لگی گرمی جگر
کب بجھاتا ہے یہ شعلہ آب گنگا آگ کا

ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزان کیا بلا
آسمان پر ایک لگاتی ہے اڑنگا آگ کا

لڑتی ہے بندوق سے جو اے ظفر فوج فرنگ
رکھے ہے ہتھیار پاس اپنے تلنگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ ترے گل مین آگیا
زلفون کا پیچ و خم ترے سنبل مین آگیا

کس چشم پُرخمار کا ساقی پڑا تھا عکس
جس سے کہ یہ نشا قدح مُل مین آگیا

کب تک کرون مین صبر کہ درد فراق سے
ہے فرق میرے صبر و تحمل مین آگیا

کرشمہ ہے یہ تری چشم مست کا یکسر | چمن میں جو کف نرگس پہ دھر ایاغ دیا
نہیں نصیب وہ شاہان ہفت کشور کو | ہمیں جو فقر نے ہر گوشۂ فراغ دیا
شگفتہ غنچۂ دل کیوں نہو کہ اُس گل نے | ہمیں جو بوسہ دیا ہو کے باغ باغ دیا

سخنوری میں ظفر کون تم سے ہو ہمسر
خدا نے ہے یہ تمہیں کو دل و دماغ دیا

نکوئی یار پایا اور نکوئی آشنا پایا | جسے یاں دوست جانا اُسکو دشمن جاں کا پایا
پھرے ہم ڈھونڈتے مدت تلک راہ محبت میں | رفیق اپنا نکوئی بھی ترے غم کے سوا پایا
قمر کو نسبت اُس عارض سے کیا ہمنے بارہا دیکھا | اسے اُس سے جدا پایا اُسے اس سے جدا پایا
کسی سے کسلیے پوچھیں صنم خانہ کا رستہ ہم | کہ اپنے اُس صنم کا ہمنے دل ہی میں پتا پایا
ملا یا تیرے خال رخ کو جب خال سویدا سے | قسم ہے ہمنے دونوں میں فرق اک نکتہ کا پایا
خط اُس نے نامہ بر سے لے لیا پڑھکر چھپا ڈالا | الٰہی شکر غیروں نے نہ میرا مدعا پایا
سنا یوسف کو بھی اور اک جہاں کو آنکھ سے دیکھا | مگر تجھسا حسین ہمنے نہ ہر گز دوسرا پایا
ذرا بھی دل ہلا تیرا نہ کافر میرے نالے سے | فرشتے کانپ اُٹھے عرش بریں کا ہلگیا پایا

ظفر کیونکر نہ یہ ظلم و ستم مجھپر روا رکھیں
کہ مجھکو ان ستمگاروں نے اپنا مبتلا پایا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا | کوچۂ زلف میں دن کو بھی اندھیرا دیکھا

۱۳۱

مجھے تم ہین غلط بین اُس آنکھ کو جسنے
تصور رخ روشن قمر پہ باندھ لیا
نگاہ پر ... [illegible]
وہ آدمی تھا [illegible]
پکڑ لیا [illegible]
اُسے کہ جسنے ہے طوفان [illegible] باندھ لیا

دیگر

کی اگر تونے ورسا قتل کی تدبیر سے [illegible]
[illegible]

چمن مین جا کبھی جب اے ظفر وہ رشک چمن +
تو اوسکو دیکھکے ہے باغ باغ گل ہوتا

جب آکے میرے قتل کو قاتل اُلٹ گیا
مضطر ہوئی یہ سُنکے قضا دل اُلٹ گیا

آتا نظر ہے یون فلک سبز واژگون
جیسے ہو جام زہر ہلاہل اُلٹ گیا

جان اولٹی پھر گئی مرے آکر لبون تلک
یہ آکے راہ رو سر منزل اُلٹ گیا

عاشق کے دل کو یہ ترا مار سیاہ زلف
بس کاٹتی ہے جو رو شمائل اُلٹ گیا

ساقی مثال شیشۂ مے روتے رو گئے آج
دم میرا اینٹھ سے میر محفل اُلٹ گیا

عالم وہ کیا عمل نہو جسکا کتاب پر
بیفائدہ ورنہ یون جاہل اُلٹ گیا

بتیابیون سے دل کی پس از مرگ اسے ظفر
سنگ مزار عاشق بیدل اُلٹ گیا

دیگر

جب اُسنے ناز سے تیغہ کمر پہ باندھ لیا
قضا نے میرا کفن اپنے سر پہ باندھ لیا

یہی علاج تھا پٹی کی جا ترا رومال
اوٹھا کے ہمنے جو زخم جگر پہ باندھ لیا

یہ کہدو شمع سے گلگیر چھوڑنے کا نہین
ارادہ اُسنے ترے تاج زر پہ باندھ لیا

ترا ہے تار نظر بھی عجب کمند بلا
کہ تونے اُسکو چڑھا جو نظر پہ باندھ لیا

گذر رہو کیونکہ مرا وہان کہ مجھے لوگون نے
عزیز و میرا ہی اُس رہگذر پہ باندھ لیا

[illegible]

بیٹھ کے مثل کف پا اُٹھے نہ اُسکے کوچے سے
کچھ ہی ہووے اے ظفر یہ دل مین ہمنے ٹھان لیا

اگر بے پردہ ہمسے وہ بت کافر ادا ہوتا	بہتر ہکو دنیا ہی مین دیدار خدا ہوتا
چھپاتا مجھسے زیر زلف تو کیون خال رخ اپنا	ستارہ گر مرا چمکا ہوا اے مہ لقا ہوتا
اگر تھوڑی سی چین بھی نمک مین ہے کیا تو اہل	لگا دیتا مرے زخمون کے منھ کو کیا مزا ہوتا
خدا سے ڈر نرکھ ہم پر روا جور و ستم اپنے	کہ ظالم دل ستانا ہی غریبون کا برا ہوتا
نہ ملتا اسطرح مین خاک مین گر تیرے کوچہ سے	نہوتا تو مکدر دل ترا مجھسے صفا ہوتا
تری اس بیوفائی پر خدا ہوتی ہر جان اپنی	خدا جانے اگر تجھمین وفا ہوتی تو کیا ہوتا
خطر ہو کیا اگر دشمن ہے میرا وہ بت کافر	نہین ای حضرت دل کچھ بھی بحکم خدا ہوتا
خدا نے خیر کی جلدی بجھائی آگ اشکون نے	وگرنہ سوز دل سے آج مین جل ہی گیا ہوتا

ظفر کچھ درد ہوتا ناصح بیدرد کو میرا
اگر درد محبت مین دل اسکا مبتلا ہوتا

دیگر

جبکہ مجھے اندیشہ عقبی دنیا مین ہے بہلاتا
پھر تو بہلاتا جی نہین میرا الا کسطرح لینہ بہلاتا

مطلع ثانی

نالہ کرون کیا سانس بھی لینی اتو جی ہے گھبراتا
چشم تر مین کچھ شک بہا کر دل کو ہون اپنے بہلاتا

۱۷

پہنچے ہے قاصد کئی دن سے وہان بھیجا ہوا
آجتک آیا نہین کیا جانے اسکو کیا ہوا

مین اگر یہ جانتا تجھسے نکرتا دوستی
دوستی مین تیرے دشمن اک جہان میرا ہوا

آگ ہے تو آگ اسطرح مجھپر نہوتا تھا کبھی
آج ہے اے شعلہ خو تو کیسا بھڑکا یا ہوا

مر گیا بیمار اسکے نرگس بیمار کا
دوستو اچھا ہوا اچھا ہوا اچھا ہوا

دل کو سمجھا تو مرے ناصح اگر سمجھا سکے
مجکو سمجھاتا ہے کیا ہو نہین تو سب سمجھا ہوا

درد اوٹھے رشک سے کیونکر نہ پہلو مین مرے
غیر کو دیکھون بغل مین جب ترے بیٹھا ہوا

وہ جو دل کی آگ تھی میری نہ ہرگز تھی بجھی
گر بجا اشکو نکار وان چشمو نسے اک دریا ہوا

جب کہا مین نے کہ کیجے دل کا سودا زلف سے
بولے برہم ہو کر وہ ہی کیون تجھے سودا ہوا

خیر تو ہے کیا ہوا ہے کہین اوس یار سے
آج کیون تو اے ظفر پھرتا ہے گھبرایا ہوا

جو مطلب ہے کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا
مری صحبت مین مجنون بیٹھکر استاد ہو جاتا

زبان جب بند ہی ہو جاتی ہے اپنے واسطے ورنہ
سخن ہی ناحق مین انکے ہے جلاد ہو جاتا

قیامت کر تا برپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
اگر بیدار شب کو سنکے وہ فریاد ہو جاتا

مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین ظالم
ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا

خجل ہو جاتا ہے گل دیکھکر رخسار کو تیرے
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا

اگر دو چار ہوتے اور بھی مجھسے ترے مجنون
تو اے وحشی نگہ دشت جنون آباد ہو جاتا

دیکھیے

وصل و جدائی کا دھندھا

الفت مین [illegible] کا دھندھا

[illegible] اوس زلف پریشان کا دھندھا

غیر کے ہاتھوں سے پی تو نے شراب اچھا کیا
کھوئی میری آبرو رو کے کو پار میں
کہتے ہیں کہنے دو اُسکے لوگ دیوانہ مجھے
شکوہ میں کس کس خرابی کا کرون بے پیر دلا
ہونا عیسیٰ سے نہ برسوں میں بھی چنگا مریض
سوز دل سے رات دن ہین آتش دوزخ میں ہم
اپنے ابرو پر بنایا نقطہ خال سرمہ سے
لگگیا کو جہین اُس بیداد گر کے کیون مجھے

رشک سے دل کو کیا میرے کباب اچھا کیا
تو نے رسوا مجھکو اے چشم پر آب اچھا کیا
یار نے مجھکو عنایت یہ خطاب اچھا کیا
جو کیا تو نے سوا اے خانہ خراب اچھا کیا
اے اجل تو نے اسے اگر شتاب اچھا کیا
عشق نے ہمکو گرفتار عذاب اچھا کیا
واہ وا کیا تمنے مطلع انتخاب اچھا کیا
یہ نہ تو نے اے دل پر اضطراب اچھا کیا

ٹکڑے ٹکڑے تو ہوا خط کی طرح قاصد مگر
جو کیا اُسنے ظفر اُس سے جواب اچھا کیا

حال غم لکھکر تجھے بھیجوں بہت گمراہ کیا
قامت رعنا کا تیرے جبسے ہے ہمکو خیال
بسطرح چاہ زنخدان کی ہوئی ہے دلکو چاہ
لاغری سے عشق نے دیکھو لگائی پر مجھے
اُس پری کو دیکھکر دیوانہ یہ جو بنگیا
ہمسے گر تیغ آزمائی اب تجھے منظور ہے

تجھکو اے بندے خدا کے ہمری پرواہ کیا
دل سے نکلی ہے ہمارے ایک سیدھی آہ کیا
دیکھیں ڈانواڈول کرتی ہے آکر یہ چاہ کیا
اُڑتا پھرتا ہوں ہوا سر میں برنگ کاہ کیا
بیٹھے بیٹھے ہو گیا دل کو مرے ناگاہ کیا
کر تو بسم اللہ دیکھے ہے اجل کی راہ کیا

ردیف الیای موحدہ

دون کہ ہو جذب عشق کی تاثیر با نصیب

[illegible]

دل کو ہوئی نصیب [illegible] تصویر با نصیب

سمجھا رہی وفا کو وہ تقصیر با نصیب

منت ہی کے بہانہ سے دیوانہ کو ترے سا

طفلی مین بھی نصیب ہو زنجیر با نصیب

[illegible]

تم ایک بوسہ نہ دو مجکو اور یوہین مفت
بھولائے ہیم نگہ مین جو اک جہانکے ہوش
چمک کو دیکھ کے اسکی پڑے نہ برق کو کل
جو خوب رنگ حنا چاہتے ہو ہاتھو نمین
تمہاری بزم مین غیروں نسے ہووے سرگوشی
ہزار خوب ہوان عالم مین خور و لیکن
بہار ہے ہمین جو یہ اشک سیر دیدہ تر

دل اپنا دون تمھین مین اپنی جان دون کیا خوب
تمہاری چشم کو بھی یاد ہی فسون کیا خوب
ترے ہی پا تو نہین گفتش کلاتون کیا خوب
تو دیکھو رکھتا ہی سرخی ہار اخوان کیا خوب
ہم آہ بیٹھے رہین چپکے سرنگون کیا خوب
ترے مقابلہ مین انکو مین کہون کیا خوب
بھیگی انسے مری سوزش درون کیا خوب

بہار لالہ چمن بن ندیکھ انکو دیکھ
ظفر ہین یار کے رخسار لالہ گون کیا خوب

صورت شبنم نہیان ہی گل سے سرگرمی ہی خوب
خواب مین کسکے لب میگون کا بوسہ لے لیا
ہو کہا غیروں نے تیسے تم نہ رکھو دلمین یاد
عید کے دن بھی نہین ہوتے بغلگیر آن کر
جس جگہ اہل ہنر کے بے ہنر ہون عیب جو
چڑھ رہی آنکھین ہین تیرے چہرہ ہی اترا ہوا
تاب حسن یار دریا مین نہ تھی جیسے ظفر

اس چمن مین غنچہ کے مانند خاموشی ہی خوب
آج جو ہمکو نہین کچھ ہوش بیہوشی ہی خوب
یاد رکھو ایسی باتو نمین فراموشی ہی خوب
اندنون غیروں نے جیو اونکو ہم آغوشی ہی خوب
وان ہنر کے فاش کرنے سے ہنر پوشی ہی خوب
کی کسیکے ساتھ تو نے آج مے نوشی ہی خوب
کر رہی ہی موج دریا بادلہ پوشی ہی خوب

[illegible]

جیسے کیے ہیں ٹکڑے جگر و دل کو عشق نے | ایسے بنے نہ ہاتھ سے قصاب کے کباب

جو آبرو ہے عشق میں آنسو کو اے ظفر
ہے ایسے منھ پہ گوہر خوش آب کے کباب

منعم و مفلس ہیں دونوں بزم ہستی میں خراب | ہاں مستی میں ہے یہ وہ فاقہ مستی میں خراب

ہیں کبھویں تیری وہ انگشت ہو دیں جنکے ہاتھ سے | دو جہان یک ضربت تیغ دو دستی میں خراب

یہاں ترقی و تنزل ہے مثال گرد باد | گہ بلندی میں ہیں ہم اور گاہ پستی میں خراب

حرف ہو جام و سبو میں خاک اپنی ساقیا | تا نہووے ہماری مے پرستی میں خراب

تنگدل کو یوں خرابی میں رکھے دست فراغ | جس طرح سے ہو وے کوئی تنگدستی میں خراب

قیس اور ہم عشق میں دونوں ہیں آوارہ مگر | وہ ہے جنگل میں خراب اور ہیں ہم بستی میں خراب

حق پرستی کا جنھیں دعوے تھا اپنے اے ظفر
عشق کے ہاتھوں سے ہیں وہ بت پرستی میں خراب

ہے تیرے قد کے سامنے سرو چمن خراب | ہیں تیرے رخ کے آگے گل یاسمن خراب

مطلع ثانی

دل کو کریگا خوب یہ دیوانہ پن خراب | اسکے ابھی سے ڈھنگ برے ہیں چلن خراب

جسطرح وقت صبح کے فانوس میں ہو شمع | یوں حال دل جلوں کا ہو زیر کفن خراب

زبان ہے منہ مین ہمارے بھی پر ترے ڈر سے
ہمیشہ رہتے ہم اے شوخ بد زبان ہین چپ

بہار ہو کہ خزان مثل بلبل تصویر
ترے فریفتہ اے رشک گلستان ہین چپ

ظفر نہین ہے اگر باغبان کا کچھ کھٹکا
تو آج کیون ہوے مرغان بوستان ہین چپ

ردیف التای فوقانی

شانہ اُس زلف کو ڈالی ہر شکن مین انگشت
کون بولے تیا ہر کالے کے دہن مین انگشت

کر دیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما
سرو نے اپنی اُٹھائی جو چمن مین انگشت

کرین اُس چشم سے مفتن ہے اگر ہم چشمی
تو کرون چشم غزالان ختن مین انگشت

دیکھ اُس بانگ کو دانتو نکے تلے انجم نے
کہکشان نے ہو دیا چرخ کہن مین انگشت

خونفشان ہے جو کسی پاے برہنہ کی خراش
کیا حنائی ہوئی ہر خار کی تن مین انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
دے اوٹھا تیری طرف اپنے کفن سے انگشت

دست نازک پہ ظفر اُسکے ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

دیگر

اللہ ری تری مشت کماندار سے چست
بیٹھا ہے جگر مین ترا ہر خدنگ چست

کیونکر بچاؤن جان کو مین چشم یار سے
باندھے کمر جو قتل پہ یہ خانہ جنگ چست

کیا کہین اپنی مصیبت کہ جدائی مین ترے	ہم پہ ہر وقت گذرتا ہے مصیبت کا وقت

اس زمانہ مین ظفر مہر و محبت ہے کہان
ہے یہ وقت اور گیا مہر و محبت کا وقت

کیا غضب ہین تیز ظالم آرہ ہای غم کے دانت	ہین یہ گر کر جاتے جگر مین عاشق ہمدم کے دانت
دُر دندان سے ترے نسبت نہین کیا رشک گل	گو وہان غنچہ مین ہون ہر گوہر شبنم کے دانت
عشق اوس آہو نگہ کا ہے توہی دست اسقدر	مار ہو گر منھ پر طمانچہ جھڑ پڑین ضیغم کے دانت
اس فلک کو دشمن عالم نہ مین کیونکر کہون	پیستا ہے یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت
کان کے بالے کے موتی الجھے بالون مین نہین	ہین یہ اوس مار سیاہ زلف خم درخم کے دانت

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان مین
کھٹے کردون ایکدم مین اے ظفر رستم کے دانت

آشنا کون رہا جس سے رکھین ہم صحبت	نہ وہ ہمدم نہ وہ ہمدرد نہ وہ ہم صحبت
زلف کے چھیڑتے ہی ایسے ہوے وہ برہم	روش زلف پریشان ہوئی برہم صحبت
کم نصیبی یہ ہماری ہے کہ جو غیرون سے	انکا اخلاص بڑھا ہمسے ہوئی کم صحبت
کرتے کس لطف سے آپس مین ہین یہ سرگوشی	شیشہ و جام مین ساقی رہے جم جم صحبت
عشق مین ہین تو یہی اپنے مصاحب دونون	ہم رکھین کس سے سوائے الم و غم صحبت
دیکھنا اس رخ روشن پہ عرق کے قطرے	رکھتی کیا مہر درخشان سے ہے شبنم صحبت

مطلع ثانی

ہو یکسر ہو دل میں نہ زاہد کی صفائی ہے تار محبت بھی عجب رشتۂ نازک	جب تک نہ کرے ریش کو زندہ میں صفا چٹ جب دل میں کچھ آ دٹ ہوئی یہ ٹوٹ گیا چٹ

اپچھے سے نہ کام اسکو نہ مطلب ہے بُرے سے
کر جاتی ہے اک روز ظفر سبکو قضا چٹ

ظالم بلا سے سر کو تو اس مبتلا کی کاٹ اسکو دل او ٹھا نہ ہاتھ محبت سے ہجر میں ہمسر جو تجھسے گل ہو تو اوسکا جگر تمام اے مار زلف یار مجھے کیوں ڈسے ہے تو گن گن کے تارے کرتے ہیں ہم صبح اسطرح حاضر ہیں چاروں سینہ و دل جان اور جگر	لیکن نہ بات غیر و نمیں باتیں بنا کے کاٹ دن جسطرح کٹیں یہ مصیبت اٹھا کے کاٹ شبنم چمن میں دے ابھی ہیر اکھلا کے کاٹ چھیڑا اگر ہے دل نے تجھے اوسکو جا کے کاٹ دیتے ہیں رات ہجر میں اُس لقا کی کاٹ چورنگ کاٹ تیغ نگہ کا دکھا کے کاٹ

منظور کوہ غم کا ہے گر کاٹنا تجھے
نالہ کو اپنے تیشہ ظفر تو بنا کے کاٹ

جسوقت تیرے تجھسے طرفدار گئے ٹوٹ	جو جو کہ ترے دلمیں تھے پندار گئے ٹوٹ

مطلع ثانی

اب تو ترے پیمان سبھی یکبار گئے ٹوٹ	آگے تو یہ تھا چار رہے چار گئے ٹوٹ

ردیف الثاء مثلثہ

رات کو جاتے تھے تم غیر کے گھر سچ ہے کہ جھوٹ
چھپ گئے تھے آپ ہمکو دیکھ کر سچ ہے کہ جھوٹ

اونکے آنیکی سنی ہے ہمنے اڑتی سی خبر
اے صبا تو سچ بتا دے یہ خبر سچ ہے کہ جھوٹ

اپنا جلوہ تم دکھا دو سبکو تا معلوم ہو
ہم جو کہتے ہیں تمہیں شکِ قمر سچ ہے کہ جھوٹ

کھینچتے ہیں آج اے دل اونکو ہم اپنی طرف
دیکھتے ہیں جذب الفت میں اثر سچ ہے کہ جھوٹ

خط میں تو ہے سر بسر مضمون الطاف و کرم
پر خدا جانے لکھا انے نامہ بر سچ ہے کہ جھوٹ

جبتلک جل بجھکے سرتاپا نہ میں ہو جاؤں خاک
کوئی کیا جانے مرا سوز جگر سچ ہے کہ جھوٹ

عشق میں جو حال ہے میرا نہیں اوسمیں خلاف
قصۂ مجنون خدا جانے ظفر سچ ہے کہ جھوٹ

دیگر

قول بھی جھوٹ قسم بھی بت گمراہ کی جھوٹ
جو کہے وہ آسے جا تو قسم اللہ کی جھوٹ

لوگ کہتے ہیں تجھے مہر وش و مہ رخسار
نہ تو یہ مہر کی ہے شکل نہ ہے ماہ کی جھوٹ

آشنا کون ہوا اور چاہے تجھے کون کہ ہے
روش الفت کی غلط طرز تری چاہ کی جھوٹ

سنگدل ہے یہ وہ پتھر کہ نہ ہو موم کبھی
ہوئی ذلیلین ترے تاثیر مری آہ کی جھوٹ

تم جو ہر بات پہ ٹھہراتے ہو جھوٹا کہیئے
دیکھی بات آپنے کیا بندۂ درگاہ کی جھوٹ

منہ سے لوگونکے یہ سنتے ہیں کہ آج آئینگے وہ
پر خدا جانے خبر سچ ہے کہ افواہ کی جھوٹ

سیل گریہ سے ہوئی خانہ خرابی ایسی
نہ رہا در کا پتا اور نہ دیوار کا کھوج

کوچۂ زلف میں گو شانہ پھرا سرگردان
نہ ملا پر نہ ملا میرے دل زار کا کھوج

جب ہوئی رخصت پرواز قفس سے ہمکو
کہ جو ڈھونڈھا تو نہ پایا گل گلزار کا کھوج

لاغری سے ہے یہ حالت کہ نہیں ہاتھ آیا
بستر غم پہ ترے عاشق بیمار کا کھوج

نہ وفا دیکھی نہ دیکھا کوئی خواہان وفا
نہ کہیں جنس کا پایا نہ خریدار کا کھوج

قطعہ

رفتہ رفتہ روش چشم نشان کف پا
مٹ گیا ہے ترے حسرت کش دیدار کا کھوج

زلف کافر تری برہم زن اسلام جو ہو
نہ رہے دین کا نشان اور نہ دیندار کا کھوج

یون گیا دل سے گذر تیر ظفر تیرا اوسکا
کہ نہ پیکان کا ملا اور نہ سوفار کا کھوج

ہوا ہے عہد میں ظالم ترے جفا کا رواج
کہاں ہے رسم محبت کہاں وفا کا رواج

جو دیکھیں جب سے بھرے ہاتھ اُس نگار کے سرخ
تو گلرخون میں نہ ہرگز رہے حنا کا رواج

ترا مریض کرے کیا کہ درد فرقت میں
نہ ہے دوا کا رواج اور نہ ہے دعا کا رواج

جھکا رہی ہے جو یون چشم شرمگین نرگس
ابھی ہے کچھ چمن دہر میں حیا کا رواج

کرے نہ کیونکہ وہ عاشق کا بے تامل خون
کہ جانتا ہی نہیں ہمین خون بہا کا رواج

بدن پہ سمجھے ہے مجنون برہنگی کو لباس
دیا جنون نے اُٹھا جامۂ قبا کا رواج

خواہش

خواہش بوسہ ہے تیرے لب شیرین سے مجھے | ای شکر لب نہین ہم قند و شکر کے محتاج
نور افزائے بصر جبکہ ہین تیرے رخسار | وہ نہین روشنی شمس و قمر کے محتاج
یا کبھی رہتے تھے گلشن ہی مین یا در سے | ہم قفس مین ہین صبا گل کی خبر کے محتاج
اشک لخت جگر اپنے ہین جو یہ دامن مین | انکے دولت نہین ہم لعل و گہر کے محتاج
جو تری تیغ غم عشق سے ہون سینہ سپر | وہ بجز داغ جگر ہون نہ سپر کے محتاج

چشمہ و دجلہ و جو بحر و سحاب نیسان
اے ظفر سب ہین مرے دیدۂ تر کے محتاج

ہین ترے شیفتہ و مال نہ زر کے محتاج | بھوکھے اک ناز کے ہین ایک نظر کے محتاج
جنکو بوسہ ہو میسر لب شیرین کا ترے | اے شکر لب وہ نہون قند و شکر کے محتاج
دیجیے کسیکے بھروسے پہ دل اپنا اسکو | نالہ و آہ تو دونون ہین اثر کے محتاج
سامنے تیغ غم یار کے سر باز و ف | ہون بجز داغ محبت نہ سپر کے محتاج
اشک لخت جگر اپنے کی بدولت عاشق | ہون نہ دنیا مین کبھی لعل و گہر کے محتاج
نکہت گل کی روش ہتے ہین جو خانہ خراب | وہ مسافر نہین اسباب سفر کے محتاج

دل سے ہے دل کو ظفر راہ نہو گی ہر گز
انکے ہم اور ہمارے وہ خبر کے محتاج

ردیف الجیم فارسی

مطلع ثانی

گل جو پھولے نہین جامہ مین سماتے ہین صبا
ابھی مرجاؤن اگر مجکو یقین ہو کہ وہ شوخ
یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا مین وہ مین
جب مسی سے ہوے رنگین لب نازک اُسکے

آیا کیا باغ مین وہ غیرت گلشن سچ مچ
آئیگا گور پہ میرے پس مُردن سچ مچ
کاٹ کھائیگی ابھی اُڑ کے یہ ناگن سچ مچ
برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے مین ہے ظفر
بنگیا عشق مین اُس بت کی برہمن سچ مچ

نقاش نقشہ کھینچ سکے اُسکا گر تو کھینچ
کیون کھینچتا عبث ہو دلا آہ بے اثر
قمری پہ کیا کریگا ستم اور عشق سرو
بولیگا اوسکے سامنے اے غنچہ منھ ہے کیا
کیون دیر کر رہا ہو اگر میرے قتل پر
کہتا ہو جذب شوق کہ مین کھینچلون یہان

کیا کھینچتا ہے دیکھین وہ ہان کمر تو کھینچ
گر جانتا ہو کچھ بھی ہو اسمین اثر تو کھینچ
ڈالا گلے مین طوق دیا دار پر تو کھینچ
باہر تو اپنا جیب خجالت سے سر تو کھینچ
تلوار تو نے باندھی ہو اے فتنہ گر تو کھینچ
اوس تنگ دل کو اے کبھی ادھر تو کھینچ

ایسے نہین ہین وہ تو چلے آئینگے ابھی
تو اونکا انتظار ظفر دو پہر تو کھینچ

دیگر

۳۱

بارہ امام ہی کہ سہارے اسلام کو تب تلک
ہین یہ ستون دین کے ظفر ہین چار پانچ

ردیف الحاء المہملہ

دل عشق مین جو میری نہین مانتا صلاح

گرچہ تجھا مین یار مری سو کسی طرح — پر ایک سے نہ دل کی تجھے لو کسی طرح

ناحق ہے تیرے پاؤن کے ہمسر نہین سکے — اے مہروش فلک پہ مہ نو کسی طرح

ہر چند ہر نصیب پہ موقوف وصل یار — پر چھوڑیے نہ اوسکی تگ و دو کسی طرح

اوس رنگ گندمی کا دلا آدمی ہے شوق — جبتک ہو زندہ تم نہو یکجو کسی طرح

ناصحین نصیحتین کہو کس کس کی ناصحو — دس کہتے ہین کسی طرح اور سو کسیطرح

مین ضبط گریہ کرتا ہون سو سو طرح مگر — اشکون کی میرے تھمتی نہین رو کسیطرح

خورشید وار جسکے ہین دل روشن اے ظفر — پڑ جائے اونکا مجھپہ بھی پرتو کسی طرح

دیکھو اوس ابرو کی جو تصویر کو اچھی طرح — پھر مہبر دیکھے کب شمشیر کو اچھی طرح

بن پڑھے خط پرزے پرزے یکقلم تمنے کیا — پڑھ تو لینا تھا مری تحریر کو اچھی طرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی آفتہ گر — ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو — دیکھ لو اگلون کی یہان تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اوس مصحف رخ کی لکھا — کیا ہی خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل سے گھر اچھا نہین ہے کوئی ہو ناوک نگر — بیٹھنے دے آہین اپنے تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے تھا بھی مانوس کیا ابھو جنون — پاؤن پڑنے دے مری زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھے منظور ہے کرنا وہی پر ایکبار — سنتو لے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

زاہد و ہم اوس صنم کا دھیان چھوڑین کس طرح — اپنا وہ ایمان ہے ایمان چھوڑین کس طرح

مجنون کے جو قدم بقدم اک طرح پہ ہو	رکھے کبھی نہ اپنا قدم دوسری طرح

قطعہ

یکبار اک طرح پہ نہیں لکھے کوئی حال	گر خط کرے وہ پارہ رقم دوسری طرح
ہاتھ اوسکا قطع ایک تو ہوا ایک طرح پر	اور وہ دوسرا جو ہاتھ قلم دوسری طرح

جب اک طرح پہ چڑھتے نہیں دم پہ وہ ظفر
دمباز اونکو دیتے ہیں دم دوسری طرح

کیون لینگے اب وہ مجھسے گنہگار کی صلاح	دس پانچ دن سے اونپہ ہے دو چار کی صلاح

مطلع ثانی

اوسکے خلاف کب ہو دل زار کی صلاح	دل کی وہی صلاح جو دلدار کی صلاح
کافی ہے اک نگاہ تری میرے قتل کو	دینے کا ہیں نہیں تجھے تلوار کی صلاح
رکھینگے ہم خیال خط سبز کا ترے	ہم زخم دل پہ مرہم زنگار کی صلاح
امکان کیا کہ آئے وہ میری طرف کبھی	جبتک کرے نہ اپنے طرفدار کی صلاح
برگشتگی بخت کا دیکھو مرے اثر	یہان آتے آتے پھر گئی اوس یار کی صلاح
مرجایئے نہو جیے منت کش مسیح	اتنو یہی ہے اس دل بیمار کی صلاح
ناصح ترے کہے پہ عمل مجھسے کیون کہ ہو	دیوانہ کیا جو مان لے ہشیار کی صلاح

ردیف الحاء المہملہ

ردیف دال مہملہ

چھیچھی مژہ کی جو بخت دل خراب میں سیخ
دیکھائی دی وہ پروئی ہوئی کباب میں سیخ

ہمیشہ نان پز آسمان کے ہاتھوں سے
خط شعاع کی ہے قرص آفتاب میں سیخ

نشا بغیر گزک بے مزا ہے اے ساقی
کباب کیا ہو کہ خالی دھری ہے قاب میں سیخ

تری نظر سے جو دیکھے تجھے وہ آمہوش
تو کر دے آہ مری چشم ماہتاب میں سیخ

یہ دیکھو شعبدۂ برق کرکے آگ میں لال
لپیٹ دیتی ہے کیا جادر سحاب میں سیخ

کباب واسطے اوس خوش دماغ کے ذرا لگا کے
نہ دھو کے پہلے کبابی اگر گلاب میں سیخ

بندھا خیال کبابوں کا رات کو جو ظفر
تو کہکشان بھی لگی نشۂ شراب میں سیخ

ہے اوسکی چشم کی گردش سے آسمانکو چرخ
اور آسمانکی گردش سے ہے جہان کو چرخ

قریب اوس رخ روشن کے دیکھکر گردش
فروغ دے نہ مہ و زہرہ کے قران کو چرخ

بتوں کے ہاتھ سے لٹوائے ہر زمانہ میں
ہمارے دین کو ایمان کو دل کو جانکو چرخ

کرے نہ جلوۂ شام و شفق پہ ناز اتنا
جو دیکھلے ترے رنگ مسی و پان کو چرخ

ہزار قصر و محل ہوں تو دے مٹا آخر
مثال نقش کف پا ترے نشان کو چرخ

عجب نہیں ترے ابرو کے سامنے دل سے
اوتار دے مہ نو کی اگر کمان کو چرخ

نہیں یہ کاہکشان گرمے فغان سے مرے
نکال دیتا ہے منہ سے ظفر زبان کو چرخ

تشبیہ دیتی روے عرقناک کو ترے
میرے وفور گریہ سے ہالہ کو ماہ کے

نزدیک میرے ہی گل سیراب سے بعید
نسبت نہین ہے حلقۂ گرداب سے بعید

میرے گلے سے اونکو لگا دین جو عید کو
ہے کیا ظفر عنایت احباب سے بعید

پھانس الفت کی نہ اے دل دیکھ نشتر سے کرید
دیکھ تو کتنے نکلتے ہین ترے پیکان تیر

ڈھب نہ تو سوزن مژگان دلبر سے کرید
میرے سینہ کو ذرا تو نوک خنجر سے کرید

جب ذرا ابھرنے لگی ہی پاے مجنون کی خراش
مل گئے ہین خاک مین کتنے ہی تیرے ہاتھ سے

دے ہی نوک خار صحرا پھر نئے سر سے کرید
پر نہین کرتا کوئی ظالم ترے ڈر سے کرید

ہاتھ آتا ہے نصیبون سے دفینہ اے حریص
ناخن حسرت نے چھیلا سینہ باہر سے مرا

خاک تو بیفائدہ مت خواہش زر سے کرید
کاؤکاؤ غم نے ڈالا دل کو اندر سے کرید

خاک مین میری دبی ہے آتش دل اے ظفر
گر نہو باور تو کہدو اوس ستمگر سے کرید

رہے ہے دل مین محبت کے شور و شر کا فساد
جلایا آہ کے شعلہ نے خیمۂ افلاک

مٹے گا دیکھیے یارب یہ کیونکہ گھر کا فساد
بڑھا ہے دیکھو تو کیا سوزش جگر کا فساد

لڑائی مجمین اور اوسمین ہے مفسدونکے سبب
بشر نہ جانیے شیطان ہے وہ فساد انگیز

نہ ہی ادہر کا فساد اور نہ ہی آدھر کا فساد
ہمیشہ کام ہے دنیا مین جنس بشر کا فساد

ردیف الذال معجمہ

دیگر

لکھوں اس مہ جبین کا مین جو وصف عارض روشن	تو ہمسر نور مین ہو ماہ پر تنویر کا کاغذ
لکھا مین چاہتا ہوں شکوہ اوسکو سرمہری کا	مرے نامہ کو قاصد چاہیے کشمیر کا کاغذ

ظفر مضمون چاک سینہ نے تاثیر کی آخر
کیا ہے چاک اوسنے عاشق دلگیر کا کاغذ

لکھنے بیٹھا جو نشے مین مے شرابی کاغذ	تو کیا بادۂ گلگون سے گلابی کاغذ
کیا عجب چاک کرے رشک سے حسن خط کے	سو کتابون کے ترا روے کتابی کاغذ
اپنے دل سوز کا انگار نہ رکھ اے افسوس	یون وہ میکش سر دوکان کبابی کاغذ
نامہ بر تو مرے کاغذ کو چھپا کر لیجا	مجکو ڈر ہے کہ نہ لائے یہ خرابی کاغذ
عشق نے جب سے دیا ہے مجھے دیوانہ خطاب	کوئی میرا نہیں بے مہر خطابی کاغذ
بن پڑھے اوسپہ مرے گریہ کا مضمون کھلجائے	نامہ بر ہو مرے نامہ کا جوابی کاغذ

کیا عجب گر اثر شوق سے میرے اوڑ کر
اے ظفر پہونچے کبوتر کا شتابی کاغذ

جبکہ در پردہ کہین سے لگے آنے کاغذ	اونکو ناچار پڑے سب سے چھپانے کاغذ
جوش گریہ کا برا ہو کہ ترے نامہ کو	دیا آنکھون سے بھی ہمکو نہ لگانے کاغذ
جتنے خط میرے گئے شوخ کماندار کے پاس	اوسنے تیرونکے بنائے وہ نشانے کاغذ
یہ نوشتہ کی ہے خوبی کہ وہان پہونچایا	نہ کبوتر نے ہمارا نہ صبا نے کاغذ

پیکے دھو کر تری ہیکل سے کے تعویذ
دیسا پھینک اور سب مل دل کے تعویذ
گران ہون دست نازک مین تمھارا
جو برگ گل سے بھی ہون ہلکے تعویذ
ترسا جھوم رہین ایسے جھلکے تعویذ

اٹھا کر آج میری مجلس دل سے چلا تھا وہ
ظفر کہنے سے اپنے دوستوں کے اُسنے دے دی پر

تمہاری گالیاں کھاتا ہوں میں بوسے کے لالچ پر
کہونگا سچ یقین ہو یا نہ ہو تمکو مرے سچ پر

مری اک بات سے بھی تم جو تُکتے ہو خدا جانے
لگے ہے آپکا دل کسطرح اور دل کی کج کج پر

کھچا کھچ بھر دیے ہیں عشق نے دلمیں غم و حسرت
نہیں ہوتی ہے نیت سیر دل کی اس کچا کچھ پر

سفارش لاکھ پر سچ کر رہے کوئی نہیں سنتا
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی بات کی پچ پر

کہا سب نے مرے دل کو کہ یہ بیمار ہے
بچا ہے گر نہ یہ شامت کا مارا آتی ہیچ پیچ پر

چمن کو یاد کر کر ہم قفس میں اسقدر تڑپے
کہ بازو ٹوٹ کر دونوں ہوئے لوہو میں غم پیچ پر

ظفر دل کا محل مضبوط ہوتا ہے تو ہمت سے
نہ موقوف اسکا استحکام چونہ پر ہے نے گچ پر

کیا عجب جسنے کہ مارا دل غمناک میں تیر
تو وہ نہ ہوا کے لگا ہے وہ مرے خاک میں تیر

سرکشی سے سزا تیری یہی ہے گردون
کہکشاں دیتی ہے ہر شب جو تری ناک میں تیر

انکو انجم نہ کہو آتے ہیں سوفار نظر
بیٹھے آہونکے مرے سینۂ افلاک میں تیر

کس کمانداز کی تو شست میں ہے اندازی
کوسوں ہر سمت پڑے ہیں خس و خاشاک میں تیر

جو کہ دنیا میں ہیں آلودہ ہے کاہش سے انہیں
ہے ہر اک رونگٹا گویا تن ناپاک میں تیر

دیکھنا جذبہ محبت کہ نہ نکلا ہرگز
رہگیا ٹوٹ کر اوسکا دل صد چاک میں تیر

۳۷

نظر مین وحشیون کے جوش ماہتاب سے آج
عجیب طرح کا ہو داماں کوہ و راغ کا نور
وہ ماہ رو ہو تو اوس چاندنی محل سے بجھی
زیادہ ہووے ستارون سا گوشۂ فرق داغ کا نور
ظفر سخن کی ہے اسکے روشنی بڑھاتی ہے
نگاہ دیدۂ یاران خویش داغ کا نور

دیگر

جو دل مین رکھے اور کہے منہ سے زبان اور
ہر بات پہ اُسکے ہو مجھے کیون نہ گمان اور

مطلع ثانی

دن اور ہے سیارات اور زمین اور زمان اور
رہتے ہین زخود رفتہ جہان سے وہ جہان اور
یکبار پیکے تو دل و جان سے گذرو تو
اب کیا مجھے دین ہم کہ نہ دل اور نہ جان اور
وسا جام پہ گر جام پیالہ مجھے ساقی
مین بس کہ کہون منہ سے کہ جاؤن کہان اور

[illegible]

خنجر ہو ترا حلق پہ سینہ مین ترا تیر	یون چاہیے کھینچی تری نخچیر کی تصویر
حیران رہے خود ہو بیت تصویر مصور	کھینچے اگر اوس عالم تصویر کی تصویر

قربان ظفر مین قلم شوق کے اپنے
کھینچے ہے مرے دل پہ مرے پیر کی تصویر

عشق مین کیونکر جبین ہم اپنا سینہ کوٹکر	جبین ہے کہا جائین ہیرے کا نگینہ کوٹکر
واہ وا کیا صانع قدرت نے آنکھوں مین تری	بھر دیے موتی ہے اے ماہ شبینہ کوٹکر
تیغ ہمسر تیرے ابرو کے نہ کوئی بن سکے	تیغ گر رہ جائین لوہا بے قرینہ کوٹکر
ہاتھ ٹوٹین محتسب تیرے کہ تو نے سنگدل	ریزہ ریزہ کر دیا پتھر سے مینا کوٹکر
گر کبھی ہو وصل کی یکشب تو ہم آغوش	دن گذارین چھاتی اپنی اک مہینا کوٹکر
پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے ہے ستم	اے پریرو تو نے دل کا آبگینہ کوٹکر

ظفر بد جوہر سے کیا نقصان شریفون کو ملے
کب گھٹائے قدر زر لوہا کمینہ کوٹکر

وہ ہے فروغ محبت سے دل کے داغ کا نور	نہ پہونچے شمع کا نور اسکو نے چراغ کا نور
پڑے شراب مین گر عکس روی ساقی کا	تو آفتاب سے مہتاب ہو ایاغ کا نور
نظر لگائے اگر اوسکے خال عارض کو	تو یہ دعا ہے کہ اوڑ جای چشم زاغ کا نور
خجل چمن مین ہو کیا روشنی صبح بہار	جو دیکھے چہرۂ خوبان رشک باغ کا نور

[illegible]

ردیف الراے ہندی

مین نہین کہتا کہ دل تونے لیا جان تو چھوڑ
پر خدا کے لیے کافر مرا ایمان تو چھوڑ

مطلع ثانی

بیڑیان چھوڑ نہ پر زلف پریشان تو چھوڑ
دولت حسن پہ تو کوئی نگہبان تو چھوڑ

اسقدر دست درازی ہے کر اے دست جنون
چھوڑ ثابت نہ اگر جیب کو دامان تو چھوڑ

کرتے دنیا کو ہو ساماں عبث تم اتنا
غافلو جاؤ گے یان کا یہین سامان تو چھوڑ

جنبش ابروے پرخم سے دل بسمل پر
ہاتھ اک کھینچکے شمشیر صفاہان تو چھوڑ

ہو گئے اوس حور لقا پر جو پری دیوانی
اور اگر کچھ نہ کرے ہے وہ پرستان کو چھوڑ

تیر ثابت تو نچھوڑا کوئی دل مین تونے
پر جگر مین کوئی ٹوٹا ہوا پیکان تو چھوڑ

دل کبوتر ہے مرا جال مین زلفون کے ترے
تو نچھوڑ اسکو اگر سمجھے ہے گردان تو چھوڑ

شیوۂ آہ و فغان مجھسے یہ چھوٹے کیونکر
روش آن و ادا اپنی تو اگر آن تو چھوڑ

جب کہا مین نے کہ چھوڑ دنگا نہ مین آج تمھین
لگے کہنے کہ ذرا پردۂ دالان تو چھوڑ

لے گئے ساتھ ظفر سب وہ مرا صبر و قرار
لیکن البتہ گئے حسرت و ارمان تو چھوڑ

ردیف الزاے معجمہ

یون ہوا دل مین کمر یار کا پیکان عزیز
جسطرح آیا ہو گھر مین کوئی مہمان عزیز

کبھو سست آئے ہے قاصد کبھو تیز
پیام وصل مین ہے یاس و امید

[illegible]

ہزار آتش زبان دشمن ہین لیکن
ظفر سپیر ہے وقت گفتگو تیز

دیگر

کیا تھا ہجر کا دل سے غم و ملال اک روز
امید وصل مین ہے ہوگیا وصال اک روز
اگر نہ آیا وہ دو چار روز کب ہوگا
بغیر اوسکے مجھے ہے ہزار سال اک روز

[illegible]

معلوم نہین نامہ مین ہے کیا رقم تیز	جو نامہ بر آتا ہے اوٹھائے قدم تیز
سشست آئے کہ تیر آئے مری آنکھ ہو نہ تہو	تو مجھکو غم سشست ہو لے دل نہ غم تیز
سب حال کہے دے ہمراہن کہے سب ہے	کندی حواس اور یہ ہر لحظہ دم تیز
اس عاشق شیدا پہ ستمگر نہ روا رکھ	یہ سستی الطاف اور اتنا ستم تیز
جو دیکھے تجھے یہ کہے واللہ نہ دیکھا	جانانہ گرم ایسا نہ ایسا صنم تیز

سرکش ہو عدو گر سر میدان کتابت
ہو خنجر تیز اے ظفر اپنا قلم تیز

کر تو خوشی سے حرف حکایات چند روز	اے یار پھر کہان کہ یہ ہو بات چند روز
دنیا مثال فاحشہ جاتی ہے جسکے پاس	رہتی ہے اوسکے پاس یہ بدذات چند روز
تو جانے گرم و سرد زمانہ کو اسلیے	گرمی کبھی ہے اور کبھی برسات چند روز
بیٹھا ہے اعتکاف مین کیا زاہدونکی طرح	تو اوٹھ کے کرلے سیر خرابات چند روز
ہو جلد ہوشیار کہ جاتے ہین ہاتھ سے	غافل نشاط و عیش کے ہیہات چند روز
کچھ لطف زندگی کا اگر ہے تو اسی مین ہے	ہے یہ جو دوستونکی ملاقات چند روز

فرصت بہت ہے کم ہے غنیمت سمجھ ظفر
ہنس بول کر بسر ہو تو اوقات چند روز

کرے ہے کسلیے تلوار تو تیز	نظر کیا کم ہے تیری جنگجو تیز

دیگر

[illegible]

نہ مشک مین تھی خوشبو نہ آگئے عنبر مین
کیے ہین طرۂ مشکین سے اوس حبیب کے بس

ذرا بھی پائی نہ گرمی گلو نکے دل مین صبا
یہی تھی نالۂ پرسوز عندلیب کے بس

گئے ہے عشق ظفر عقل کا نہ مان کہا
تمام ہو چکے آداب اس ادیب کے بس

جمع کر سکتے نہیں صاحب تدبیر حواس
منتشر کرتی ہے جب گردش تقدیر حواس

کھو اوس عدو فرشتے سے نہ عزرا آشنا
تیرے کھو دیگا مرا نالۂ شبگیر حواس

لائے زندانمین جب اوس زلف کے سودائی کو
اور بھی اوسکے گئے دیکھکے زنجیر حواس

سمجھے بیجا و بجا خاک کہ پیری کے سبب
رہے تیرے نہ بجا اے فلک پیر حواس

دل کی دل ہی مین ہی منھ سے نہ کچھ دل کی کہی
گم ہوے سامنے اوسکے دم تقریر حواس

تیغ ابرو سے ہمین سینہ سپر ہین ورنہ
اپنے اچھو نکے اوڑا دیتی ہے شمشیر حواس

نہیں معلوم ظفر یاد ہے اوسکو کیا پیچ
کہ بھولا دیتی ہے وہ زلف گرہ گیر حواس

بعد آزادی بھی دے ہے رنج تاثیر قفس
ہوش اوڑ جاتے ہین گر دیکھون ہو تصویر قفس

ہم چمن مین کر رہے ہین آشیان اپنا درست
کرتا ہے صیاد فکر دام و تدبیر قفس

سیکڑون جانین ترے ہاتھوں سے اے صیاد دوش
یون گرفتاری مین ہین جیسے عصافیر قفس

یاد شاخ گل دلا کر دل کو کرتی ہے فگار
ہے بجا چوب قفس کو گر کہون تیر قفس

کیا ابر نو بہار ہے ساقی نسیم خوش
رکھی ہے دیکھ دوش پر اپنے گلیم خوش

خوش آئی بوی مشک کسی جیب داغ سے
اوس زلف عنبرین کی بھری ہو شمیم خوش

ان تیغ سر خوشون کے لیے کوئی سیر فروش
آب و ہوا کی خوش ہے ہو ساقی نعیم خوش

تیرے سے مریض عشق کو مرنے کی ہے خوشی
دیکھا سوائے اسکے نہ کوئی سقیم خوش

گر ہو پسند ای سہ پردہ نشین تجھے
ہے چشم منتظر مری خوش دل حریم خوش

بیت الحزن مین یار ترے غمزدونکے پاس
ہو داغ ہمنشین خوش ہو غم ندیم خوش

جو ہے یہان مسافر ناخوش ہے ای ظفر
پایا نہ اس سرا مین کوئی بھی مقیم خوش

تمکو ہے بوسہ دل اپنا دون چہ خوش
تم ہو خوش مین واہ ناخوش ہو چہ خوش

مین خوشامد بھی اگر اوسکی کرون
ہو کے وہ ناخوش کہے ہر یون چہ خوش

ہے وہ جانان دشمن جانی مرا
دوست اپنا اوسکو مین جانون چہ خوش

تو ہے خوش خوش وہان غیر و نمین ہے
کھاؤ نمین یان شک سے افیون چہ خوش

اٹھ گیا جو پاس کرکے غیر کا
اوسکو پھر مین پاس بٹھلاؤن چہ خوش

وادی وحشت مین میری طرح سے
خاک اوڑائے تو بھی ای مجنون چہ خوش

وہ خطا وارون مین ٹھہرائین مجھے
اونکو مین خط لکھ کے بھجواؤن چہ خوش

ہون وہ مثل زلف برہم اور مین
اونکی زلفونکی بلائین لون چہ خوش

اے ظفر دامن سے اوس سفاک کے
کوئی دھو ڈالے ہمارا خون چہ خوش

[illegible]

ظفر پہنچے ہین وہ دل کا ہو خاص [illegible]

دیگر

دیکھا سو بار ہم نے ماہ پر انوار مین نقص

ایک پایا نہ کبھی ہم نے رخ یار مین نقص

[illegible]

جلا شمع کے گرد پروانہ پھر کر	ہوئی رہنما سوز الفت مین گردش
بگولے کے مانند مجکو ہمیشہ	لیے پھرتی ہے دشت وحشت مین گردش
پھرا مہر زر دار ہو کر جہان مین	رہے اہل دولت کو دولت مین گردش

ظفر ہم جو رہتے ہین آوارگی مین

نصیبون کی ہے یہ حقیقت مین گردش

ردیف الصاد مہملہ

مرے غمخوار نہین ہے میرا دل غمناک خاص	کیون نہ غم کھائے کہ ہو اسکی بھی خوراک خاص
اور بھی یون تو ہزارون ہین شکار شہسوار	پر یہ میرا صید دل ہے قابل فتراک خاص
وہ سمند ناز کو کرتا ہے کیا گرم خیسہ	ہو اسی کے واسطے یہ توسن چالاک خاص
قاصدان اشک جو رہتے روان ہین رات دن	واسطے دل کے خبر لانیکی ہے یہ ڈاک خاص
ابر نیسان سے برستے کب ہین لعل لخت دل	یہ تو ہین برسانے والے دیدۂ نمناک خاص
خاکسار نہین تم اپنے خاص کہتے ہو ہمین	اور ملتے ہین سوا ہم خاک مین ہین خاک خاص

یون تو قتل عام کرتے ہین وہ سب ناز و ادا

پر ظفر اس کام کا ہے غمزۂ سفاک خاص

سمجھتا ہے جسے یار نہین تو خاص	تری ہوتی ہے اوس سے گفتگو خاص
حسین تو اور بھی ہین خاص سے خاص	مگر سب مین ہے تو اے ماہرو خاص

[illegible]

رکھتے ہین ذلت روا اپنی جو دنیا مین حریص
یہ قصور اونکا نہین ہے اے ظفر تقصیر حرص

سب آفتین بُری ہین پر الفت علی الخصوص
سب غم ہین سخت پر غم الفت علی الخصوص

ہر ناز غمزہ اوسکا قیامت سے کم نہین
اور پھر وہ جلوہ قد و قامت علی الخصوص

کرتی ہے چشم یار جب ایما پہ قتل عام
ہوتی مرے طرف ہے اشارت علی الخصوص

ہے صاف جوش عشق مین نقصان آبرو
اور پھر یہ اوسمین گریہ کی شدت علی الخصوص

ہم وحشیون کو چین سے وحشت بٹھا چکی
اور اُس نگاہ وحشی چشم کی وحشت علی الخصوص

سب اونکے ناپسند مضامین دوستی
اور سُنین دشمنو نکی شکایت علی الخصوص

جتنے کہ شیوہ خوب تھے دنیا سے اُٹھ گئے
اور اے ظفر طریق مروت علی الخصوص

ردیف الضاد معجمہ

رکھتا نہین ہے ہمسے جو وہ بیوفا غرض
تو ہم کبھی نہ غرض ہین ہمین اوس سے کیا غرض

ہم اونکے ملتجی ہون نہ کیون وصل کے لیے
دنیا مین کب نکلتی ہے بے التجا غرض

مطلب نہ ظلم سے ہے نہ تیرے ستم سے کام
ہمکو وفا سے اپنی ہے اے پر جفا غرض

کام اپنا ہوگیا نگہ یار سے تمام
اب تجھسے کیا رہی ہے ہمین اقتضا غرض

ناحق نہ باندھ اپنے لیے اور مدعی
کیون چاہیے نہین وہان مجھے کچھ مدعا غرض

۴۷

میری باتون مین اگر ہووے نہ بو الفت کی	تو پھر اُس شوخ کو کیا نامہ کے پہنچانے سے غرض
کچھ ہوا ایسا کہ قرار آئے دل مضطر کو	نہ غرض خط سے نہ قاصد کے ہی آنے سے غرض
دل ہو سینہ مین نشانہ کہ جگر تجھکو کیا	اے کماندار تجھے تیر لگانے سے غرض

وسے کے دل اپنا اوسے ایسے ہو سا بے پروا
ہم نہین رکھتے ظفر ایک زمانہ سے غرض

ردیف الطاے مہملہ

کس کس کے نام آئے ہین اُس عشوہ گر کے خط	ہین آج دونون ہاتھ مین جو نامہ بر کے خط

مطلع ثانی

دلوادے یاد کوئی انہین یاد کر کے خط	تکیہ تلے وہ بھول گئے میرا دھر کے خط
تابان ہین نور عشق سے مثل خطوط مہر	ہین گرد جو نشون کے داغ جگر کے خط
کرتا ہے کہکشان کو شب تار مین خجل	اُس مہ جبین کے مانگ کا بالو نمین سر کے خط
سو ٹکڑے دل کے ہوگئے پر جسم پر کہین	ظاہر پڑا نہ وار سے تیغ نظر کے خط
حال اپنا لکھ کے آئے جو رونا کبھی مجھے	بہ جائے جوش گریہ سے اوس چشم تر کے خط
تاثیر کچھ تو کی ہے مرے دود آہ نے	آیا نکل جو رخ پہ ہے اُس سیمبر کے خط
ہے یہ خطر کہ ٹکڑے نہ قاصد کے دے اڑا	پھینکا بلا سے قینچی سے اوسنے کتر کے خط
ہون لاکھ خوشنویس اگر خط نسخ مین	پر ہو کسیکا خوب خط سو ظفر کے خط

اونکی ظاہر آشنائی ہے فقط	ورنہ پنہان بیوفائی ہے فقط
کیون لڑائی آنکھ اُسنے غیر سے	میرے اوسکے یہ لڑائی ہے فقط
دل کو سودا ہے جو غش ہے زلف پر	اوسمین کیا ہے کج ادائی ہے فقط
ہمکو کافی منزل مقصود تک	عشق ہی کی رہنمائی ہے فقط
جان تک دیگا جلا یہ سوز عشق	آگ ابھی دل مین لگائی ہے فقط

گر سخن مین عشق کی گرمی نہین ⁂
اے ظفر ہرزہ درائی ہے فقط ⁂

کیا لکھون قاصد اوسی شکونکی طغیانی مین خط	حرف مٹجائینگے سارے بھیگ کر پانی مین خط
ہو لکھا تقدیر کا معلوم کس عنوان ہمین	وہ پڑھا جاتا نہین جو ہو کہ پیشانی مین خط
قتل کرنے کو ہمارے کم نہین شمشیر سے	ہمدم ہون سرمہ کا چشم دلبر جانی مین خط
کیا تھا ہی پرا تو سے کام مجنون کو کہ ہین	ناخن دست جنون سے تن پہ عریانی مین خط
ہم ترے روئے کتابی کو ہین مصحف جانتے	ملتا ہی عارض کا تیرے خط قرآنی مین خط
بندھ گیا ہی جب سے اوس زلف پریشانکا خیال	ہم شکستہ لکھتے ہین اکثر پریشانی مین خط

صفحۂ عالم پہ ہین جتنے سخندان اے ظفر
لکھتے ہین تیری غلامی کا سخندانی مین خط

ردیف الظائے معجمہ

دیگر

ہوا دل صنم ہوش ربا کے تابع
کیا کرین ہم کہ ہین امر قضا کے تابع

ابر و طوفان کی ہوا سے نہین جا بیگا خفا
دل پرسوز کہ ہے شعلہ ہوا کے تابع

خواہ آزاد کرے خواہ گرفتار رکھے
دل سودا زدہ ہے زلف دوتا کے تابع

دیگر

جام مے تک نہین پہونچی ابھی نوبت کہ ہوئی	رنج میخوار کی ساقی کی ملاقات مین رفع
کیون لگاتا نہین تو کھینچ کے قاتل شمشیر	قصہ یک عمر کا تا ہو ابھی اک بات مین رفع
واعظا فائدہ کیا مدرسہ مین بیٹھ کے	شبہہ جو دل کا ہی ہوگا وہ خرابات مین رفع
وہ رہین آکے اگر شب کو ہمارے گھر مین	انکے چھپنے کا سبب وہمہ ہون کے رات مین رفع

مدد اے فخر جہان تا ہون ظفر کے دل کی
سب ملال آپ کے الطاف و عنایات مین رفع

نہ آبرو کی طمع ہی نہ گھر نہ ور کی طمع	جو بد معاش ہین انکو ہی مال و زر کی طمع

مطلع ثانی

نہین ہے ہمکو سوا وصل سیمبر کی طمع	فقط ہے تیری عنایت کی اک نظر کی طمع
روان ہو پرچہ اگر لیکے دل کا قاصد شوق	نہ کچھ ہو نامہ کی حاجت نہ نامہ بر کی طمع
طمع کا چھوڑنا آسان نہین کہ زیر زمین	بشر کے ساتھ ہی جاتی ہے یہ بشر کی طمع
تصور لب و دندان یار کی دولت	نہ ہمکو لعل کی خواہش ہے نہ گہر کی طمع
مگس کی طرح سے پیسے گا منھ کو اے طامع	نہ کر حلاوت دنیا سے تو شکر کی طمع
اوٹھا چکا ترا عاشق ہے دو جہان سے ہاتھ	نہ اب اودھر کا ہی لالچ نہ ہے ادھر کی طمع
وہ تیرے محو دہان و کمر کا پوچھے حال	جو رفتگان عدم سے رکھے خبر کی طمع
شکست دیجے کسیطرح نفس سرکش کو	نہین ہے اسکے سوا اور کچھ ظفر کی طمع

ردیف الغین المعجمہ

ہمکو نہین رہی ہوس گل ہوای باغ — گل اشک خون مین تختہ دامن بجای باغ

دل اسقدر ہے بند غم ہجر مین کہ ہے — زندان سے تنگ تر مرے حق مین فضای باغ

دو پھول بھی مزار پہ اونکے نہین فلک — لیکر زمین جنھون نے ہزارون بنائے باغ

تا باغ ہم نہ پہونچے قفس ہی مین مر گئے — کہکر کے ہای ہای چمن ہای ہای باغ

منظور سیر باغ اگر ہو تو اب مجھے — داغون سے اپنے سینہ کو عاشق دکھای باغ

بھر جام ساقیا کہین جلدی کہ پھر کہان — یہ گل یہ سبزہ اور یہ ٹھنڈی ہوای باغ

وہ رشک باغ پاس نہین اپنے اے ظفر — کیا گل خوش آئے اور ہمین کیا خوش آئے باغ

تو نے جیسے کہدیا ہی بہت پر فن دروغ — بات اگر سچ بھی تھی وہ تو گئی بن دروغ

دل کو یہ ڈس لیتی ہے جانتا ہون خوب اسے — مین نہین کہتا تری زلف کو ناگن دروغ

دوست جو سچے ہین ایک نہ باور کرین — باتین بنائین ہزار ان کے دشمن دروغ

ہوگئے محبت مین تم ہمسے نہ سچے کبھی — دیتی ہے ہمکو جتا آپکی چتون دروغ

گل کو ہے نسبت کہان اس ترے رخسار سے — بولتے شاعر ہین یہ غیرت گلشن دروغ

لکھے کو تقدیر کے جانتے ہین ہمتو سچ — پوتھی مین جو ہی ترے ہو وہ برہمن دروغ

درد دل اپنا نہ کہہ تو ناصح بیدرد سے — جانتا ہے اے ظفر اسکو یہ ہے کودن دروغ

ہمسر نہ تیری ابرو پر خم سے بن سکے	گرچہ بنائے تیغ گر اصفہان تیغ
یہ ماہ نو نہیں ترے دورے میں مہ جبین	چمکا رہا ہے سر پہ مرے آسمان تیغ
میری نگاہ ہے وہ غضب دیکھکر جسے	خنجر تو الحفیظ کہے الامان تیغ

لکھ بحر و قافیہ کو بدل کر ظفر غزل
تیزی میں تیرے ہے قلم دو زبان تیغ

او گل کے کرتی ہے دو ٹکڑے دلکے صاف ہے تیغ	تیری نگاہ کوئی قہر خوش غلاف ہے تیغ
سوال بوسۂ ابرو کیا ہے کب میں نے	جو مجھپہ کھینچتا وہ ہو کے برخلاف ہے تیغ
ہمیشہ سینہ بسینہ ہیں ہم بھی سینہ سپر	اگرچہ سیلی وہ سینہ سر تابناف ہے تیغ
آنکھی سرمۂ دنبالہ دار سے کس پر	یہ اسکی چشم نے کھینچی ہے مصاف ہے تیغ
وہ چین دیکھکے ابرو پہ لا نہیں سکتے	زبان پہ جو ہر خوبی کی اپنے لاف ہے تیغ
ہر ایک غنچۂ گل کے لیے گلستان میں	یہ تیری موج تبسم جگر شگاف ہے تیغ

ظفر ہو قدر سپاہی کی اس زمانہ میں کیا
ہر ایک باندھتا ندافی و نوربافی ہے تیغ

آج زینب نوحہ گر ہے وادریغا وادریغ	پیٹتی سر ننگے سر ہے وادریغا وادریغ
گھر جلا خیمہ جلا بیٹھے کہاں جائے کدھر	اب نہ گھر ہے اور نہ در ہے وادریغا وادریغ
نور چشم ساقی کوثر ہے پیاسا دشت میں	خشک لب ہے چشم تر ہے وادریغا وادریغ

نہ ہو مہتاب تیرے رخ سے غلط
اے ستمگر خرام ناز سے تو

ہمسر ابرو سے ہو ہلال دروغ
ٹکڑے دل کو پائمال دروغ

شیوۂ راستی ہے خوب ظفر
بات منہ سے نہ تو نکال دروغ

چاہیے تو شمع مجکو نے سر مدفن چراغ
جنبش دامن سے تیرے ای نسیم صبحدم
یون لبس مژگان ہے وہ سرخی چشم پرخمار
شب دکھا کر تو رخ روشن نکر غارتگری
وقت صحبت یار سے گھر مین اندھیرا چاہیے
رات کو چوری سے جھانکا جو دزدانہ شمع رو

داغ دل ہے روشن ہے زیر خاک بی روغن چراغ
گل نہین ہوتا چمن مین گل کا یہ روشن چراغ
رکھدیا جیسے جلا کر ہو پس چلمن چراغ
ساتھ اپنے رات کو رکھتے ہین کب رہزن چراغ
روشنی اسوقت ہے غماز اور دشمن چراغ
تاب رخ سے بنگیا دیوار کا روزن چراغ

شمع سان جلتے ہین سب جو سوز غم سے اے ظفر
ہے جلاتا گھر مین گھی کے وہ بت پرفن چراغ

ردیف الفا

ہم ہوے جیسے کہ اس ماہ جبین سے واقف
مین ایمان سمجھتے ہین ہم اونکا دیدار

پھر جہان مین نہوے اور حسین سے واقف
نہ تو ہین کفر سے اگاہ نہ دین سے واقف

وہ روزن دیوار سے کیونکر ہمین جھانکین	سب تاک رہے ہین پس دیوار مخالف
کیا سحر ہے آنکھو نہین تیرے دیکھکے تجکو	ہو جاتے ہین سب تیرے طرفدار مخالف
کر صلح کہ اب دل کے سب اُٹھ جاے لڑائی	کافر نہ مخالف ہو نہ دیندار مخالف

برگشتہ زمانہ ظفر ایسا ہوا ہمسے +
جو یار موافق تھے وہ ہین یار مخالف +

مجھے جو تیری جدائی کا دیگی غم تکلیف	خدا کسیکو نہ دے ایسی ای صنم تکلیف
لکھینگے ہم نہ تکلف سے اور کچھ قاصد	کرینگے خط مین رقم اپنی یکقلم تکلیف
مریض عشق کو آرام ایک دم مین ہو	کرے ذرا جو یہان وہ مسیح دم تکلیف
یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد	کہ اِس سے کوہکنی مین کہین ہے کم تکلیف
مسافران عدم کی خبر خدا جانے	کہ انکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف
مزا ہے کچھ تو مصیبت مین عشق کے ناصح	اوٹھاتے جان پہ جو اسقدر ہین ہم تکلیف
قدم سمجھ کے رکھو اے دل رہ محبت مین	یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف
جو دیکھین تکیۂ دلمین صورت اُس بت کی	کرین نہ شیخ جی جہانب سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے
کہ جس سے جان کو پہونچے ہے دمبدم تکلیف

ہوئی غیرون کو خطا کی ہی جو تعزیر معاف	اسکا باعث ہے یہ تا دون جو ہو تقصیر معاف

فدا کرتا ہے جان پروانہ لیکن
اگر ہو ابر دریا بار تو بھی +
نگہ کرتی ہے تیری کام ظالم
محبت مین یہ بیہوشی بھی اپنی +

نہ میری جان نثاری کے موافق
نہوا ہیں اشکباری کے موافق
جگر پر تیر کاری کے موافق +
ظفر ہے ہوشیاری کے موافق

ولہ

گل سے ہین تیرے عارض اے لالہ رو مطابق
سنبل ہے زلف تیری ہی مو بمو مطابق

تیغ قضاے مبرم اور تیری تیغ غمزہ
ہی تیری زبان مین ای جنگجو مطابق

دل کے بھی ڈھنگ دو ہی مجسے ہین جیسے ہین تیرے
ہے تیری ادا اوسکی کیا خوب خوب مطابق

کیا جوش گریہ مجسے لایا ہے رنگ دیکھو
ہے میری چشم تر مین شک اور لہو مطابق

جو دل ہی میرا کتا ہوتا ہے وہ ہمیشہ
حکم منجمین ہے ہوتا کبھو مطابق

تو بھی وہی کہے ہے جو کہ رہا ہے دشمن
اے دوست اس سے تیری ہی گفتگو مطابق

یوسف مین اور تُمین فرق اے ظفر نہین ہے
یہ نقل وصل دونون پائیگا تو مطابق

آئینہ ہے اگرچہ پر پردہ صفا مین غرق
پر آگئے تیرے رخ کی ہے شرم وحیا مین غرق

دولت سے آنسوؤن کے مری کیا عجب کہ ہو
کشتی گدا کی آب ڈبے بہا مین غرق

نے شام کی خبر ہے اُسے اور نہ صبح کی
جو ہے خیال زلف و رخ دلربا مین غرق

خط لکھتے لکھتے آیا جو رونا تو ہو گیا
کاغذ تمام خون دل مبتلا مین غرق

۵۵

دیگر

اوسکا جو تیر ہوا سینۂ افگار مین غرق
تا بہ سوفار رہا خون دل زار مین غرق

جسطرح رہتا ہے تو فکر سخن مین ڈوبا
یون ظفر کون ہو اِس قلزم زخار مین غرق

تم جو ہر بات مین کرتے ہو ملاقات مین فرق — تمنے دیکھا مری جانب ہے کس بات مین فرق
بھیجے کس کس سے ہین لکھوا کے خط اُسنے ہمکو — خط مین ہے فرق خطوں کی ہو عبارات مین فرق
نہ رہے اُس نگہ مست کی کیفیت سے — گوشۂ مدرسہ و کنج خرابات مین فرق
مہ کو کیا حسن ہے اُس مہر لقا کی نسبت — فرق دونون مین ہے یون جیسے کہ ذرات مین فرق
چمن دل مین رہین کیون نہ گل زخم ہرے — جوش گریہ مین ہے کم اور نہین برسات مین فرق
کرتے ہین پیشکش اوسکے دُر شک اَنکھون سے — ہم نہین کرتے ترے غم کی مدارات مین فرق

آج ہی وقت وہ کیون آئے خلاف عادات +
اے ظفر اونکے تو آتا نہین عادات مین فرق +

جوان تہون کی ہے چہرے کی تاب مین رونق — برنگ کعبہ نہین ماہتاب مین رونق
حیات تو رہی پیری مین لیک وہ نہ رہی — جو تھی حیات کی عہد شباب مین رونق
دکھائی دیتی ہے بے رونقی جدھر دیکھو — گئی زمانہ کی سب انقلاب مین رونق
دکھائے رونق حسن اپنی وہ تو ایک ذرہ — رہے نہ ماہ مین نے آفتاب مین رونق
فروغ شمع رہی زیر برقع فانوس — بجائے حسن کی تیرے حجاب مین رونق
اگر وہ مست مئے ناز رونق افزا ہو + — تو ہو کچھ اور ہی بزم شراب مین رونق

بھلا اتنا تو رو تجھکو اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجائیں تجھے ای چشم تر دا نتک

ہمیشہ حضرت ناصح یہیں باتیں بناتے ہیں
کبھی تشریف لیجاتے نہیں ای ظفر وا نتک

وہم کی راہ نہیں اے دل آگاہ ہے ٹھیک
راہ جو صدق و یقین کی ہے وہی ہے اے ٹھیک

حلقۂ زلف میں تیرے رخ پر نور کو ہم
دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے ماہ ہے ٹھیک

اوڑتا پھرتا ہے کوچیمیں ہے ہمراہ صبا
تن کاہیدہ مرا تیرے پر کاہ ہے ٹھیک

سرکشی کرتا ہے ہمسے فلک ناہنجار
دیکھیں تو کیہ نا بناتی ہے اے آہ ہے ٹھیک

دل گدا کا ہو جو دولت سے عنایت کے غنی
شاہ کیا بلکہ ہے اسے کہنا شہنشاہ ہے ٹھیک

کیونکہ زیبا نہ تجھے جامۂ رعنائی ہو
اے صنم تیری ہی قامت پہ یہ واللہ ہے ٹھیک

اے ظفر لوگ محبت کی ہوا باندھتے ہیں
پر نظر آتا نہیں کوئی ہوا خواہ ہے ٹھیک

میری اور مجنوں کی کیا تصویر ہے دونوں کی ایک
وہ وہی طوق ایک اور وہی زنجیر ہے دونوں کی ایک

برق سے نالہ کی ہے کچھ شرارت کم نہیں
آتش افروزی میں تو تاثیر ہے دونوں کی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونوں بنے
فرق کچھ ان میں نہیں تعمیر ہے دونوں کی ایک

قیس سے سنیئے کہانی مجھسے میرے قیس کی
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونوں کی ایک

یہ لکھا دشمن نے مجھکو وہی لکھا دوست نے
قاصد وہ کیا ایک قلم تحریر ہے دونوں کی ایک

دونوں وہ ناز و ادا دشمن ہیں میری جان کے
قتل کرنے میں مرے تدبیر ہے دونوں کی ایک

جو ہین زخم تیغ غم دل پر جگر پر بھی وہی	حال ہے اب عشق مین ای چارہ گر دونونکا ایک
کیون نہ مجنون اور ہم دونون چلین اک راہ پر	جبکہ ہووے اے جنون تو راہ بر دونونکا ایک
کیا ہوا صورت مین کوئی خوب ہے اور کوئی زشت	ایک صورت گر ہے اے صاحب نظر دونونکا ایک

دل تو اوہ الجھا زلف سے ہے زلف اوجھی دل کے ساتھ
ہے پریشانی سے عالم اے ظفر دونون کا ایک

وہ آکر پھر گئے جو میرے گھر تک | پھر آئین شام سے مضطر سحر تک

مطلع ثانی

سرشک آئے نہ کوکب مژگان تر تک	کہ جب جل ہی گیا دل سے جگر تک
نہین کعبہ کی جانے کی تمنا	خدا پہونچائے ہمکو اوسکے در تک
ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون کہ ہیہات	نہ پہونچا ہاتھ میرا اُس کمر تک
ترے تیغ ستم سے اے ستمگر	عزیز اپنا نہین عاشق کو سر تک
پہونچتی ہے مرے آہ و فغان سے	خبر دل کی مرے اوس بیخبر تک
ہزار افسوس ہے بلبل چمن مین	رہا تیرا نہین اب ایک پر تک
مجھے آئے نہ سمجھانے کو ناصح	نگر جائے ذرا اوس عشوہ گر تک

ظفر جس پر لگائی تاک تونے
اُسی کو تک ادھر تک یا اودھر تک

جا کر عدم مین لکھتا نہین کوئی اپنا حال
پہونچا کے گور تک تجھے پھر جائینگے رفیق
لیکر گیا نہ یان سے کوئی ملک اور مال
تو جا کے یان سے پھر نہین ہنے کا حکمران
جانے گا تیرا نام بھی کوئی نہ زیر خاک

ہر یان کی رسم و خط و کتابت یہین تلک
اے بے خبر ہے انکی رفاقت یہین تلک
رہتی ہے یان کی دولت و حشمت یہین تلک
ہے تیری چند روز حکومت یہین تلک
ہے تیرے واسطے تری شہرت یہین تلک

تو اونکی دوستی پہ نکر ناز اے ظفر
ہے یان کے دوستدار محبت یہین تلک

اشک آنکھو مین ہوے ہیہات خشک
گر نہ پہونچے میرے گریہ کی مدد
ہے تری کار ستہ زلف پُر عرق
میرا دامن جون گل شبنم زدہ
تر زبانی کچھ نہ کام آئی دہان
ہاتھ اوٹھاتا محتسب مستو نپہ سے

گذری ابکی بار تو برسات خشک
روز دریا ہووے دو دو ہات خشک
مانگ ہے اے دل رہ ظلمات خشک
کب ہوا اشکون سے ساری رات خشک
ہوگیا منھ سنتے ہی اک بات خشک
ہو وہن یار بے کے دونون ہات خشک

اسے ظفر اورون کو بھیجا اوسنے عطر
ہمکو بن ڈلیان فقط سوغات خشک

ہوسکے نثار تجہپہ یون نہ تیسے نہین ہم ہمین تلک
تیز ہے تیری پُر جفا تیغ ستم ہمین تلک

مطلع ثانی

هم گئے سیدھے سوے منزلِ عشق
راہ دیکھی نہ اسمین موڑ کی ایک

تیرے مغموم کو ہنسی کی بات
خوش نہ آئی کسی ہنسوڑ کی ایک

غم زیادہ جھنجھوڑے اور مجھے
گر شکایت کرون جھنجھوڑ کی ایک

دہشت رز لگ گئی ہے منھ ورنہ
ہے یہ مردار سو بندوڑ کی ایک

صورتین ہین فریب کی لاکھون
پر نہین پاتے اوسکے جوڑ کی ایک

روؤن اتنا کہ ڈوب جائے جہان
انپو یہ بات ہے نچوڑ کی ایک

دل ہزارون کے ٹوٹ جائین ظفر
بات کہدین وہ ایسی توڑ کی ایک

جب تلک دم کی آؤ جاؤ ہے ٹھیک
ہمدمو بات جو بناؤ ہے ٹھیک

روزنِ دل سے دیکھتا ہون آسے
بیان سے اوس یار کا دکھاؤ ہے ٹھیک

دست دیا باندھے ہے حنا اوسکے
ہاتھا پائی کا آج داؤ ہے ٹھیک

حضرتِ دل تجھین بنا سکتا
کون اوسکے سوا بناؤ ہے ٹھیک

انپی اے عامہ زیب توپوشاک
جو بنالے ترا بناؤ ہے ٹھیک

میرا قصہ نہین غلط سارا
کچھ نہ کچھ وہ تو آدھا پاؤ ہے ٹھیک

ماہ سے اے ظفر شباہت چین
تیغ ابرو کا اوسکے گھاؤ ہے ٹھیک

ردیف الکاف فارسی

کیون جام نو کرے نہ یہین کرتا ہو بات تنگ
ساقی ہے دیکھ عرصۂ بزم حیات تنگ

قید حیات ہی مین نہین تنگ تنگدل
ہوویگی اونکی گور بھی بعد از ممات تنگ

بنجائے غنچہ غنچۂ تصویر باغ مین
ایسا ہو سنکے منھ سے ترے ایکبات تنگ

ہو تنگی زمانہ کی ہنگام شرح حال
کوتہ زبان خامہ دہان دوات تنگ

دیتا ہے بد صفات کو اک گلشن وسیع
زندان سے ہے زیادہ پر خوش صفات تنگ

ہم ایک عمر تنگ رہے تیرے ہاتھ سے
لیکر بغل مین اپنے تجھے ایک رات تنگ

جو شافع اُمم ہے وہ ہے اپنا پیشوا
اپنے لیے ظفر نہین راہ نجات تنگ

تجھبن ہے میرا حال یہ وعدہ خلاف تنگ
لکھون جو خط تو ہووے قلم کا شگاف تنگ

وحشت کے جوش مین ترے وحشی کے واسطے
ہر عرصہ گاہ قاف سے تا قاف تنگ

کھینچے نہ گھوڑیکی کبھو اپنے وہ شہسوار
کشتون کے خون سے ہے تا نہو تر زیر ناف تنگ

زاہد نکل کے سیر خرابات کر ذرا
حجرے مین کیون پڑا ہے پئی اعتکاف تنگ

یارب جو پھر آئے ہو سہم سرا کہ مین آسے
کھینچون بغل مین اسکو زیر لحاف تنگ

اے دوست تیرے بزم مین جی اپنا کیا کھلے
دل تنگ ہے دشمنون کی ہر لاف و گذاف تنگ

آئے جو ذکر اس دہن تنگ کا ظفر
غنچہ کا قافیہ وہین ہو جائے صاف تنگ

٦١

ستم دیکھو کہ جب وہ بیٹھتے ہیں سامنے میرے / تو کر لیتے ہیں دشمن کو مقرر بیچ میں حائل

جدھر دیکھے جمال یار ہی تجکو نظر آئے / نہووے پردۂ غفلت ترا گر بیچ میں حائل

دم گریہ کدھر جائے ترا عاشق کہ شکوے سے / نظر آتا ہے اک دریا سراسر بیچ میں حائل

ظفر ہے شوق وصل شمع میں پروانہ تو مضطر / مگر ہو جاے ہے فانوس اکثر بیچ میں حائل

ردیف المیم

در بتانِ خود نما زاہد خدا را دیدہ ام / آنکہ از چشم تو پنہان آشکارا دیدہ ام

تا نظر افگندہ ام بر قامت رعنای تو / جملہ از سر تا قدم ناز و ادا را دیدہ ام

کردہ ام رنگین ز حسرت پنجۂ مژگان بخون / تا بدستت سرخی رنگ حنا را دیدہ ام

سالہا گردیدہ ام من در تلاش کیمیا / دیدہ ام اکسیر اگر آن خاک پا را دیدہ ام

ناصحا طرز نگاہش را نمیدانی کہ چیست / پرس از من ماجرا من این بلا را دیدہ ام

کردہ ام من عمر خود در تیرہ روزیہا بسر / گر شبے در خواب آن زلف دوتا را دیدہ ام

چون تو در عالم ندیدم میکشی صوفی وشے / اے ظفر بسیار رند و پارسا را دیدہ ام

از خرد نے ہوش نے تدبیر پر شاکر ہیں ہم / دوستو اپنی فقط تقدیر پر شاکر ہیں ہم

ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہیں کرتے کبھی / رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم

[illegible]

کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

[illegible]

ہے ظفر ہمسا جہاں میں کون زیر آسمان / ہم جفاے آسمان پیر پر شاکر ہیں ہم

دیگر

اور کسی بیوفا سے اسکو لگا دیتے ہیں ہم / دل کو مزا وفا کا چکھا دیتے ہیں ہم

دل کیا ہے بلکہ جان سے ایمان و دین تلک / مانگو سو جو تو تجھ کو دیتے ہیں ہم

بیتاب دل رہیگا اگر ہو ہیں زیر خاک / یکبارگی زمین کو ہلا دیتے ہیں ہم

[illegible]

یار رونے پہ کوئی شوق میں رونے سے تم ہین
ہین گرچہ مثل شمع سراپا زبان تو کیا

اس سے چھپاتے دل کی کچھ اپنے جلن ہین ہم
کہہ سکتے پر زبان سے نہیں اک سخن ہین ہم

دیوانگی کا شور ہے مجنون کے اے ظفر
دکھلاتے جب تلک نہیں دیوانہ پن ہین ہم

کیا کہین اے ہمنشین ہنتے آج کیون بیکل ہین ہم
جنسے کل تھی چاہ انکو اوسے جدا کل سے ہین ہم

لاکھ بل ڈالے ہو کافر ایک سیدھی بات مین
زلف تیری ہے بلا ڈرتے ہین اوسکے بل سے ہم

پھر کا وعدہ کیا ہے اوس بت بے پیر نے
روز بیٹھے شوق مین دن گنتے ہین منگل سے ہم

تیری چشم مست سے ساقی طلب کرتے ہین جام
رکھتے وقت میکشی مطلب نہیں بوتل سے ہم

ہاتھ جو گردن مین ہو تیرے حمائل اپنا بھی
سیکھ لین انداز یہ کیونکر تری ہیکل سے ہم

شیشہ جی بھر جائے تری اک پل مین اے ابر بہار
باندھین اشکونکی جھڑی مژگان اگر بادل سے ہم

ہو نہ ہوے کالا جہان مین مردم آزارون کا منہ
پا گئے یہ رمز چشم شوخ کے کاجل سے ہم

ملتے ہین اپنے تن عریان پہ خاک کوے یار
نے غرض تن زیب سے رکھتے ہین نے ململ کا ہم

گہ زمین پر رہ گئے تو آسمان پر مثل برق
ڈرتے ہین اے شوخ اتشخو تری چھل بل سے ہم

جسنے یان رکھا قدم تحت الثرے کو وہ گیا
کیونکہ نکلین دیکھیے دنیا کی اس دلدل سے ہم

لاکھ بھاری نیکے بیٹھین پر سبک ہین بیوفا
بے ترازو پا گئے اونکو ظفر اٹکل سے ہم

دیگر

دیگر

وصل کی بس کر چکے تدبیر ہم
ہو سکے ناچار اپنے تقدیر سے ہم

اوس صنم کا وصل ہے اپنی مراد
مانگتے کیا ہین اللہ سے ہم

[illegible]

دیگر

[illegible]

صورت تصویر حیران ہو گئے	دیکھ کر اوس یار کی تصویر ہے
ذبح کر تو ہسکو بسم اللہ کہ آپ	پڑھتے ہیں اپنے لیے تکبیر ہے
موم ہو اوس سنگدل کا کیونکہ دل	آہ ہیں رکھتے نہیں تاثیر ہے

بعد مجنون عشقبازون میں ظفر
رکھتے ہیں تھوڑی سی کچھ توقیر ہے

اے بت طناز قربانت شوم	اے سراپا ناز قربانت شوم
حلقهٔ زلف و کمند جان و دل	اے کمند انداز قربانت شوم
چون مسیحا در لب جان بخش تو	صد ہزار اعجاز قربانت شوم
مرغ جانم در ہوائے کوے تو	میکند پرواز قربانت شوم
تا بہ قربان گاہ من یکرہ زناز	باز آ تا باز قربانت شوم
تو بہر انداز نیما جلوہ	من بہر انداز قربانت شوم

ہر دم آن ابرو کمان را از ظفر
میرسد آواز قربانت شوم

چلنا مریض غم کو ترے آٹھ نو قدم	معلوم ہو کہ ضعف سے کہ نہیں بیس قدم
ہر ادب پہ رہتے ہیں آداب عشق	آگے نہیں بڑھاتے کبھی نیم جو قدم
دیکھے جو تیرے ناخن پا کو تو کیا عجب	چومے فلک سے جھک کے ترے ماہ نو قدم

[illegible]

ردیف نون

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

جو آنکھ کا تو اپنے ہے دور زندگی کا تیکے سب دشمن
اگر وہ تو دوست اپنے دوستان محفلی ہیں

عجب کیا خاک سے اپنی اگر دیدہ ہو نرگس
کہ ہم اے شوخ کشتہ تیری چشم نرگسی کے ہیں

ظفر روئے صفا اسکا ہے پیش نظر جنکے
نہیں وہ مائل نظارہ ہوتے آرسی کے ہیں

دل جگر جو پاس تھے سیلے دونوں ہی یہاں
رکھدیے اسنے بھی خنجر کے تلے دونوں ہی یہاں

گو جلا پروانہ جلد اور شمع نے کچھ دیر کی
لیکن آتش سے محبت کے جلے دونوں ہی یہاں

نے کوئی وہاں یار جاتا ہے نہ کوئی آشنا
کرتے اسکا گلا نہیں آپ سے بھلے دونوں ہی یہاں

جب کیے ہیں دیدہ و دل نے اسکے فرش راہ
اور ستمگر نے بھی تلووں سے ملے دونوں ہی یہاں

خوشنما تھا رخ تیرہ بختوں بھی ہے اور زلف بھی
لگتے نظر و نہیں کافر بھلے دونوں ہی یہاں

کیوں نہ سمجھوں ہمدم اپنا تیغ و خنجر کو ترے
آ کے ظالم سر سے لگ جاتے گلے دونوں ہی یہاں

اے ظفر اُسے بچاؤں کسطرح میں عقل و ہوش
جب کبھی آتے ہیں وہ لیکر ٹلے دونوں ہی ہیں

کدورت پا ہیں تیرے مسجد کی ہاں جب غیر ملتے ہیں
لگی ہے آگ یاں تلووں سے ہم غیرت سے جلتے ہیں

ارادہ ہے ترا اگر کوچۂ جاناں کے جانے کا
نگر تو اے دل بیتاب جلدی ہم بھی چلتے ہیں

لگا دیتا ہے تیرا غمزۂ قاتل اک ہاتھ ایسا
کہ بسمل تیرے خوش ہو ہو کے دو دو ہاتھ اچھلتے ہیں

لب لعلیں نے اسکے گر نہیں دل خون کیا میرا
تو میری چشم تر سے لال آنسو کیوں نکلتے ہیں

مطلع ثانی

بیٹھیں کہیں برہمن و شیخ نہ سادہ رسا قرین
دور جب تلک نہ وہ دیر و حرم سے ہو جائیں
دم بھر ساجائیں محبت کا نہ سایہ جانباز
گرچہ دو ٹکڑے سا بھی یہ تیغ دو دم سے ہو جائیں
بھول جائیں ابھی سب پند و نصیحت واعظ
باتیں دو چار جو اس ہم سا صنم سے ہو جائیں
سیکڑوں فتنہ خوابیدہ جہان میں پیدا
اسا ستمگر تری آواز قدم سے ہو جائیں

غم نہیں ہمکو اگر کھینچے فلک چکر ہیں
کہ فلک آپ بھی ہے آٹھ پہر چکر ہیں
یہ جو پھرتا ہے سدا خانہ بخانہ خورشید
اس سے ظاہر ہے کہ ہیں صاحب زر چکر ہیں
موج دریائے سرشک اپنی کبھی طوفان ہے
جسکے ہے ایک طرح پانچ سے بھنور چکر ہیں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں کس ماہ جبین کو ہاے
روز و شب رہتے ہیں جو شمس و قمر چکر ہیں
گردش چشم کا ساقی کے اشارہ ہے یہی
کہ رہے ساغر مے شام و سحر چکر ہیں
خاک ہوکر تو ذرا بیٹھنے دے چین سے چرخ
جون بگولا مجھے برباد نکر چکر ہیں

آسیا کی یہ ہوا پھرنے سے معلوم کہ ہیں
گردش دہر سے پتھر بھی ظفر چکر ہیں

کہو اس بےخبر کو ہم خبر بھیجیں تو کیا بھیجیں
کوئی پرچہ بجز لخت جگر بھیجیں تو کیا بھیجیں
وہ جانے کسطرح سر بازہمکو عشق میں ہے
اگر اپنا نہ ہم سر کاٹ کر بھیجیں تو کیا بھیجیں
وہاں سے طعنہ و تشنیع کی سوغات آئی ہے
یہاں سے ہم انھیں سوغات اگر بھیجیں تو کیا بھیجیں
فرشتہ پر نمارے اس گلی میں تو تو انسان ہے
تجھے خط دیکے ہم اے نامہ بر بھیجیں تو کیا بھیجیں
نہ قاصد نے کبوتر کہیں یاران ہمدم رفتہ
ادھر سے کچھ خبر اپنی ادھر بھیجیں تو کیا بھیجیں
جو کشتہ چشم کا انکے ہو وہ عین عنایت ہے
گل نرگس نہ اسکے گور پر بھیجیں تو کیا بھیجیں
کرے جو شیطنت سے سرکشی اور فتنہ پردازی
نہ لعنت اسپہ سب نابشر بھیجیں تو کیا بھیجیں
جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے جان تن دل میں سوختہ دونو
تجھے کچھ تحفہ ہم اے عشوہ گر بھیجیں تو کیا بھیجیں

سنا ہے نوح کے طوفان کو یارو نے کا نو لیسے
اگر آنکھوں سے اپنے ہنسنے وہ دیکھا ہے رو نہیں

لگے آگ ایسے رونیکو کہ مثل شمع گھل گھل کر
بہا جاتا ترا دلسوز سرتا پا ہے رو نہیں

ظفر ہم اپنا رونا رو نہیں جا کر سامنے کسکے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رو نہیں

صنما ہم کہیں تو کیا کہوں
بخدا ہم کہیں تو کیا کہوں

مدعی کہنے ہی نہیں دیتے
مدعا ہم کہیں تو کیا کہوں

حال غم تجھسے کہ چکے یکبار
بارہا ہم کہیں تو کیا کہوں

اپنے رونیکا تیرے ہنسنے کا
ماجرا ہم کہیں تو کیا کہوں

نہیں فرصت جو کہیے حسرت دل
حسرتا ہم کہیں تو کیا کہوں

کہتے ہیں سب وفا نہیں تجھ میں
بیوفا ہم کہیں تو کیا کہوں

خاک در کو ترے کہیں اکسیر
توتیا ہم کہیں تو کیا کہوں

تو تو منہ سے کہے ہے ہمکو برا
پھر بھلا ہم کہیں تو کیا کہوں

تجھسے کہوں جو ہو مزے کی بات
بیمزہ ہم کہیں تو کیا کہوں

تجھسے وان کچھ کہا نہیں جاتا
قاصدا ہم کہیں تو کیا کہوں

بن کہے ہی وہ اے ظفر ہمسے
ہے خفا ہم کہیں تو کیا کہوں

ہے موج دخان صورت زنجیر ہوا ہوں
دیتے ہیں بگولے کو مری خاک سے چکر
اب تک ہے مری گردش تقدیر ہوا ہوں
ساقی پیر جام کو کیا ہاتھ سے رکھے
ہم موج ہوا لگتی ہے شمشیر ہوا ہوں

خدا جانے کہ سینہ مین غم کیا رنگ ہو دل کا
نظر آتی ہے کچھ آمیزش خون آج آنسو مین

اگر ہم کو نہین آس مہروش کے یہ بین حیران ہون
ستارہ جلوہ گر خورشید کے ہے کیونکہ پہلو مین

بتانا چاہیے کو چھین اسکے سچ کہا تو نے
برائے غمخوار کیا کیجیے نہین دل اپنے قابو مین

اگر برپا ہو طوفان دیدۂ غمخوار سے میرے
تو ہووے کشتی افلاک تک بھی غرق لوہو مین

ہزار برسات مین ہے ساقیا یون بادہ نوشی کا
ادھر ابر سیہ جھومے ادھر مستی مین ہم جھومین

اگر زنجیر ہوتی توڑ کر کب کا نکل جاتا
دل دیوانہ کو باندھا ہے تو نے اپنے گیسو مین

اگر گلگشت کو جائے ظفر وہ رشک گل میرا
بہار آئی مچائین عندلیبین باغ مین دھومین

تری نگاہین جو ہین فتنۂ زمان دوڑین
تو دل پہ لاکھون بلا ہا ناگہان دوڑین

ہمارے حال سے وہ بیخبر نہین آگاہ
وگرنہ یہ خبرین ہین کہان کہان دوڑین

بغم فراق کی ہاتھون سے ہوکے فریادی
زمین سے آہین مری سوئے آسمان دوڑین

اگرچہ آنکھین تری پرنیان ہین پر انسے
شکار دل پہ مرے جیسے چیٹیان دوڑین

ہوا ہے کیون مری زلفین لگی ہین لہرانے
یہ ناگنین کیسے ڈسنے کو دلستان دوڑین

بلا مین لینے کو پریان تری پرستان سے
ہوا کے گھوڑون پہ چڑھ چڑھ کے میری جان دوڑین

زبان پر آیا نہین اپنے ایک حرف ظفر
کہ پہلے ہی سے یہان انکی چھٹیان دوڑین

اپنے غرفہ سے جنھیں آپ ذرا جھانکتے ہیں
شب کو گلزار پہ ایک اوس سی پڑ جاتی ہے
منہ کو شبنم کے دوپٹے سے جو وہ ڈھانکتے ہیں
بھیجو بازار محبت میں مرا گوہر دل
پوچھو تم جوہریوں سے کہ وہ کیا آنکتے ہیں
کوئی گل اور کھلا چاہتا ہے رشک چمن
آپ کرتی ہے نئے رنگ سے گل ہانکتے ہیں
الجھ تو آتا ہے انھیں دشت نوردی میں مزا
خاک صحرا کی جو دیوانے ترے پھانکتے ہیں
...ل ہے نفرت کہ ہمیں دیکھ کے خوبان فرنگ
جلد جلد اور بھی بگھی کو سوا ہانکتے ہیں

دی ظفر جنکو خدا نے صفت ستاری
کھولتے عیب کسی کے وہ نہیں ڈھانکتے ہیں

بدن شعلہ سوز غم سے اٹھا دل کو داغ میں
جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ میں
رخ پر ترے پسینوں کے قطروں سے ہے بہار
کیا پھول چاندنی کے ہیں مہتاب باغ میں
صبح نصیحتیں تری ہم سن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہیں طاقت دماغ میں
اے مست ناز پیتے ہیں تجھ بن پیالے مے
ہم بھر کے اشک دیدۂ تر کے ایاغ میں
ڈھونڈھے ہزار کوئی نہ انکا ملے پتا
جو گم ہوئے ہیں تیرے کمر کے سراغ میں
لاغری سے حال ہے دیوانہ کا ترے
اڑتا ہوا کے ساتھ ہے تنکا سا راغ میں

دنیا سے جسنے کھینچ لیا ہاتھ اے ظفر
پھیلائے پانوں کیوں نہ وہ کنج فراغ میں

جو کہتے ہو وہ سب سے سب آن کے کہتے ہین

نادان ہین جو ہم آگے نادان کے کہتے ہین

بھید اپنا ظفر سب کہدینے نہین دانا

کہتے ہین تو انسان کو پہچان کے کہتے ہین

دیگر

برابر ڈھا کے دیتے ہین سب دیوار و در گھر کے
روان جب چشم سے ہم آنسوؤنکی سیل کرتے ہین

ترا عاشق ہو یا وامق ہو یا فرہاد یا مجنون
محبت مین سب انکو شامل اک ذیل کرتے ہین

گذارہ کرتے ہین زیر فلک ہے بے سر و سامان
نہ چھپر کرتے ہین تجویز نے کچھ ریل کرتے ہین

وہ جب آراستہ کرتے ہین پلٹن اپنے مژگان کی
تو ناز و غمزہ کو کپتان اور کرنیل کرتے ہین

انھین منظور سب سے پہلے ہے سر کاٹنا میرا
کہ سرباز ان مین اپنے وہ مجھے سرخیل کرتے ہین

نہ جسکو عقل ہو اور ہو کتابون سے لدا پھرتا
ظفر اوس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہین

جو کام ہو گریہ سے مرے ایک گھڑی مین
وہ ہو کہ نہ باران سے کئی دن کی جھڑی مین

یہ انجم گردون کو تمنا ہے کہ ہم بھی
ہون موتیون کی جا ترے جھومر کی لڑی مین

ہے آب بقا پردۂ ظلمات مین پنہان
دیکھا اوس لب جانبخش کو مسّی کی دھڑی مین

جو پارۂ دل ہین قطرۂ تر پہ نہون گے
ایسے گل رنگین کہین پھولونکی چھڑی مین

انسان کو مناسب ہے کرے بات بہ نرمی
کہدے نہ کڑی منہ سے نہین لطف کڑی مین

ذرات کی گھڑیونکی گھڑی دیکھ نہ غافل
دم دم کا ہے احوال ترے دل کی گھڑی مین

وہ جیسے ہین دل جانتا ہے خوب ہمارا
ہم اے ظفر آئے ہین کوئی انکی تڑی مین

دشمن جو حسینونکو ہم جانکے کہتے ہین
یونہین نہین کہتے ہین کچھ جانکے کہتے ہین

مطلع ثانی

جبکہ ہم جائینگے وہاں کیا ہمسے پوچھا جائیگا
غم اگر ہے تو یہی ہے اور تو غم کچھ نہیں

ہے یہ زیبا زلف ہی کے واسطے تیرے لیے
اپنے آشفتہ سے ہونا آشنا برہم کچھ نہیں

صاف کھلجائیگا ہچشمو نہین ہے راز دل
دیکھ آنسا پھوٹ بہنا چشم پُرنم کچھ نہیں

خوب جو دیکھا تو شمشیر صفاہانی ہین بھی
روبرو اُس ابروِ خمدار کے خم کچھ نہیں

شک الماس و نمک بھر دے ملا کر چارہ گر
واسطے زخم جگر کے میرے مرہم کچھ نہیں

خوب ہو وہ اک جہان جسکو کہے خوب اے ظفر
کچھ نہیں وہ جسکو کہدے ایک عالم کچھ نہیں

دیگر

ہر رات سبھی اپنے آرام کو سوتے ہین
ہم جاگتے ہین تم ہی گو شام کو سوتے ہین

کیا عشق کے صحرا مین بیخوف و خطر عاشق
لم کر کے رہ کفر و اسلام کو سوتے ہین

ہر شب ہمین فرقت مین رونے ہی گذرتی ہے
نے صبح کو سوتے ہین نے شام کو سوتے ہین

کرلین ترا نظارہ گر خواب مین تو آئے
ہم شب کو جو سوتے ہین اس کام کو سوتے ہین

ہم بستر راحت پر یار وہ نہ از اپنے
او نسے نہ کہو میرے پیغام کو سوتے ہین

مہکے ہوئے اُٹھے ہم خوشبو مین سحر جس شب
ہم لیکے بغل مین اُس گلفام کو سوتے ہین

بیہوش او ان آنکھون کا ہم یون ہین تصور مین
گویا کہ ظفر پیکر در جام کو سوتے ہین

خدا کا گھر ہے اے زاہد تیرے نکے آستانون مین
جگہ سجدہ کی ہے اُنکے کفِ پا کے نشانون مین

اللہ ری شرم آئے جو وہ شب کو خواب مین
خوشبو ہے جو پسینہ مین اے گلبدن ترے
دل میرا ایک کیا کہ ہزارون ہی اسنے دل
میرے دل شکستہ مین آ کر رہے وہ کیا
یون آنسوؤن کے ساتھ پیا ہے خون دل
منت کش اجل نہوئے ہم کہ ہو گیا

پنہان رکھا حجاب سے منھ کو نقاب مین
نے وہ گلاب مین ہے نہ عطر گلاب مین
باندھے کمند کاکل پرپیچ و تاب مین
رہتا ہے کون ایسے مکان خراب مین
جیسے ملا کے پیتے ہین پانی شراب مین
کام اپنا تیری ایک نگاہ عتاب مین

اوس بیوفا کو دو نہ دل اپنا تم اے ظفر
ڈالو نہ اپنی جان کو دیکھو عذاب مین

دیگر

ہم کہین اے نگار رہتے ہین
ہم نہ شعلہ ہین نے شرر ہین نہ برق
نہین اوس گل کو کچھ اثر ہوتا
صورت نقش پا گلی مین ترے
شمع ساں سوز دل نہین چھپتا
اپنے دامن مین دولت اشکون کے
ایک رنجش ہمین سے ہے ورنہ
چشم مست اوسکی نے ہی جاے ہی ہوش

لیک تجھپر نثار رہتے ہین
پر سدا بیقرار رہتے ہین
نالہ کش ہم ہزار رہتے ہین
ہم بھی اک خاکسار رہتے ہین
گرچہ ہم اشکبار رہتے ہین
گو ہر آبدار رہتے ہین
آپکے سب سے پیار رہتے ہین
گرچہ ہم ہوشیار رہتے ہین

قطعہ

۷۷

قاصد اخط جو لکھون یار کو خلوت مین لکھون
کس طرح راز نہان بیٹھکے خلقت مین لکھون

مطلع ثانی

لشکر شام کو ایک ہی لا دریہی بیت	گرچہ ظاہر مین یہ ہفتاد و تن تھوڑے ہین

اے ظفر شہ کی سلامی کو برائے گلگشت
گر بلین خلد مین کتنے ہی چمن تھوڑے ہین

غیر نے آج ترے رات سحر کی گھر مین
نہ کھلی بات کسی پر رہی گھر کی گھر مین

رات بھر ہم رہے ہے تیرے پس دیوار پڑے
کسی جاسوس نے بھی یہ نہ خبر کی گھر مین

دل جلون کو نہین درکار چراغ خانہ
روشنی تھوڑی ہی کیا داغ جگر کی گھر مین

اشک گلگون ہے نظر آئے ادھر کیا کیا گل
چشم پر خون سے جدھر ہمنے نظر کی گھر مین

شمع کی طرح سے یاد قد رعنا مین ترے
ہمنے سولی پہ سدا رات بسر کی گھر مین

چشم کی طرح سے صاحب نظرو نے دیکھو
سیر کیا کیا نہین بے رنج سفر کی گھر مین

مدعی وہ جو چھپے بیٹھے تھے بھاگے چھپ کر
آمد آمد جو ہوئی رات ظفر کی گھر مین

گنہ سے ہم نہین خالی گناہگار تو ہین
پر اسکی لطف و کرم کے امیدوار تو ہین

بلا سے جان گئی اپنی عشق مین لیکن
وہ ہمکو جان گئے اپنا جان نثار تو ہین

زیادہ بھڑک گئی کیا اور دل مین آتش عشق
نکلتے ہر بن مو سے مرے شرار تو ہین

ز فور اشک سے گو سوز دل بجھے نہ بجھے
پر اپنی آنکھو نسے ہم رہتے اشکبار تو ہین

بلا سے گر جگر و دل مین داغ داغ اپنے
ہمیشہ دیکھتے ہم سیر لالہ زار تو ہین

۷۸

جسنے اوس عالم تصویر کو دیکھا یہ کہا	ایسا تصویر سراپا تو کوئی ہے ہی نہین
قیس و فرہاد ہون کیا عشق مین ہمسر مجھسے	مجھسا دیوانہ و شیدا تو کوئی ہے ہی نہین
تیرے دانتون کے مقابل مین کوئی گوہر کو	سمجھے کیا مال کہ ہیرا تو کوئی ہے ہی نہین
سر کے بالو نمین ترے جیسے کہ ہے مانگ تری	ایسا ظلمات کا رستہ تو کوئی ہے ہی نہین
کس تمنا پہ جیے عاشق مایوس ترا	دل مین اب اوسکے تمنا تو کوئی ہے ہی نہین
ہو نہ و زلف کے کوچے مین دل سودائی	اور اب اوسکا ٹھکانا تو کوئی ہے ہی نہین
سرو قد کون ہو رعنائی مین ہمسر تیرا	تجھسا یان دلبر رعنا تو کوئی ہے ہی نہین
کیا کرون غم کو نہ سمجھون اگر اپنا غمخوار	دل کے دینے کو دلاسا تو کوئی ہے ہی نہین

قدرت حق کا تماشا ہے **ظفر** جیسے بشر
ایسا دنیا مین تماشا تو کوئی ہے ہی نہین

تمہون نے نہ کین آشنائی کی باتین	کہین اور ساری خدائی کی باتین

مطلع ثانی

نہین تمکو لازم برائی کی باتین +	بھلون کو ہے زیبا بھلائی کی باتین
غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت	کرو منہ پہ ہمسے صفائی کی باتین
لڑاتے ہو محفل مین غیرون سے آنکھیں	صریحا ہین یہ تو لڑائی کی باتین
جو کرتے ہو تم دلربائی کا دعوے	کچھ آتی بھی ہین دلربائی کی باتین

کہین ہے جا پڑے اڑکر جو برگ گل سمندر مین | تو شرط عشق یہ ہے ساتھ ہو بلبل سمندر مین

مطلع ثانی

اگر ہو عکس افگن یار کی کاکل سمندر مین | تو پیدا جائے موج آب ہو سنبل سمندر مین

پڑے عالم مین جسدم شور دریائے سرشک اپنا | تو اس طوفان کے ڈر سے ہو نہ کیونکر غل سمندر مین

دکھاؤنگا جو اپنے دیدۂ پر آب کا عالم | تو گردابو نکی بھی جائینگی آنکھین کھل سمندر مین

گذر جانا نہ سمجھے سہل دریائے محبت سے | اگر باندھے کوئی تدبیر سے سو پل سمندر مین

دکھائے آبداری تو جو اپنی دُر دندان کی | تو غرق آب خجلت ہو وین موتی کل سمندر مین

علی وہ ہے ظفر موڑے نہ ہر گز باگ میدان سے
سمندر ہو جو حائل ڈالدے دُلدُل سمندر مین

کان سے گوہر اور ونے دو چار نکالے اچھے ہین | چشم سے لاکھون ہمنے در شہوار نکالے اچھے ہین

گاہ جلانا گاہ رلانا یہ تو تمنے میرے ساتھ | ڈھنگ نکالے خوب ہین اور اطوار نکالے اچھے ہین

حق مین ہمارے اُسنے کہی ہین باتین لاکھون بار بری | منہ کو کلام اُس شوخ نے گر یکبار نکالے اچھے ہین

بات تری کب خالی ہے یا جھڑکی ہے یا گالی ہے | پیارے تو نے مجھسے تھے پیار نکالے اچھے ہین

خار رنج و غم کی خلش سے برسون ہم بیچین رہے | جیسے تو نے کلیجے سے یہ خار نکالے اچھے ہین

زلف نے ظالم مار نکالا دلکو تو کیا سودائی تھا | اُس کافر نے اور ہزارون مار نکالے اچھے ہین

گرچہ زمین یہ خوب تھی پر اپنی زور طبیعت سے | کیا کیا ہمین تو نے ظفر اشعار نکالے اچھے ہین

تمسے کسیمین بیوفائی کی نہین — لیکن اس سے ترک ہے آشنائی کی نہین

سچ ہو سے کیا بیمار فرقت کا طبیبو نسے علاج — وصل بن کوئی دوا درد جدائی کی نہین

تو اگر کچھ پوچھتا ہی مجھسے میرے دل کی پوچھ — اے صنم مجکو خبر ساری خدائی کی نہین

وہ بھلا کرتے ہین کہتے ہین بجا مجسکو برا — کیا برائی لیتے یہ سنتے برائی کی نہین

بیٹھے ہین تنہا لگا کر دست و پا مین وہ حنا — اس سے بہتر جائے کوئی ہاتھاپائی کی نہین

چھوٹ سکتا ہی سو دل دام بلائے زلف سے — ورنہ ظاہر کچھ توقع تو رہائی کی نہین

لیگیا وہ دلربا دل کیونکہ مین حیران ہون — بات آئی کوئی اوسکو دلربائی کی نہین

دیکھیے کیا ہو مکدر ہے سبے آئینہ رو — اور کوئی صورت نظر آتی صفائی کی نہین

عشق ہی رہبر ہے اپنا عشق ہی ہے رہنما

اے ظفر حاجت کسیکی رہنمائی کی نہین

ابھی یہ لیتے تو ہمین جستجو کسو کی نہین — کہ ہمکو ملنے کی اب آرزو کسو کی نہین

کہینگے دل ہی مین جو کچھ ہمارے دلمین ہے — زبان سے کہنے کے ہم روبرو کسو کی نہین

جھکا یا جسنے ہے سر اپنا زیر تیغ صنم — وہ ہوتا آگے کبھی سر فرو کسو کے نہین

ہمارے چاک جگر کا عبث ہے فکر رفو — یہ ہوتا ہاتھ سے ہرگز رفو کسو کے نہین

امید آنیکی اسکے ہو کسطرح ہمکو — کہ آتا خواب مین وہ ماہرو کسو کے نہین

پھنسا یا زلف مین کسطرح اسنے تجکو دلا — کہ آیا پیچ مین اسطرح تو کسو کے نہین

[illegible]

تہینا وان ہین لاکہون بار کرکے آزمایش ہم	مروت پھر تری لے بیمروت آزماتے ہین

دم عیش و طرب اغیار بھی ہین یار بنجاتے
ظفر یارون کو تو وقت مصیبت آزماتے ہین

دل دیکے ہوا انکو گنہگار تو مین ہون	دین کسکو سزا وہ کہ سزاوار تو مین ہون
پیاسا مرے لوہو کا جو ہو کوئی تو وہ ہے	ہون اوسکا اگر تشنۂ دیدار تو مین ہون
ہے کون کہ ایذا ہو جسے اپنی گوارا	ہون اپنے اگر درپئے آزار تو مین ہون
کہتا ہے مجھے عشق کہ تو غم سے ہراسان	کسواسطے ہے تیرا مددگار تو مین ہون
آنکھون مین جو رقیبونکے کھٹکتا ہون ہمیشہ	سوکھا ہوا اگرچہ روش خار تو مین ہون
بوسہ ترے لب کا مرض غم کی دوا ہے	کیون اور کو دیتا ہے کہ بیمار تو مین ہون
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اسے کیا	ہون رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ہون
جی چاہتا ہے تجپہ فدا ہونے کو میرا	غمخوار کوئی ہووے اگر اے یار تو مین ہون

لون جان تلک بیچ کے مول اے ظفر اسکو
ہون جنس محبت کا خریدار تو مین ہون

گمان ہے بوسۂ لب ہم طلبگارونکی قسمت مین	نہین یہ شربت عناب بیمارونکی قسمت مین
نمک تھوڑا سا اے کان ملاحت پیسکر بھر دے	اگر مرہم نہین ہے تیرے دل افگارونکی قسمت مین
اڑاتے خاک پھرتے کیون صبا کی طرح سے سر پر	اگر آرام ہوتا تیرے آوارونکی قسمت مین

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

ساقی شتاب دے مجھے تو بھر کے جام مے
ہم حسن گندمی پہ ترے ہو کے شیفتہ
بعد از فنا بھی کم ہوئی سوزش جگر
سایہ میں زلف کے ہو کہاں ترک تاب تک
مثل غبار اٹھ کے جو تیری گلی سے جائے

بیٹھا ہوں ہو کے اس کشتے کے آثار میں
کیا کیا ذلیل و خوار ہیں قرب و جوار میں
گرمی ہے اب تلک مرے خاک مزار میں
ہے چاند سا چھپا ہوا ابر بہار میں
طاقت کہاں ہے اتنی ترے خاکسار میں

اوس رشک گل کو اب تو دیا ہے نے دل ظفر
کند نکلے ہم زبان سے یہ تو میں ہزار میں

راز نہان کھل گیا محفل کے یکسر بیچ میں
یار کے روئے کتابی پر نہ سمجھو خط سبز
سر کے بالو نہیں ہے بانگ اور رنگ میں موتی بھرے
اشک و لخت دل پہ رو کر یوں بنائی ہے نے ہار
عکس بینی کو کہہ آئینہ بیچ وہ مست ناز
دل کو سوز عشق میں کیونکر ملے تسکین نہو

خط کھلا جو رکھ دیا قاصد نے لا کر بیچ میں
رکھ دیا قرآن کے ہو طاؤس کا پر بیچ میں
وہ ہو شب وہ کہکشان وہ اسکا اختر بیچ میں
دانہ یاقوت دو دو ایک گوہر بیچ میں
دیکھو کیا دریا کے ہو سبزہ سکندر بیچ میں
چین سے رہتا ہو آتش کے سمندر بیچ میں

اے ظفر وہ ساتھ بھی ہوئے تو سوئے اسطرح
رکھ لیا تکیہ کو پہلو کے برابر بیچ میں +

دل اپنا دیا ایسا ہے دل آزار کے ہاتھوں میں
کہ دیدے جیسے شیشہ کوئی میخوار کے ہاتھوں میں

۸۳

دیگر

مطلع
دل لگانے کی باتیں اور ہی ہیں
جی دکھانے کی باتیں اور ہی ہیں

مطلع ثانی

وہ چھپانے کی باتین اور ہی ہین
یہ جتانے کی باتین اور ہی ہین

دل کی باتون کا ہے ٹھکانا کیا
کہ ٹھکانے کی باتین اور ہی ہین

کیا کہی بات تُنے ہم سے خلاف
روٹھ جانے کی باتین اور ہی ہین

تو اگر چاہے آئے یان سو بار
پر بہانے کی باتین اور ہی ہین

کیا بجھاؤ گے میری سوزش دل
کہ بجھانے کی باتین اور ہی ہین

آزماتے ہین وہ وفائین کیسے
آزمانے کی باتین اور ہی ہین

زہر کھاتا ہے بات بات پہ کون
زہر کھانے کی باتین اور ہی ہین

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
آب و دانہ کی باتین اور ہی ہین

شمع کیا جانے طرز دل سوزی
دل جلانے کی باتین اور ہی ہین

ہنسنے کی ترہ کرے ہنسے کس سن باتہ
تر پڑھانے کی باتین اور ہی ہین

ظفر اگلا زمانہ تھا کچھ اور
اس زمانے کی باتین اور ہی ہین

ہر ایک سے ہین تری اتحاد کی باتین
مگر ہمین سے ہین بغض و عناد کی باتین

خدا کے واسطے ان مفسدون کو گھر سے نکال
نکالتے ہین یہ کیا کیا فساد کی باتین

نہین ہے معتقد شیخ و برہمن عاشق
کہ اسکی اور ہی ہین اعتقاد کی باتین

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

کیا خطا میں نے کی ہیں کیا ہم سے تقصیریں ہوئیں
جو ہمارے قتل کی قاتل یہ تدبیریں ہوئیں

غل پڑا عالم میں ہم سودائیوں کے قید کا
جس گھڑی تیار ان زلفوں کی زنجیریں ہوئیں

ہیں جو خوبان عالم تصویر ہم انکے کلام
سنکے حیران ہیں کہ گویا کیونکہ تصویریں ہوئیں

جسکے بہت سر بار پر ہیں ہی ہوا سینہ سپر
سامنے تیر سا بھویں جو لیکے شمشیریں ہوئیں

حسن کی سرکار سے امداد دل کو عشق میں
دونوں زنجیریں تری زلفوں کی جاگیریں ہوئیں

پھوڑا جب فرہاد نے سر اپنا اور مجنون نے پانون
عشق میں ثابت بڑی دونوں کی تقدیریں ہوئیں

عشق کو دیتا تھا میں ترجیح ناصح عقل کو
اسپہ میرے اور اسکے خوب تقریریں ہوئیں

جو نہ تھی توقیر کے قابل انہیں کو اب ظفر
چرخ کی سفلہ نوازی سے ہیں توقیریں ہوئیں

نہ پوچھ گردن نخچیر ہل گئی تھی کیون
چھری تری دم تکبیر ہل گئی تھی کیون

نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون

جو ان بھوؤں کی نہ جنبش سے آیا تھا بھونچال
تو میرے دل کی یہ تعمیر ہل گئی تھی کیون

پہونچ گیا رخ نازک پہ اوسکے اک صدمہ
ہوا سے زلف گرہ گیر ہل گئی تھی کیون

جو تیرے خوف ستم سے لرز گئے تھے نہ یہ
تو پھر زمین فلک پیر ہل گئی تھی کیون

جہان کو جنبش ابرو سے آپ نے قتل کیا
الٰہی انکی یہ شمشیر ہل گئی تھی کیون

[illegible]

مین منھ سے نہ اُف شعلۂ عذار و نہین نکالون	گر مجھکو جلادین روش شمع سراپا
سو طرح کرین عیب ستارہ نہین نکالون	ہمسر ہون جو دندان مسی سب سے تیرے

مانند نگین سینہ خراشی کے بدولت
مین نام ظفر سینۂ فگار و نہین نکالون

چشم آب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین	دل غم الفت سے مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
اور اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین	نے ہی بت خانہ مین نہ کعبہ مین ہے جو دل مین ہے
تو دیے جا بھر کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین	غم ہے کیا ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
اور جو تیرا دل مکدر کچھ نہین تو کچھ نہین	ہے ترے دل کی کدورت سے مرے دل پر غبار
اور اگر اے دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین	خوبیِ تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
نارسیدہ ہے ثمر ور کچھ نہین تو کچھ نہین	قد خوبان گرچہ نخل میوۂ فردوس ہے
ہی تو ہے سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین	غم نہین ہونے نہ ہونیکا کہ بے پروا ہین ہم
اور ہمین خوب جوہر کچھ نہین تو کچھ نہین	خوبیِ جوہر سے ہے انسان کی قدر و منزلت
پر ترے نزدیک کافر کچھ نہین تو کچھ نہین	خانۂ دل کم نہین رتبہ مین بیت اللہ سے
رحم تجھمین اے ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین	حسن و خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن کیا کرین

تم جو کہتے ہو ظفر کو کچھ نہین یہ آدمی
خیر بہتر بندہ پرور کچھ نہین تو کچھ نہین

۸۷

دیگر

مجھ او سی بت کی محبت مین رہ بتخانہ لیتے ہین
اٹھاتے ہین وہ [illegible] کی کیفیت جو مستی مین
لب میگون سے [illegible] گستاخانہ لیتے ہین
[illegible] سے ناحق [illegible] لیتے ہین
بلا ہم اپنے سر [illegible] دل دیوانہ لیتے ہین
قسم ہے [illegible] ہم ابھی دیتے ہین ہم اپنا
اگر ہم [illegible] وہ جرمانہ لیتے ہین
ظفر زنار [illegible] جنکی ہے رشتہ محبت کا
وہ اپنے ہاتھ مین [illegible] لیتے ہین

ہمین کیا کام زاہد سے [illegible] بتخانہ لیتے ہین
وہ کب احسان ساقی [illegible] پیمانہ لیتے ہین
ہجو و [illegible] بھی ہوسکے نہین ہم [illegible] لیتے ہین
تو اپنے پنجۂ مژگان سے [illegible] لیتے ہین
بھی جو ہاتھ مین ہم [illegible] بتخانہ لیتے ہین

[illegible] ظفر [illegible] قسمت [illegible] ہین
وہ ہاتھ [illegible] دامن [illegible] نشان

دیگر

جو خوش کلام ہین کلام و دہان پکڑتے ہین
جہان کہ مردم بدگو زبان پکڑتے ہین

کرے ہے چشم و عنایت سی تو نظر جس پر
وہ نذر تیری دل ای دلستان پکڑتے ہین

جو ہوتے ہین تری چشم سیاہ کے بیمار
وہ رات کا ہیکو اے ہیر ہجان پکڑتے ہین

ارادہ کرتے ہین دل کے شکار کرنے کا
وہ جبکہ ہاتھ مین تیر و کمان پکڑتے ہین

کوئی بلا ہین یہ بیچر ہمارے حضرت دل
جو بار طرۂ عنبر فشان پکڑتے ہین

برنگ نقش قدم پھر وہ کوئی اٹھتے ہین
جگہ جو تیرے سر آستان پکڑتے ہین

ظفر لکھین انھین کیا حال ہاے کانپتے ہین
قلم جو ہاتھ مین ہم ناتوان پکڑتے ہین

دیگر

تیر و شمشیر کے زخمون سے ہین ای یار نشان
تن پہ جو گول کئی ہین کئی خمدار نشان

تو جو گل تکیہ کی جا ہاتھ نہ رکھ کر سوتا
پڑتے چھاونکے ترے کیون سر رخسار نشان

سینہ کاوی سے غرض کیا انھین یا ہند نگین
نہ جنھین نام کی خواہش ہے نہ درکار نشان

خبر جفا و ستم و جور نپا یا تجھین
ہمنے الفت کا کچھ ای شوخ ستمگار نشان

زخم کھانمین ہر اکچھ جو نہو وے تو یہ دل
کیون ہو تیر نگہ یار کا سوفار نشان

لاکھ دھو تو نہین جانیکا کبھی لہو کے قاتل
تیرے دامن سے لہو کا مرے زنہار نشان

چشم گریان دل بریان دم سرد رخ زرد
ہین بظاہر تو یہی عشق کے دو چار نشان

کثرت داغ سے ہے فوج سمند آرا دلبر
کھولے ہے تو بھی تو ای آہ شرربار نشان

دیگر

[illegible]

دیگر گرہین زلف گرہ گیر مین دو تین
باندھے ہے وہ دل زلف کی زنجیر مین دو تین

ہو کون دو چار اُس سے کہ وہ قاتل سفاک
سر کٹے ہے اوڑا ایک ہی شمشیر مین دو تین

یہ ناز و ادا یہ نگہ و غمزۂ و انداز
ہین خوب اُسی عالم تصویر مین دو تین

دس باتین ہون دلمین تو ادا سامنے اُسکے
تقریر مین دو تین ہون تحریر مین دو تین

اور پنجۂ مژگان سے لگے خوب پیاپے
خنجر سے جگر عاشق دلگیر مین دو تین

بیمار محبت نے ترے اور بھی ظالم
دن پکڑے ترے آنیکی تاخیر مین دو تین

قربان ترے ہاتھونکے اے شوخ کماندار
کیا تو نے پروئے ہین دل اک تیر مین دو تین

یہ رنج و قلق اور یہ اندوہ و غم و درد
غمخوار لکھے تھے مری تقدیر مین دو تین

اک مین ہی نہین وصل کا خواہان ظفر اُسکے
ہین اور بھی پھرتے اسی تدبیر مین دو تین +

نے کبھی ہون شاد شادی مین نے غمگین غم مین ہون
میرا عالم اور ہے مین اور ہی عالم مین ہون

فرصت یکدم پر اتنا پھولنا مثل حباب
آ گیا کیا ہستی موہوم کے ہین دم مین ہون

کیون پھرون آوارہ اُسکو ڈھونڈھتا مثل صبا
میرا ہمدم مجھمین ہے اور اپنے ہین ہمدم مین ہون

کیا کریگا اشک باری ابر میرے سامنے
رکھتا اک دریائے خون مین دیدۂ پرنم مین ہون

مین جگر افگار ہون کیا عشق مین سے زخم سینہ
چارہ گر سے اپنے لوا تا نمک مرہم مین ہون

جو مقدر مین ہے اُس سے نے زیادہ ہو نہ کم
میری نادانی ہے گر مین فکر بیش و کم مین ہون

قطعہ

قطعہ

سے چلا دل ظفر مجھے ناحق
مین نہین اُس ستم شعار کی گون

آئے نہ تم جو ایک نفس پانچ روز مین
یان کاٹے ہمنے پانچ برس پانچ روز مین

ہے عمر پنجروزہ بہت فرصت قلیل
کیا خاک نکلے دل کی ہوس پانچ روز مین

پہونچے جہان پیادہ ہم اک دمین مضطر
جائے نہ وان سوار فرس پانچ روز مین

وہ پانچ دن خمار رہے ایسے کہ دید کو
آنکھین گئین ہماری ترس پانچ روز مین

یہ ضعف ہے کہ آئے ہے سینہ سے لب تلک
صیاد بانگ مرغ قفس پانچ روز مین

ماتم ترے شہید کا پنجم تلک رہا
جو ہونا تھا سو ہو گیا بس پانچ روز مین

چھپنے کا راز عشق نہین اپنا اے ظفر
کھلجائے گا یہ دیکھنا دس پانچ روز مین

ردیف الواو

گر ناز سے وہ صحن مین رکھے چمن کے پانو
چومے زمین پہ گر کے گل اُس گلبدن کے پانو

وحشت کو میرے دیکھ کے جو بھولے چوکڑی
اک حسرت مین شکستہ ہون چارون ہرن کے پانو

اے عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے
لون شیخ کے قدم کہ پڑون برہمن کے پانو

آتا نہ آہ و نالہ سے اپنے بلا سے
اے دل نہین ہین گنبد چرخ کہن کو پانو

شیرین کو پھر نہو ہوس سرخی کفک
رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے پانو

الفت کو تم ہمارا سا کیا دم سے پوچھتے ہو
دل ہی سے اپنے پوچھو کیون ہمسے پوچھتے ہو
[illegible]

دشت جنون مین اتنی بھی وسعت نہین ظفر
پھیلین جو اک ذرہ [illegible] پانو

[illegible]

اچھا ہو گر چھڑکے نمک وہ میرے دل کی جراحت پر
بلکہ شور اشک بھی اسمین ہو جو ظفر اور اچھا ہو

وہ دیکھے سوز محبت سے دل کے داغ کی لو	نہ دیکھی جیسے ہو بھڑکی ہوئی چراغ کی لو
دکھاوے رشک چمن اپنے تو گل رخسار	لگی ہوئی ہے مرے دل کو سیر باغ کی لو
خیال ہے ہمین ساقی کی چشم میگون کا	نہ ہے شراب کی خواہش نہ ہے ایاغ کی لو
عجب نہین کہ مرے سر پہ داغ سودا سے	عیان ہو شمع صفت سوزش دماغ کی لو
جہان سے ہو گئے عنقا کی طرح وہ معدوم	لگی جنہین کمر یار کے سراغ کی لو
تمہارے عاشق وحشی مزاج کو تم بن	کبھی ہے باغ کی لو اور کبھی ہے راغ کی لو

جہان مین گنج قناعت کا ہو وہی خواہان
ظفر لگی ہو جسے گوشۂ فراغ کی لو +

لف مین قطرے عرق کے ہین تمہارے ایکدو	یا نکل آئے ہین بدلی مین ستارے ایکدو

مطلع ثانی

روز تم دشنام دو منہ پر ہمارے ایکدو	پیار سے بوسہ نہ صد افسوس پیارے ایکدو
وکے ساری عمر یہ پایا کہ جانے ہنسے بھی	آپ کے دو چار ایما اور اشارے ایکدو
ن تپ سوز محبت کا کرون مین کیا علاج	روز لائے ہے نئے مجھ سے حرارے ایکدو

دیگر

یار د احوال مر اُسنکے کروگے تم کیا
نہ سنو تم میری توقیر کی باتین نہ سنو

آہمین کچھ اور اگر ہوسکے یاری تو سنو
پر بلا سے مری تم ذلت و خواری تو سنو

کچھ کہین ہم تو سنو تم نہ اُسے یکتائی
ناصحو حال غم عشق سنو تم کیونکر

اور مخالف کہے اگر کئی باری تو سنو
ہو دسے حالت جو ہماری ہی تمھاری تو سنو

اے ظفر سنتے ہو کیون باتین کسیکی بیکار
کچھ اگر سننے سے ہو کار براری تو سنو

اگر تم قتل کو میرے کوئی شمشیر لے آؤ
قسم کھائی ہے یار و اسنے میرے گھر مین آنکی

تو ابروہی کی اپنے کھینچکر تصویر لے آؤ
جو تمسے آسکے تو کر کے کچھ تدبیر لے آؤ

دیا تھا ہمنے کیا اقرارنامہ آپ کو لکھ کر
کسینے جو کہا عاشق کو لائین سامنے تیرے

کہان ہے وہ ہمارے ہاتھ کی تحریر لے آؤ
کہا گر ہے قضا ہی اُسکی دامنگیر لے آؤ

مقابل کرکے دیکھو خوبی اُسکی رخ کو خط کی
وفا کا کب کیا اقرار ہمنے بیوفاؤن سے

عزیزو سورہ یوسف کی تم تفسیر لے آؤ
بنا کر دل سے تم چاہو کوئی تقریر لے آؤ

کہو اعدا سے یہ گر ہو ظفر کی ہمسری کرتے
تو اُسکی سی کہین سے پہلے تم تقدیر لے آؤ

کون کہتا ہے ادا سے نہ چلو یون ہین چلو
تربت عاشق شیدا پہ اگر چلتے ہو

لیک تم پانو سے دل کو نہ ملو یون نہین چلو
تو کسی غیر کو ہمراہ نہ لو یون ہین چلو

وہ خال لب کا نکتہ کھلتا ہے سب کسی پر | ڈھونڈین ہزار اسکا اب نکتہ چین لگاؤ
سنگ فسان سے بہتر ہے میری سخت جانی | تمکو اگر لگانی ہے تیغ کین لگاؤ

تو اضطراب دل کو پوچھے ہے کیا ظفر کے
ہوتا برا ہے دل کا اے نازنین لگاؤ

ہیں سے آرام ہو دل دیجے کسی ایسے کو | نہ کہ دل لیکے دکھاتا رہے جی ایسے کو
شر اس حور شمائل کو ہو کیا دیکھکے غش | ہوش اُڑ جائین اگر دیکھ پری ایسے کو
لکی اچھا کیا اُس زلف نے باندھین مشکین | دینی ایسی ہی سزا چاہیے تھی ایسے کو
ورے دیکھا جو مجھے اُسنے تو ہنسکر یہ کہا | کہ ہمین دیکھکے آتی ہے ہنسی ایسے کو
شکوہ بیجا ہے اگر دلکو نچھوڑے غم عشق | دلمین کبھی ہمنے جگہ آپ ہی دی ایسے کو
ط مرا پھیرتا ہے غیرون کو دکھاتا قاصد | دی نوشتہ نے مرے نامہ بری ایسے کو
ل ہے اُس دلبر نازک کا الٰہی کیون سخت | زیب دیتی نہین یہ سنگدلی ایسے کو
ہر آئینہ ہین ورنہ ہے ایسا غماز | کہ لگا دے نہ کبھی منہ بھی کبھی ایسے کو

اِس زمانے مین نہ آتے ہون جسے مکر و فریب
سچ تو یہ ہے کہ ظفر کہیے ولی ایسے کو +

اوس رخ پہ زلف پریشان سمجھو | شب و روز دست و گریبان سمجھو

مطلع ثانی

تیغ غم سے کسکا دل سینہ سپر میرا سا ہو
وہ چڑھے منھ عشق کے جسکا جگر میرا سا ہو

کٹ گئے اس نوخط کو ہیں ہیں کوچے بخط
لیکے خط جاوے وہان جو نامہ بر میرا سا ہو

ابر سو بار گو ہر بار ہو لیکن کہان
دیدہ اسکا خونفشان دود و پہر میرا سا ہو

چھیڑے وہ شامت زدہ کالیکو اسکی زلف کے
جان پر کھیلے دل جسکا نڈر میرا سا ہو

جو ہو ہر جائی پہ شیدا اسکا رسوائی سو چال
کو بکو خانہ بخانہ در بدر میرا سا ہو

ہووے حسن و عشق کا جب آشکار رنگ و ڈھنگ
رنگ ادھر تیرا سا ہو اور ڈھنگ ادھر میرا سا ہو

ناصح بیدرد سے اپنا کہون مین درد دل
جبکہ دل پر درد اسکا اے ظفر میرا سا ہو

گر کے سو بار اکھڑ جاتے ہین تدبیر کے پانو
لیک لغزش نہین کرتے کبھی تقدیر کے پانو

گنبد چرخ خدا جانے کھڑا ہے کیونکر
ورنہ گر ہی پڑے گر ہووین نہ تعمیر کے پانو

دل کا اس زلف مین یہ حال ہے جیسے پھنس جائین
آکے پھندے مین کسی مرغ ہوا گیر کے پانو

آئیگا پاے تصور سے ترے کوچہ مین
کٹ بھی جائینگے اگر عاشق دلگیر کے پانو

کیا عجب وحشت سے گر انکے جو ہین مجنون
تیرے وحشت زدہ پاے زنجیر کے پانو

اے کماندار ترے تیر کی زد پر آکر
اٹھ نہین سکتے زمین سے ترے نخچیر کے پانو

جی یہی چاہتا ہے آنکھین لگا دون اپنی
اے ظفر دیکھکے اس عالم تصویر کے پانو

دشمن ہمارا ایک سے لے تا ہزار ہو | وہ آئے دوست چاہے تو پروا نہیں اگر
مطلب کے اپنے یار ہو تم کسکے یار ہو | عیاریوں سے لیتے ہو دل کیسے یاریاں
ناوک فگن اگر تجھے شوق شکار ہو | حاضر ہیں صیدگاہ محبت میں پہلے ہم
شاید یہ بعد مرگ چراغ مزار ہو | سینہ میں داغ عشق کو رہنے دو چارہ گر
جان ہے وہی عزیز جو تجھ پر نثار ہو | دل ہے وہی پسند جو تجھ پر فدا رہے
آنکھوں میں دم ہو اور ترا انتظار ہو | کیا حال اسکا ہو کہ ترے جس مریض کا
ہر چند رات ہجر کی روز شمار ہو | اختر شماریوں ہی میں تجھ بن کروں بسر

ہوں خاک راہ اسکا پر ایسا نہو ظفر
میرا غبار خاطر نازک پہ بار ہو

اے ہمدمو جو ہو سو خدا کے کرسے ہو | سود و زیاں تمہونکے نہ کچھ دم بھر سے ہو
نقصان اوسی کا ہو کہ جو کھوٹا کھرسے ہو | کرنی بھلوں کے ساتھ برائی بھلی نہیں
پریوں کے ملک کے بھی تم آئے پرسے ہو | تجھسا حسین بنایا کوئی ہمنے اے پری
کیونکر غبار لوگوں کے تہمت دھرسے ہو | دل میرا صاف اسسے ہے مانند آئنہ
تجھے جو درخت خشک گئے سب ہرسے ہو | صحرا میں آب گریہ سے دیوانہ کو ترے
حاصل نہ کچھ جیسے ہے نہ اسکو مرسے ہو | یکساں ہے تیرے عاشق شیدا کو مرگ و زیست
وہ مار زلف دیکھ کے شاید ڈرسے ہو | کیوں سوتے سوتے چونک پڑے خواب میں ظفر

تمپر یہ ہوا خواہ دل و جان سے فدا ہو
اور تم یہ کہو حیف کہ چل یان سے ہوا ہو

سر اپنا جھکے اور کہاں غیر در یار
سجدہ وہین کرتے ہین جہان سجدہ کی جا ہو

بوسہ لب میگون کا جو وہ مست مے ناز
دے عالم مستی مین تو کیا خوب مزا ہو

آزار محبت سے ہین ناچار اطبا
کیا اوسکا مداوا ہو کہ جسکی نہ دوا ہو

برہم ہون دو عالم ترے اک جلوہ سے کافر
جب دونون طرف منھہ پہ ترے زلف دوتا ہو

چشم پر قاتی پہ ہے یون سایۂ مژگان
تیغے کو اُٹھائے ہوے جون کاہ ربا ہو

جب جانے گرفتاری دلکو مرے ناصح
دل اُسکا بھی گر دام محبت مین پھنسا ہو

مسجد سے نہین کم وہ زمین سجدہ کو اپنے
جس جا ظفر اُس یار کا نقش کف پا ہو

عاشق کو اپنے دیکھہ کبھی اک نظر تو لو
وہ تم پہ جان دے ہے تم اُسکی خبر تو لو

زخمی کیا فلک کو مرے تیر آہ نے
خون ہے شفق نہین ہے ذرا دھیان کر تو لو

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمھیرہ
اے نالو ہاتھہ آئے بقیمت اثر تو لو

عاشق تو مر ہی جائیگا یہ کوئی دم مین آپ
خون لیتے اپنے سر پہ ہو ناحق اگر تو لو

بوسہ نہ دو گلے نہ لگو تم پلنگ پر
پر منھہ کو اپنے پھیر کے کروٹ ادھر تو لو

مینے کہا کہو تو مسیحا کہون تمھین
کہنے لگے کہ کہنا ابھی پہلے مر تو لو

منھہ کیا کہ دوگے نامہ و پیغام قاصد و
تم جا کے اُسکے سامنے نام ظفر تو لو

جو اسکی زلف میں ہی مشک ناب کیسی بو
تو ہے پسینے میں رخ کے گلاب کیسی بو

الٰہی خیر ہو آتی ہے کوے قاتل سے
جو خون عاشق پر اضطراب کیسی بو

جلایا سینہ میں کیا دلکو آتش غم نے
کہ ساتھ آہ کے آتی کباب کیسی بو

تصور رخ مہوش میں ہم اگر روئیں
ہر اشک میں ہو گل ماہتاب کیسی بو

نجانے لطف و عنایت پہ اسکی حضرت دل
نکلتی آہیں بھی ہے اک عتاب کیسی بو

کہاں ہے سنبل و ریحان میں اے نسیم چمن
کسیکی طرۂ پر پیچ و تاب کیسی بو

نہ لیجے منہ سے ظفر نام پارسائی کا
تمہارے منہ سے ہے آتی شراب کیسی بو

حضرت دل بیٹھے ہو گر کام سے بیٹھے رہو
میرے گھٹنے سے لگے آرام سے بیٹھے رہو

شاعرو مضمون زلف و رخ نہ اسکا آئے ہاتھ
فکر میں گر صبح تک تم شام سے بیٹھے رہو

جا کے دیر و کعبہ میں کیا لوگے تم اے غافلو
ہاتھ اوٹھاؤ کفر اور اسلام سے بیٹھے رہو

بیٹھنے سے پاس بدنامی کا ڈر ہے کیوں نہ تم
دور اپنے عاشق بدنام سے بیٹھے رہو

چرخ تک چکر میں سب ہیں کیونکہ یارو زیر چرخ
بچ کے تم اس گردش ایام سے بیٹھے رہو

اے اسیر دام اب نہ پر میں طاقت پرواز ہے
کیا کروگے تم نکلکر دام سے بیٹھے رہو

وہ دکھائے گا کبھی تو جلوہ اپنا اے ظفر
تم لگائے آنکھیں اپنی بام سے بیٹھے رہو

جو کہے مسئلہ عشق ایک حل تو کرو
یہین نہ ہوش بجا واعظون سے محفل مین
جو رخ کو حضرت دل غم ہو اپنا حل تو کرو
پڑے کہ کچھ بل پہ گرد عشق مین نہ کوئی کام
بخرچ اشک فشانی نہ ایک بل تو کرو
ہمیشہ کرتے ہین اب باد مری فغان
بسنبل ہے بیستان ستم کوئی عمل تو کرو
بناؤ دل بہ کہ کو ہمیری آنکھون مین
گلاب کچھ تو کرو اور یہ عمل تو کرو
تم اوپر آؤ کہو غافلو اجل تو کرو
کلام مجھسے کوئی پر ر ہی جدل تو کرو
جنھین سخن کا ہے دعوی ظفر انکو کہو
کہ ایسی جلد رقم کوئی غزل تو کرو

دیگر

ذرا سی بات مین مدعا کی یون چھپا کر چار جا
جس طرح پانون کو ہم بڑا تم بنا کر چاہیے

درد دل بلبل کا کر سکتے نہیں گوش نہ رد | کان کیون گل کے چمن مین ہی صبا لگتی کہو
جیسے ہاتھون مین تمھارے ہی مری تربت کا خون | ہی کہان خوش رنگ ہاتھ ایسی حنا لگتی کہو
اے ستمگار و نہوتا گر ستم کو مجھسے انس | تو گلے سے کیون مرے تیغ جفا لگتی کہو
حضرت دل اوس کی یکی ہین ادائین سیکڑون | پر تمھین ہے کونسی پیاری ادا لگتی کہو
تم جو کہتے ہو لگا تو دختر رز پر نہ تاک | شیخ جی صاحب تمھاری ہی یہ کیا لگتی کہو
زلف کو عارض پہ اسکے کیون بلائی ہی صبا | دل پہ اک قیچی سے میرے ہے بلا لگتی کہو

جس جگہ لگتی سخن مین ہی طبیعت آپ کی
اے ظفر وان کسکی ہے فکر رسا لگتی کہو

جو کہو انصاف سے بات اک ذرا لگتی کہو | اے بتو بہر خدا کچھ تو خدا لگتی کہو
حضرت دل تم جو لگ چلتے نہ زلف یار سے | کیون تمھارے جان کے پیچھے بلا لگتی کہو
قتل ہی ہونا تھا قسمت مین گر نہ ہمدم ہو | کارگر کیون دل پہ وہ تیغ ادا لگتی کہو
گر نہوتا تمکو ساتھ ان ق وس کے کچھ لگاؤ | کیون جھڑی اشکونکی آنکھون بارہا لگتی کہو
گر بری ہوتی نہ قسمت اور بھلی ہوتے نصیب | بات میری کیون بری تمکو بھلا لگتی کہو
گر نہوتا دل مرا خون حسرت پابوس مین | پاؤ نہیں افسوس شوخ کے کیونکر حنا لگتی کہو

سو ہین آزاد ہو یا سرو آزاد اے ظفر
اس گلستان مین نہین کسکو ہوا لگتی کہو

لڑی رہی نظرِ فتنہ کی تری جانب
کہ دیکھیں چشم منقش سے کیا اشارا ہو

کہو نہیں کیونکہ آسے نعل کفش پا تیرا
کہ جب تلک مہ نو ہیں کوئی ستارا ہو

وہ ماہ پارہ دکھائے جو اپنا جلوۂ حسن
کتان کی طرح دل ماہ پارا پارا ہو

وہ دشمنوں کو حرارت جو آب بھاتی ہیں
کہیں نہ رات کے آئینہ کا یہ چرا را ہو

ظفر وہ کونسا دانا جہاں میں ہے کہ جسے
اس آسیائے فلک نے نہ پیس مارا ہو

مرا غمنامہ یہ وہ انتک پہونچ جاوے تو کیسا ہو
خوشی کی نامہ بر وہ اسے خبر لاوے تو کیسا ہو

ستاتے کیا ہو تم ہر دم کہ لو اب ہم تو جاتے ہیں
یہ سنکر جان سے کوئی گذر جاوے تو کیسا ہو

دل شامت زدہ کیوں چھیڑتا ہے زلف کو اسکی
ابھی برہم وہ ہوکر تجھپہ جھنجھلاوے تو کیسا ہو

بجھاتے ہیں ہم اپنی سوزش دل آب گریہ سے
یہ دل ہیں آگ دونی اور بھڑکاوے تو کیسا ہو

ہوا حال ایسا اپنا سنکے اسکے حسن کا شہرہ
خدا جانے کہ وہ صورت جو دکھلاوے تو کیسا ہو

نہ چل اے فتنہ رفتار اسطرح اٹکھیلیوں سے تو
کہ ناحق خاک ہیں کوئی جو ملجاوے تو کیسا ہو

ذرا دم لینا جب ہوتا گوارا اس صید افگن کو
اگر یہ صید ناوک خوردہ چلاوے تو کیسا ہو

چلے تو ہیں چمن کو ہم کہ چلکر جی کو بہلائیں
وہاں بھی گرد دل دیوانہ گھبراوے تو کیسا ہو

جلایا تو ہے تم نے دل ہمارا آتش غم سے
یہ آہ آتشیں سے آگ برساوے تو کیسا ہو

جو یہ بیزار ہو مجھسے خفا ہو نام سے میرے
وہ میرا ذکر محفل ہیں جو سنپاوے تو کیسا ہو

رشک خورشید قیامت ہو وہ پہنچا ہاتھ	اپنے تم سوختہ کے داغ جگر پر رکھو
گر قدم رنجہ کرو راہ عنایات سے یہاں	تم قدم آنکھوں پہ رکھو مرے سر پر رکھو

دم بھی لینے کی نہیں ضعف سے طاقت ہم کو
تہمت نالہ نہ تم اپنے ظفر پر رکھو

چمن میں کبھی نگارین جو اس نگار کے پانو	کہے بہار کہ ہیں واہ کیا بہار کے پانو
نصیب ہو اگر اس رشک گل کی پابوسی	کرون ہزار کی منت پڑوں ہزار کے پانو
شکارگاہ میں آئے جو وہ شکار افگن	تو کیا مجال کہ پھر اٹھ سکیں شکار کے پانو
خط ایک پہونچ سکیگا تو نیچے خط ان کو	قلم ہوں چار کے ہاتھ اور قطع چار کے پانو
نگاہ مست تری گر پڑے نہ ولیکن	نشے میں کرتی ہیں لغزش شراب خوار کے پانو

ظفر اوگے ہے وہاں سے ہمیشہ گل مہندی
جہاں تھے دھوئے حنابستہ میرے یار کے پانو

ستم اور بھی مجھ پہ دہ چند کر لو	اگر میرے دل کو رضامند کر لو

مطلع ثانی

جو لب برگ گل ہیں شکر خند کر لو	ملا کر گل و قند گلقند کر لو
گرہ بند دیکھو نہ غرفہ کو اپنے	ہمیں سے کہو آنکھیں تم بند کر لو
وہ چھوٹا ہی ڈر ہے مجھے حضرت دل	کہ یاد ور تم اوسکی نہ سوگند کر لو

نہیں اللہ کی قسم ہم سا
قاصد و لاؤ جلد خط کا جواب
ایک دم چاہ ایک دم آہ

آؤ اے مہربان ادھر آؤ	تم چلے ہو کہان ادھر آؤ
میرے گریہ سے ہے اگر منظور	سیر آب روان ادھر آؤ
تو وہ دل یہ خوب ہے مشتق	لیکے تیر و کمان ادھر آؤ
مجکو دیر مغان مین دیکھتے ہی	کہے پیر مغان ادھر آؤ
بدگمانی ہے تو نہ آؤ تم	گر نہین کچھ گمان ادھر آؤ
اتنی تاثیر ہے کہان کہ جو تم	سنکے میری فغان ادھر آؤ
دیکھو کیا میرے دیدۂ خونبار	آج ہے گل فشان ادھر آؤ
بوسے دینے تو جاؤ غیر کے پاس	دینے کو گالیان ادھر آؤ
خانۂ دل کو سمجھو اپنا گھر	ہے یہ خالی مکان ادھر آؤ
اتنی فرصت کہان رقیبون سے	کہ جو تم اک زبان ادھر آؤ
آگئی جان میرے ہونٹون پر	اتنا اے میری جان ادھر آؤ

اے ظفر میرے درد دل کی تم
گر سنو داستان ادھر آؤ

مقابل میری طرح سے کسکا ایدل ہے منہ دیکھو	مثال آئینہ یہ اتنا اس تجاہل ہے منہ دیکھو
تماشا قدرت حق کا ہے اسکے حسن کا جلوہ	مقابل اسکے ہو سکتا ہے کامل ہے منہ دیکھو
ذرا میل طبیعت کچھ جتاتے ہین جو یار اسکو	تو وہ ہنسکر کہے ہے میرا یہ مائل ہے منہ دیکھو

دیگر

قطعہ

دیگر

ہین اُس گلی مین بیٹھ رہون مثل نقش پا
پر جائے بیٹھ رہنے کو بالشت بھر تو ہو

ایمان بھی اُسکو دیدون اگر مجھسے وہ صنم
گمراہ ہو رہا ہے ذرا راہ پر تو ہو

سو فتنہ وہ اُٹھائے اگر جیسا فتنہ گر
دل چاہتا ہو ویسا کوئی فتنہ گر تو ہو

کیون کھینچتے ابھی ہے کہو سینہ سے اپنا تیر
رہنے دو اسکا دل مین ذرا میرے گھر تو ہو

مین ایک نظر پہ نذر کرون اُسکو جان و دل
لیکن یہ چشم یار کے مد نظر تو ہو

ہو جائے کیونکہ موم دل اے سنگدل ترا
اس آہ بے اثر مین ابھی کچھ اثر تو ہو

تھوڑی سی گر ظفر کی سُنئے داستانِ غم
اُسکی نشست ایک جگہ دو پہر تو ہو

مصحفِ رخسار پر کافر ترے گیسو ہین دو
ہو تماشا حافظِ قرآن کے ہندو ہین دو

اُنکو تیغِ اصفہانی اور خراسانی کمان
پھبتی ہے یہ جو اے قاتل ترے ابرو ہین دو

کیون نہ ہو کشتِ امیدِ دل اُن آنکھوں سے تمام
کھیت مین تنکا نہ چھوڑین یہ تو وہ آہو ہین دو

اُس سہی قامت کی پستان ہین یا طلسم طرفہ تر
ایک نخلِ سرو مین پیدا ہوے ہندو ہین دو

دلکو اک تسکین سی ہو جاتی ہے وقتِ اضطراب
جبکہ آنکھوں سے ٹپک پڑتے کبھی آنسو ہین دو

دردِ دل ہے اک طرف دردِ جگر ہے اک طرف
دردِ فرقت مین بھی ہم دردِ ہم پہلو ہین دو

اس خراب آباد مین بستے ہین دونو نیک و بد
صلح جو بھی ہین ظفر دو گر ستیزہ جو ہین دو

مطلع ثانی

گھبرا نہ جاہی یہ سمجھو کہ بے طلب آئے ہو تم
گر لیکی نشانی تم چلا نہیں دیتا ہے

پتھر سے بھی نہیں تمکو کھینے کے جانا ہو
آؤ گل پی کا ہمین دیکھو تو چلے کے چلے جاؤ

بازار مین ہستی کے اے غافلو آکر تم
اے زاہدو اس بت کا گر دیکھو تم اک جلوہ

جھگڑے نہ کا لو تم لے دیکے چلے جاؤ
بتخانہ کو دھو کے مین کعبے کے چلے جاؤ

شکل اچھی کہا سے ہو طالع جو نہ اچھے ہون
پس قرعہ نہ رہا لو تم بیٹھکے چلے جاؤ

کعبہ ہو کہ بتخانہ سجدہ مین ظفر اسکے
ماتھے کو زمین پر تم ہان ٹیکے چلے جاؤ

یار و کچھ اگر خط مین ہو تحریر تو پڑھ لو
یہ کیونکہ کہون مین خط تقدیر تو پڑھ لو

تم ذبح کرو صید محبت کو جو اپنے
یہ تمکو مناسب ہے کہ تکبیر تو پڑھ لو

اکسیر تو موقوف ہے قسمت پہ عزیزو
پڑھتے ہو اگر نسخۂ اکسیر تو پڑھ لو

تصویر کو کہتے ہو کہ کسکی ہے تصویر
گر نام مرا ہے سر تصویر تو پڑھ لو

اے بسملو اتنی نہ کرو مرنے مین جلدی
منہ سے کلمہ تم تہ شمشیر تو پڑھ لو

پیدا ہو خط مصحف رخسار پہ اوسکے
اے حضرت دل پڑھتے ہو تفسیر تو پڑھ لو

تم اے ظفر اونکے لیے کوئی عمل جب
کچھ رکھتے زبان مین ہو تاثیر تو پڑھ لو

کہے جو عدو سچ نہ جانا کرو
برا مانتے ہو تو مانا کرو

۱۰۲

قطعہ

لو ہو گیا ظفر وہ آزردہ تمنے دیکھا
اس نالہ و فغان کی تاثیر کا نمونہ

کوچہ مین اپنے دے وہ صنم مجکو گر جگہ
باقی رہے نہ سجدہ سے بالشت بھر جگہ

دل سے نہین نکلتا کسی طرح تیر غم
پکڑی ہے اسنے چارہ گرو اسقدر جگہ

وہ کون ہے کہ جسکے لیے یہ شعاع مہر
جاروب لیکے جھاڑے ہی وقت سحر جگہ

کھٹکے سے باغبان کے چمن مین نہین ہی
بلبل کے بیٹھنے کے لیے شاخ پر جگہ

آ بیٹھا میرے دلمین جو خدنگ نگاہ یار
بہتر جو اس سے کوئی نہ آئی نظر جگہ

دیر و حرم مین جاکے اُسے شیخ و برہمن
کیا ڈھونڈھتے ہین وہ تو ہی موجود ہر جگہ

تکیہ بناکے بیٹھ رہین ہم فقیروار
ہاتھ آئے کوے یار مین گر اے ظفر جگہ

دل کو الفت ہے جو اُس تیر کے پیکان کے ساتھ
نہین جائیگی اگر جائیگی تو جان کے ساتھ

یون ہی اُس زلف سے مانوس دل آشفتہ
جیسے ہو اُنس پریشان کو پریشان کے ساتھ

ناخن دست جنون کی ہے یہی گر تیزی
چاک ہو جائیگا سینہ بھی گریبان کے ساتھ

کفر و دین دونون سے ہے مذہب عشاق جدا
نہ وہ کافر کے ہین ہمرہ نہ مسلمان کے ساتھ

لیگئے درد و غم و داغ کو وہ ساتھ اپنے
گئے دنیا سے ترے شیفتے سامان کے ساتھ

زلف کو مصحف رخسار سے اپنے سر کا
کہ وہ ہندو ہے اُسے کیا کام ہے قرآن کے ساتھ

برنگ نقش کفِ پا تمھارے کوچہ مین
ظفر پڑا نہ رہے کیونکہ خاکسار ہے یہ

ر جگہ ایک نیا رنگ ہے اللہ اللہ — واہ کیا جلوۂ نیرنگ ہے اللہ اللہ
ی صورت نہین ایسی کہ پسیجے کافر — دل صنم کا مرے کیا سنگ ہے اللہ اللہ
رے دندانِ مسی زیب کی کافر ہر سو — کیا ہی زیب دہنِ تنگ ہے اللہ اللہ
ر اس میکدہ مین اے بتِ سر مست غرور — کچھ عجب رنگ عجب ڈھنگ ہے اللہ اللہ
ک اور نام سے مین عشق مین جسکے گذرا — نام سے میرے اوسے ننگ ہے اللہ اللہ
یا ترا چہرۂ پر نور ہے سبحان اللہ — کیا ترا طرۂ شبرنگ ہے اللہ اللہ
ب گلبرگ سے لے تا بزبانِ ہر خار — سب پہ گلشن مین اک آہنگ ہے اللہ اللہ
ک گل بھی تھا گران جنکے تنِ نازک پر — انکی چھاتی پہ فلک سنگ ہے اللہ اللہ

چھوڑ کر اس بتِ کافر کے ظفر در کا طواف
آپ کو کعبہ کا آہنگ ہے اللہ اللہ

ن تیرے رخ کا لیا ہے مرے جان بوسہ — جیسے قرآن کا لین صاحبِ ایمان بوسہ
ن وہ مجنون ہون کہ رکھتے ہی بیابان مین قدم — پانؤن کا لے ہے مرے خارِ بیابان بوسہ
نھ لگا کر جو اسے تو نے کیا ہے گستاخ — لے ہے عارض کا ترے زلفِ پریشان بوسہ
اے خوشبو نہ مرے منھ سے جو دیکھوا ہین بھی — گلِ رخسار کا وہ رشکِ گلستان بوسہ

۱۰۷

دیگر

تو جہان رکھے قدم رو سا زمین پر اپنا
ہم آنکھون سے لین وان کی زمین کا بوسہ
جان کیا بلکہ ہم ایمان تلک بھی دیدین
گر ملے اس بت غارتگر دین کا بوسہ
پیچ و تاب اپنے ہوا رشک کیا کیا وا لکو
جب لیا زلف نے اس مہ سا جبین کا بوسہ
نرم اتنی ہے جو نازک تو نہین لے سکتے
ہم تصور سے بھی اس پردہ نشین کا بوسہ
لیتے دن بھر ہین ترسا ہم جو کبھی لیتے ہین
خواب مین شب کو ترے لعل نگین کا بوسہ

لب کا دو بوسہ کہ رخسار و جبین کا بوسہ
آج دے ساقیا تو مجھے ایک کبھی کا بوسہ

مطلع ثانی

بن پہ جاؤن کہ لیا ماہ جبین کا بوسہ
بزم ہو مجھے سا جبین کا بوسہ

دیگر

خدا محفوظ رکھے اس بت کافر کے گیسو سے
بلا وہ ناگ ہے کالا معاذ اللہ معاذ اللہ

جگر تو دیکھ تو میرا اسکی اک آہ بھی مین نے
کیے تو نے ستم کیا کیا معاذ اللہ معاذ اللہ

لگایا ہاتھ شب بیٹھے جو اسکی زلف مشکین کو
تو وہ برہم ہوا کیسا معاذ اللہ معاذ اللہ

جو سوے مقتل عشاق وہ محشر خرام آوے
تو کیا اک حشر ہو برپا معاذ اللہ معاذ اللہ

جو سر گرم طپش میرے دل بیتاب کو دیکھا
تو بجلی بھی گئی تھرا معاذ اللہ معاذ اللہ

قد جانان کو دون تشبیہ کیونکر نخل طوبی سے
کہان وہ قد کہان طوبی معاذ اللہ معاذ اللہ

کیا غارت ہزارون کو ظفر دنیا کی الفت نے
بڑی آفت ہے یہ دنیا معاذ اللہ معاذ اللہ

گران ہے تمکو نزاکت سے پیرہن کا بوجھ
نہ رکھو بار دل نازک پہ تو رتن کا بوجھ

ہزار کوہ اگر ہون اُنھین اٹھالین ہم
پر اٹھ سکے نہ ہمسے کسیکے اک سخن کا بوجھ

فلک زمین پہ ابھی گر پڑے جو تھام نہ لون
ستون آہ سے اس گنبد کہن کا بوجھ

نہ ڈال بار نعم اے چرخ ان نحیفون سے
کہ جن سے اٹھ نہ سکے اپنے بھی بدن کا بوجھ

گران ہے اس مرے گل کے دماغ نازک پر
چمن مین نکہت نسرین و یاسمن کا بوجھ

نہ تن سے دور ہو سر جب تلک نہو ہلکا
ستمگر اس ترے شیدائے خستہ تن کا بوجھ

نہ ہوتی سر پہ یہ گٹھری ظفر گناہون کی
بلا سے ہوتا اگر اور لاکھ من کا بوجھ

آنکھ آنکھون مین دم دیکھنے ہی دیکھتے راہ
در قاصد نے ایسا کبھی لگائی اللہ

کتنے ہین دیکھ کے صورت کو تری صورتگر
واہ کیا تو نے یہ صورت ہے بنائی اللہ

اثر شعلہ سوز محبت کا اثر ہے آگاہ
جان پروانہ نے کیون اپنی جلائی اللہ

جو مصیبت ہمین قسمت نے دکھائی دیکھی
پر دکھا سا ظفر اوسکی جدائی اللہ

دیگر

ردیف یاے تحتانی

زہے تنہا سمجھ کی اس بت کے در پر جبہ سائی ہے
پڑے وہ جا ہے جھکائی سر جہان سارے خدائی ہے

نہیں ہے کوئی بھی غمخوار اپنا کنج احزان مین
اگر ہے تو غم تنہائی و درد جدائی ہے

پھنسے ہیں اسطرح ہم آکے دام محبت مین
بغیر از مرگ ہوئی ہمکو کب اس سے رہائی ہے

ہمیشہ تجکو کہتا ہون الجھ اسکی نہ زلفون سے
[illegible]

سوچا کیا ہے عشق مین اے دل	جو ہو کرنا تجھے سو جھٹ کر بیٹھ

قصد اٹھ بھاگنے کا کر نہ ظفر
تو جو وان بیٹھتا ہے ڈٹ کر بیٹھ

نہیں کہین بھی تری چشم فتنہ زا کی پناہ	یہ وہ بلا ہے کہ بس اے صنم خدا کی پناہ
سواے رنج و غم و یاس چاہ مین اسکی	دلا نہ ڈھونڈ کسی یار و آشنا کی پناہ
پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھ کر ہر شخص	غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ
جفا سے تیرے نہیں ڈرتے باوفا ظالم	کہ انکے واسطے ہے عشق مین وفا کی پناہ
بھری ہے مے سے ہوا ساقیا لیے شمشیر	نہیں بجز سپر جام اس ہوا کی پناہ
بچے نگاہ سے دل تیرے کس طرح ظالم	کہ ہے جہان مین کہان ناوک قضا کی پناہ

گر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین ہے کافی یہ اک دعا کی پناہ

شکل اسنے ہمین آکر جو دکھائی اللہ	دل مین کیا اس بت کافر کے یہ آئی اللہ
ہو گیا مجھسے مکدر وہ مرا آئینہ رو	دیکھیے ہوتی ہے کسطرح صفائی اللہ
گل مین کیا خار مین کیا نور مین کیا نار مین کیا	اللہ ری تری جلوہ نمائی اللہ
لائی بو کس گل خوبی کی ہے یہ باد بہار	کہتی ہے صل علی ساری خدائی اللہ
روز اڑاتا ہے وہ سر تیغ ستم سے دو چار	کس سے یہ طرز ستم اسنے اڑائی اللہ

[illegible]

… ظفر …

دیگر

[illegible]

اشارہ فہم تیرا کون ہے یہ فہم ہے کسکو
کوئی پہچانتا ہوگا تری چتون ہمین ہین سے

نیا یا دیر و کعبہ مین پتا ہرگز ترے گھر کا
اگر نکلا تو پھر نکلا ترا مسکن ہمین ہین سے

ہمین سر باز ہین دم دینے والے تیرا ابرو پر
تہ شمشیر رکھ دیگا کوئی گردن ہمین ہین سے

ظفرؔ جو زاہدان پاکدامن ہین الگ ہمسے
کبھی تجھے اس سے پہلے یہ بھی تر دامن ہمین ہین سے

ترا دیوانہ یہ کیا آٹھ پہر تکتا ہے
گاہ تکتا ہے ادھر گاہ اُدھر تکتا ہے

ترے رخسار مصفّا کی طرف آئینہ سان
ہو کے حیرت زدہ ہر ایک بشر تکتا ہے

کب گذرتا ہے وہ اس رہگذر سے اپنی
دیر سے راہ کوئی آہ بشر تکتا ہے

غم فرقت سے ہی یہ حال کہ میرا غمخوار
منہ کو چپکا مرے یا دیدۂ تر تکتا ہے

کیا کہین چھپا تکتے دیکھا تجھے اے پردہ نشین
ایک عالم طرف روزن در تکتا ہے

جبکہ تکتا ہے نشانہ کو کمندار مرا
پہلے میرا ہی وہ دل اور جگر تکتا ہے

کوئی ٹھہراتا نہین وصل کی صورت اُنسے
صورت اک ایک کی ناچار ظفرؔ تکتا ہے

بات اُنکی جو مری بات پہ اونچی نہوئی
منہ گریبان مین ڈالا نظر اونچی نہوئی

آنکھ اونچون سے جدھر لڑتی تھی اے پردہ نشین
کبھی یہ پردہ کی دیوار اُدھر اونچی نہوئی

تیری تلوار سے ہمنے نہ بچایا سر کو
اے ستمگر کبھی اپنی سپر اونچی نہوئی

جدائی مین ترے ہین یہ وہ تصویر ای ساقی — شراب خون دل بھر بھر کے ہیجانے لگے پیمانے

اوڑا اودھر غ دل کو اور پرندونکے لیے رکھو — سدا پانی کے پیمانے سدا دینے لگے پیمانے

تری آنکھونکے بیمارون نے شربت کے عوض ظالم — پیئے زہر آپ سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے

دل پر آبلہ وہ خوشۂ انگور سے میرا — کہ بھرتے آپ سے ہین جسکے ہر دانے کے پیمانے

نہین آنکی جیب تک ہاتھ خاک اس پاؤ پیمائی کی — کبھی ساقی نہین میخوار پینے کے پیمانے

مے عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر یہ آسمان مین یون ہین کھلانے کے پیمانے

آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی — میرے اُنکے ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی

شکر ہے وہ من گئے ورنہ چلے تھے روٹھکر — وصل مین یار سے جدائی ہوتے ہوتے رہ گئی

آہ وہ آئینہ رو ہمسے مکدر ہی رہا — ہمنے جب چاہی صفائی ہوتے ہوتے رہ گئی

وہ ڈبوتے چاہ مین ہوتے اگر ہم آشنا — لیکن اُنسے آشنائی ہوتے ہوتے رہ گئی

توڑتا تھا تو تو زنجیر در زندان جنون — کیا ہوا زور آزمائی ہوتے ہوتے رہ گئی

مہربان صیاد ہو کر ہو گیا نامہربان — دام سے ہمکو رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اے **ظفر** دیکھا بھلائی کا اثر دشمن مین بھی
کی اگر تجھسے برائی ہوتے ہوتے رہ گئی

بہا کے جاتا آنسو گو کہ بڑا جان گئی تو رہے — بلا سے عشق مین گر جان جاے تو آبرو رہے

اٹھیں فراغ کہاں جو ہین طالب دنیا	ہمیشہ رہتے ہین دنیا ہی کے طلب مین پھنسے
پھنسا جو پنج مین کوئی کسی سبب سے پھنسا	تمھارے ہاتھ سے ہم رنج بے سبب مین پھنسے
اگر ہو صحن چمن بھی تو اسکو زندان ہے	کہ ہم ہین الفت خوبان غنچہ لب مین پھنسے

نہین ہے دام فریب اسکا کوئی بھی خالی
بلا کشان محبت ظفر ہین سب مین پھنسے

ہمنے تمسے بھلائی ایسی کی	تمنے ہمسے برائی ایسی کی
ہم نہ بھولے کبھی وفا کی راہ	عشق نے رہنمائی ایسی کی
ظاہر اصاف اور دل مین غبار	کی تو اونے صفائی ایسی کی
کیا ناآشنا ہمین سب سے	آپ نے آشنائی ایسی کی
پہونچا زلفون تلک تو ترا بھی شانہ	کیونکہ پیدا رسائی ایسی کی
کٹ گئے سر ہزارون اک دم مین	اونے تیغ آزمائی ایسی کی
کیونکہ اُس بُت نے تابع فرمان	ہے خدا کی خدائی ایسی کی
کی نگہ گر کبھی جو بات اونے	ہمسے کچھ بن نہ آئی ایسی کی

اک ہمین سے ظفر نہین اونے
جس سے کی بیوفائی ایسی کی

طاقت نہین پھر نیکی عادت لیے پھرتی ہے	یا مروت مجھے میری ہمت لیے پھرتی ہے

اُمنڈت دل جو کبھی روان کرتے ہین ہم آنسو کو
کہو دل سے نہ رکھے اُسکا خیال مژگان
شعلۂ دل کو بجھاتا نہین آب گریہ
دل کی اپنی مجھے ہے اسلیے خاطر منظور

وہ اگر نامہ ہے تو نامہ بر اپنا یہ ہے
کاٹے کسواسطے اپنے لیے ہوتا یہ ہے
بلکہ بھڑکاتا ہے اور بھی دونا یہ ہے
کہ ترا شیفتہ یہ ہے ترا شیدا یہ ہے

گر کہے کوئی بُرا اونکو کہین وہ نہ بُرا
جو ہین اچھے ظفر اُنکے لیے اچھا یہ ہے

آج تیری تیری شمشیر کچھ کہتی تو ہے
سُن لو جو ہے خانۂ زندانین دیوانونکا حال
تو خدا جانے پری پیکر ہے یا ہمشکل حور
ہو نہو دل مین اثر تیرے اگر اے سنگدل

مجھسے اے قاتل مری تقدیر کچھ کہتی تو ہے
کرکے برپا غل صدا زنجیر کچھ کہتی تو ہے
تجھکو خلق اے عالم تصویر کچھ کہتی تو ہے
حال میرا آہ بے تاثیر کچھ کہتی تو ہے

اے ظفر وہ بےخبر سُن لیگا سب تیری خبر
مخبرون کی آج یہ تقریر کچھ کہتی تو ہے

نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے
جو مضمون چاہیے تھا خط مین لکھنا ہمکو اے قاصد
گئے دیر و حرم کو چھوڑکر جو آستان تیرا
یہ اپنی دم شماری تھی اُسی کی دم سے کوئی دم

جو اپنی بات تھی اُس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے
کیا ہی ہر قلم انداز وہی یک قلم چوکے
مرے نزدیک یہ شیخ و برہمن اے صنم چوکے
چلا جسدم وہ عیسیٰ دم اُسی دم ہم بھی دم چوکے

جب حور شہوان کے ہو کوچہ سے نسیم آتی | ہر جھونکے مین سے بوئے گلہائے نعیم آتی
کسطرح چمن مین ہو سنبل نہ پسند اپنے | اسمین سے کہیں کب ہے کاکل کی شمیم آتی
یہ عشق کی دولت ہے جو چشم مین آنسو کی | ہر بوند نظر مجکو ہے دُرِّ یتیم آتی
گرزار و نزار اوسکی الفت مین نہوتا مین | کیون جان مری لب پر باحال سقیم آتی
نافہم کوئی سمجھے کیا رمز محبت کو | یہ فہم مین ہے کسکے جز مرد فہیم آتی
یاد اوسکی مرے دم مین گرنہ کے تو مین سمجھو | کسطرح نہ آنے دون ہی یہ تو قدیم آتی
یہ چہرہ زرد اور یہ آنسو مجھے کافی ہین | کچھ دل مین نہین میرے حرص زر و سیم آتی
ناحق ہے علاج ای دل آزار محبت کا | کچھ کام نہین اسمین تدبیر حکیم آتی

مژگان کا خیال اوسکے دل مین مرے آتا ہے
اسطرح ظفر جیسے ہو فوج غنیم آتی

مے وحدت کی ہمکو مستی ہے | بت پرستی خدا پرستی ہے
یون ٹپکتے ہین اشک مژگان سے | جیسے کوئی گھٹا برستی ہے
دل کو ہم بیچتے ہین بوسہ پر | اسکو لے لیجئے جنس سستی ہے
مثل فوارہ سر بلند نہ کر | کہ بلندی کے ساتھ پستی ہے
نہین ہنستا ہے پھول کھلا کر گل | اوسکی ہستی یہ اوسپہ ہنستی ہے
رنج و غم کو خدا رکھے آباد | خانۂ دل مین ایسی بستی ہے

ناصحا آرام او دیوانہ پن مین کچھ تو ہے [illegible]
آگئی پری کو دیکھ [illegible] ہین کچھ تو ہے
انہون نے ای باغبان [illegible] چمن مین کچھ تو ہے
[illegible] دیوار چمن [illegible] ہین [illegible] چمن
پایا جاتا [illegible] چمن مین کچھ تو ہے
[illegible] خاطر [illegible] مین کچھ تو ہے
دو بلبلین [illegible] بلبلین [illegible]
تا کی بجتی ظفر [illegible]
دیگر

دیگر
[illegible]

دیگر
[illegible]
دیگر

روغن قاز ملکے چرب زبان
بات کرنے مین روغنی اچھی
نہین نادان کی دوستی اچھی
بلکہ دانا کی دشمنی اچھی ×

تصویر دیکھ ہی کر نقاش چین نے کھینچی	بن دیکھے اُسکی صورت دل پر ہمین نے کھینچی
یارب ارادہ کسکے شبخون کا ہے جو شب کو	شمشیر کہکشانکی چرخ بریں نے کھینچی
بھر آئے اشک وہین آنکھوں نمین ہمدم سونکے	جب آہ دل سے تیرے اندوہگین نے کھینچی
ہو کر مقابل اُسکے رخسار سے فلک پر	شبکو بہت خجالت ماہ مبین نے کھینچی
تھا جسطرف لگاؤ کچھ اپنے دیکھنے کا	دیوار اُس طرف کو پردہ نشین نے کھینچی
تھی میری تشنہ خون دیوار اسطرف کی	جسوقت بوندیکی وہین زمین نے کھینچی

صدمے ظفر اُٹھائے کیا دل نے عاشقی مین
تکلیف ساتھ دل کے جان حزین نے کھینچی

اُن دونون ابرو نکے جو خوب خم کو سمجھے	وہ کیا بیان کسیکے تیغ دودم کو سمجھے

مطلع ثانی

حق ہے وہی کہ ہم مین جو اُس صنم کو سمجھے	گو اسپہ ہر مسلمان کافر ہی ہمکو سمجھے
ہو تن مرا گلو نسے باغ و بہار دیکھے	باغ خزان رسیدہ باغ ارم کو سمجھے
شکوہ کرے نہ عاشق کچھ چشم پر غضب کا	عین عنایت اُسکی ظلم و ستم کو سمجھے
طے منزل محبت کرتے ہین پیکے آنسو	اس راہ مین ہین چشمہ ہم چشم نم کو سمجھے
کوئی رفیق و مونس ہمکو نظر نہ آیا	ہمدم جہانمین اپنا ہم اپنے دم کو سمجھے
عاشق کو ہین مساوی دنیا مین رنج و راحت	نے وہ خوشی کو جانے مطلق نہ غم کو سمجھے

ظفر تار مژگان مین کیا آنسوون نے
پروئے ہین گوہر خوش آب اچھے اچھے

آئے جب اس خاکدان مین گردش افلاک سے
خاک ہمسے بن گئی اور بنگئے ہم خاک سے

ہوگئے دیوانے کس گلگون قبا کو دیکھ کر
گل نظر آتے ہین گلشن مین گریبان چاک سے

کھائی ہے اس صید الفت کے نصیبونکی قسم
ذبح ہوکر جو نہ بندھے ظالم تری فتراک سے

ایکدن دھویا نہین جاتا ترے دلکا غبار
روز بہ جاتے ہین دریا دیدۂ نمناک سے

خواب مین اک گلبدن کو جو لگایا تھا گلے
اتنی بو آتی ہے بوئے گل مری پوشاک سے

آنسو نہین پارۂ دل ہین کہ ہین لخت جگر
چشم دریا بار مین چھوٹگر تیراک سے

تاب کیا ہمتاب ہو برق اے ظفر وقت عتاب
تاب شمشیر نگاہ قاتل سفاک سے

خط اپنے آدمی نہین گر لیکے اوڑ گئے
تو کیا فرشتے یہانکی خبر لیکے اوڑ گئے

اشکو لیے میرے کوچۂ جانان مین جانور
دانے کی جاے منھ مین گہر لیکے اوڑ گئے

ہم اس چمن مین ٹھہرے تو کیا مثل رنگ گل
دم کوئی دم نسیم سحر لیکے اوڑ گئے

پروانے خاک ہوکے اُڑے سوز عشق سے
پروہ سلامت اپنے نہ پر لیکے اُڑ گئے

اللہ رے تیرا حسن کہ پریون کے بھی حواس
تیری بلائین رشک قمر لیکے اوڑ گئے

ڈھونڈھون کہان مین آپکو مجکو مرے خیال
کیا جانئین ہین کدھر سے کدھر لیکے اُڑ گئے

اے ظفر جسطرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اسطرح کوچہ میں اُس قاتل کے جاتا کون ہے

جو اُسنے چاہا نہ میرا بُرا بُری تو نہ کی	بھلی وہ کی تو نہ کی پر بھلا بُری تو نہ کی
نہو نصیب میں صحت تو کیونکہ ہو صحت	مگر طبیب نے میری دوا بُری تو نہ کی
الٰہی کیون ہے بُرا اُسنے مجھکو ٹھہرایا	بُرا جو اُسکو نہ مینے کہا بُری تو نہ کی
بُرونکی جان کو رو رو کے عشق میں مینے	بلا سے تجربہ جو کی جان فدا بُری تو نہ کی
مجھے یہی ہے غنیمت کہ مجھسے کوئی بات	جو تو نے کی کبھی اے خوش ادا بُری تو نہ کی
کرے ہزار ظلم وستم کیون وہ بیوفا ہم پر	کہ اُس سے ہمنے اگر کی وفا بُری تو نہ کی
تیون نے کی جو بھلی ہمسے وہ بھلی ہی سہی	پر اُنسے جینے بھی شکر خدا بُری تو نہ کی
کرے وہ مجھسے بُرائی تو کیون بُرا مانون	اگر بُرے کو بُری دی سزا بُری تو نہ کی

ظفر بھلائی میں دی اُسکی تو نے جان اپنی
صد آفرین تجھے صد مرحبا بُری تو نہ کی

یا آئے اجل یا صنم عربدہ جو آئے	ایسا نہو یارب کہ نہ یہ آئے نہ وہ آئے
وہ پاک نظر یار تجھے دیکھنے کو آئے	جو چشم کو آب گہر اشک سے دھو آئے
دل صاف ہو جسکا وہ چھپائے نہ کبھی راز	منہ پر کہے دل میں صفت آئینہ جو آئے
پھر نام نہ لے مدرسہ میں جانے کا مُلّا	یکبار مرے ساتھ جو میخانہ میں ہو آئے

وہ اپنی کی اور کچھ بھی کیا تیری پرستش کی جو
ابتک کہیں جس کا ہم اپنا تجھکو پایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
کیسا ملک اور کیسا انسان کیسا کافر کیسا مسلمان
جیسا بھلا ہوا تو نے بنایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
گلشن میں کی اور گلشن میں کی شمع میں کیا پروانے میں کی
سب میں جلوہ تیرے دیکھا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
سمجھا سمجھا دیکھا بھالا تجھسا کوئی ڈھونڈھ نکالا
ایسے ہی ہمکو ہیں ظفر سے آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

وہ ہی اچھا ہے کہ جو سمجھے کسیکو نہ بُرا
بلکہ گر کوئی بُرائی بھی ہو تو اچھا سمجھے
مرگ کو جانتا ہے زندگی اپنی عاشق
ملک الموت جو آئے تو مسیحا سمجھے

اے ظفر اوڑ گئی دنیا سے محبت بالکل
آدمی دوست کو اس وقت میں عنقا سمجھے

کبھی غیروں کیسی تمنے کبھی میری سی کہی
کوئی اونکی سی کہی اور کوئی میری سی کہی
اوسکے کہنے پہ بجا دیکھ کہ جسنے تجھسے
ابھی تیری سی کہی تھی ابھی میری سی کہی
کیسا ہی دوست تھا وہ تم ہوئے دشمن اسکے
آپ کے سامنے جسنے ذری میری سی کہی
شکر صد شکر کہ جو بات کہی تھی ہمنے
آگے اوروں نے بھی انسے وہی میری سی کہی
روز تم کہتے تھے اپنی سی خدا جانے کہ آج
جسمیں کیا آیا کہ تمنے ابھی میری سی کہی
کہتے تھے حضرت دل اور تو سب اونکی سی کہی
لیکن افسوس کہ کچھ تمنے بھی میری سی کہی

اُسکے کہنے کا ہوں قائل ظفر انسے جسنے
کچھ کہی یا کسی ڈھب سے کہی میری سی کہی

تجھسے دل کو اپنے لگایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
تجھکو ہمنے اپنا پایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
ایک تجھی کو جانتے ہیں ہم اور کسی سے ہم نہیں محرم
کون ہے اپنا کون پرایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
چرخ بریں سے لیکے زمیں تک اور زمیں سے چرخ بریں تک
دیکھا جہاں وہاں تو نظر آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
ماہ کو بھی اور اختر کو بھی لعل کو بھی اور گوہر کو
سب کو تونے ہی چمکایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

دیگر

اگر خلق جو ہے درپئے ہم اس سے یار سے بیٹھی
پری میں نہیں ہے شوق میں جو پیدا اسکے بیٹھی
نکلے کسی طرح وہ جو میری طرف سے
دل میں کوئی بات اس دلدار سے بیٹھی
اور اور ڈر سے کہ نظر پیچ اگر اپنے ملک وار
تو پاس ہے اس لعل شکر بار سے بیٹھی
اُسکا شوخ ستمگر وہ نگہ کی تلوار سے برچھی
کس روز نہیں سینہ میں دو چار سے بیٹھی

[illegible]

ممکن نہیں نہیں بستر آرام پہ مجھکو
دکھلائے نہ صورت مجھے وہ کان ملاحت

آرام تری یاد بر و دوش مین آئے
آواز تو اب اُسکی سر گوش مین آئے

گنجائش اشک اپنی ظفر کیا ہو فلک مین
یہ دانے کہان چھوٹے سے سرپوش مین آئے

وہ ہر طرف دکھا رہی اپنی نمود ہے
سودا اُسیکا خوب ہے بازار عشق مین

غنچہ جو ہے مثال دہان گل برنگ گوش
دشمن ہم اپنی جان کے ہین آپ عشق مین

کیونکر چھپاؤن سوز محبت کہ چرخ تک
اللہ ری ناز کی کہ وہ رخسار لالہ گون

جاتی مری نگہ نہین کابل وجود ہے
جسنے سمجھ لیا کہ ضرر اسمین سود ہے

آپسمین کچھ تو ہو رہی گفت وشنود ہے
نے ہر کوئی عدو نہ ہمارا حسود ہے

ساتھ آہ کے گیا جگر و دل کا دود ہے
صدمہ سے اک نگاہ کے ہوتا کبود ہے

ہے کس صنم کی تجکو ظفر خواہش و داد
ہر دم جو تیرا ورد زبان یا ودود ہے

جسنے بنایا ہے ہمین ہمکو قسم اوسی کی ہے
ہین جو یہ زخم کارگر سینہ مین دل سے تا جگر

جسکو ہے شعلہ خو تری شمع کی طرح لو لگی
کہتے ہین جسکو دل وہی اصل ہے خانہ خدا

اپنے خمیر خاک مین خاک قدم اُسی کی ہے
کر گئی کاٹ اسقدر تیغ ستم اُسی کی ہے

سوزش اُسی کی دل مین ہے چشم مین نم اُسی کی ہے
نقش ہے سب عمارت دیر و حرم اُسیکی ہے

دیگر

تیرے مژگان بھی ظالم ہو گئے ہیں مجھسے برگشتہ
فقط ابرو ہی نا تیری کیا نظر خم رسی آتی ہے

قطعہ

ہم اُنکے گھر میں جائیں اور اُنکے پاس کیا بیٹھیں
نہ غمازی ہمیں آتی ہے نہ جاسوسی آتی ہے

گذارا ہو ظفر وان کب انھیں لوگوں کا ہوتا ہے
کہ جنکو چاپلوسی اور کانا پھوسی آتی ہے

ہو جب فرصت عمر ہی تیری شرارت بنگئی
آتش دوزخ بہار باغ جنت بنگئی

دیکھو محبت کا اثر مجنون جو بیٹھا ہے پاس
میری اُسکی دو ہی دن میں ایکصورت بنگئی

جب نظر آئی تو ہمیں ہمکو صورت یار کی
بت پرستی واسطے اپنے عبادت بنگئی

ترک کی اے بیوفا جینے نہ تیری دوستی
گرچہ اسمیں میری دشمن ایک خلقت بنگئی

یون تو تصویرین مصور نے بنائیں سیکرون
پر تری تصویر خوش قامت قیامت بنگئی

باتون باتون میں بگڑ بیٹھا جو ہمسی تو کبھی
جان ہی پر اپنی پھر اے بیمروت بنگئی

ہم نہ تھے آگاہ رشتے سے محبت کے ظفر
رہنما اس راہ میں پر اپنی قسمت بنگئی

اشک آنکھوں میں دم گریہ جو بھر کر پیگئے
پیگئے دریا وہ کیا بلکہ سمندر پیگئے

ہو گئی بالکل مریضان محبت کو شفا
وہ جو تیرے آستان کے دھوکے تیھر پیگئے

خشک ہوتے ہی نہیں ہرگز مرے زخم جگر
اے ستمگر اسقدر یہ آب خنجر پیگئے

دیگر

دل دریا کا ہنکو جان پر اپنی بڑی ہی بنی
شیریں کلامی آپکی میٹھی چھری ہی بنی

مطلوب تو ہے نقشہ آفاق میں فقط
خلقت ہی اور سب ہی خانہ پری ہی بنی

۱۳۶

وفا کا نام ہین جو تیرے روبرو لیتے | وہ جھجک کے پہلے ہمارے قدم ہین چھو لیتے

بناتے تیرے ہی مژگان کو نیشتر فصاد | جو تیری زلف کے سودا زدہ لہو لیتے

قریب مصحف رخ تر عرق سے ہین گیسو | کہ ہاتھ مین نہین قرآن بے وضو لیتے

جو لیتے سرمہ ہم اپنے پے بصارت چشم | تو خاک پا تری یا تری خاک کو لیتے

ہمارا جام سے کیا کام چلتا اے ساقی | کہ جب تلک نہ کوئی ہم خم و سبو لیتے

نکرتا ہمسے جو اغماض تیرا غمزۂ چشم | اجل کا سر پہ نہ احسان ہم کبھو لیتے

کرون مین آہ و فغان کیونکہ سامنے آنکے | کہ ہین وہ پہلے ہی میرا دبا گلو لیتے

جلا جلا کے رولاتے ہین شمع سان مجھکو | وہ اپنی بزم مین ہین میری آبرو لیتے

جہان مین کوئی نہین لیتا اپنے واسطے غم
ظفر یہ ایک ہمین ہین یہ آرزو لیتے

وفور اشک سے جو دیدۂ تر مین تلاطم ہے | کہان ہنگام طوفان وہ سمندر مین تلاطم ہے

ترے بسمل کی بیتابی مین تاثیر ہی قاتل | کہ پڑ جاتا ابھی اک آب خنجر مین تلاطم ہے

محبت ہے وہ دریا جوش مین آ جائے ہی جسدم | ڈبو دیتا جہان کو اسکا دم بھر مین تلاطم ہے

در دندان پر اس مہ پارہ کی موج تبسم سے | یہ عالم ہے کہ گویا آب گوہر مین تلاطم ہے

جب آئینہ مین دیکھے ہے وہ اپنی چین پیشانی | تو پڑ جاتا دہین اک موج جوہر مین تلاطم ہے

جھلکنا بادۂ گلرنگ کا خالی نہین جاتی | پڑا مستی سے ان آنکھو نکے ساغر مین تلاطم ہے

سخت جانی سے یہان ٹوٹ پڑی شاخ امید
وہان یقین بات کا کیونکر ہو کہ نہین ہیچ بار
پیرہن چاک کرے باغ مین ہر گل اپنا
اپنے عشاق کی لازم ہو تحسین دلداری

اچھل جو قاتل تری شمشیر جفا کا ٹوٹے
عہد و پیمان جہان اہل دغا کا ٹوٹے
کبھی ہنستے مین جو بند انکی قبا کا ٹوٹے
کہین ایسا نہو دل اہل وفا کا ٹوٹے

اے ظفر مین ہون وہ آوارہ کہ جسکے ہمراہ
دو قدم چلتے مین دم باد صبا کا ٹوٹے

آتش عشق جو سینہ مین مرے تیز رہی
اُس ستمگر کے ستم کون اُٹھا سکتا ہے
عوضِ ساغر مے ساقی گلفام بغیر
گردن دل مین ہمیشہ ترے مانند کمند
کیونکہ بیمار محبت کی ہو امید شفا
کی اجل نے جو یہان آنے مین اتنی تاخیر

آہ گہ شعلہ فشان گاہ شرر ریز رہی
جان کیا جانے مری کیونکہ ہر انگیز رہی
چشم تر خون جگر سے مرے لبریز رہی
اے ستمگار تری زلف دلآویز رہی
نہ دوا ہی رہی نے طاقت پرہیز رہی
منتظر کیا تری اے قاتل خونریز رہی

اے ظفر حق مین ہمیشہ مرے چشم جانان
فتنہ انگیز رہی اور بلا خیز رہی

نہین ہے کس مین آپ سے دیکھو تو سبھی مین ہے
سہا و ماہ پہ کیا چشم مین اگر ہو نور

کہ لیکے عرش سے تا فرش وہ سبھی مین ہے
تو اُسکا جلوہ رو ہے انکو سبھی مین ہے

کسیکو قتل کیا تونے بھی ابھی قاتل
بھری تھی دل مین ہمارے جو تیری حسرت و مل

لہو مین ہے تری تیغ دو دم بھریکی بھری
وہ اپنے ساتھ گئی تا عدم بھریکی بھری

پڑھا نہ حرف کتابون کی ہے ظفر گٹھری
رہی سرہانے دھری ایک قلم بھریکی بھری

ہم شب جو اُنکے در کے رہے آڑ مین پڑے
دربان ہمارے واسطے کھڑکاڑ مین پڑے

دل جل گیا ہمارا جگر بھن گیا تمام
الفت تمھاری شعلۂ رخو بجاڑ مین پڑے

جاتے کہان ہو چھپ کے لیا ہمنے تمکو تاڑ
مدت سے یان ہین ہم بھلی سی ماڑ مین پڑے

دیوانے تیرے نکلے جدھر ہو کے دشت مین
دامن کے ٹکڑے رہگئے ہر جھاڑ مین پڑے

بیخوف دل کا شعلہ چڑھا بام چرخ پر
شہتیر آہ و نالہ کے جب پاڑ مین پڑے

اس سخت جان پہ دانت لگی پیسنے اجل
دندانے اُسکی تیغ کے جو ہاڑ مین پڑے

فرہاد و قیس کی ہین جہان دفن ہڈیان
مٹی ہماری بھی اُسی تہر واڑ مین پڑے

شب کو شراب خانہ مین منہہ توڑا کیا
اور مست انیڈتے رہے بوجھاڑ مین پڑے

لوٹا دل آن نگاہون نے مژگان کو کر شریک
جو چور ملکے اے ظفر اس دھاڑ مین پڑے

اپنے پہلو مین جو دی آپ نے کمظرف کو جاے
نہ رہی خدمت عالی مین ہمین مت کو جاے

یار کے روے کتابی پہ لب لعلین ہے
خوب موقع پہ ملی سرخی شنگرف کو جاے

دیگر

دیگر

اے ظفر جو یان کریم الطبع مہمان دوست ہین
اپنے کھانیکا مزا کب انکو بے ضیف آئے ہے

لا سے جام فلک اشتباہ سے گرجاے
مگر نکوئی کسیکی نگاہ سے گرجاے

ر کر تو شانہ کو ہر تار مین ہین سو سو دل
کوئی نہ دل تری زلف سیاہ سے گرجاے

مان ہو ٹوٹا ہے تارا اگر کبھی شب کو
عرق کی بوند رخ رشک ماہ سے گرجاے

ر ہو کوہ بھی ہو جاے جل کے خاکستر
جو برق سوختہ جانونکی آہ سے گرجاے

رھاے مہر ادسے سر پہ مثل تار شعاع
جو تار زر ترے زرین کلاہ سے گرجاے

قصد مہر کرے میرے محضر خون پر
تو مہر ہے کہین دست گواہ سے گرجاے

گرانے چاہ زنخدان مین کون دل اپنا
مگر وہ آپ ظفر اپنی چاہ سے گرجاے

قط کیا پاس ننگ و نام ہین سیکھے ہوے ہوے
کہ ہم تو عشق مین سب کام ہین سیکھے ہوے ہوے

ہولائے ہوش ایسے تیری چشم مست نے ساقی
بنائے کاسہ گر اب جام کر سیکھے ہوے ہوے

ن مین ہمنے سیکھے تھے جو کچھ انداز اوڑنیکے
وہ اے صیاد زیر دام ہین سیکھے ہوے ہوے

یت نے تو نکی جنکو کافر کر دیا بالکل
وہ سب رسم و رہ اسلام ہین سیکھے ہوے ہوے

لکھائے کیا کوئی شیوے انھین مہر و محبت کے
کہ وہ تو اے دل ناکام ہین سیکھے ہوے ہوے

یفہ ہے ہمارا جیسے ذکر زلف و رخ تیرا
ہم اپنا ورد صبح و شام ہین سیکھے ہوے ہوے

[illegible]

ہر ایک بات پہ ہوتے ہو تم غضب برہم
تمھین نہ دیتے تھے دل ہم اسی غضب کے لیے

ہنسے چمن مین صبا گل جو سامنے اوسکے
تو گوشمال مناسب ہے بے ادب کے لیے

سوا ترے لب جانبخش کے نہین کوئی
علاج اس ترے بیمار جان بلب کے لیے

نہ دیکھا اوسکے رخ صاف کے مقابل ایک
ہزارون آئینے ہے ظفر حلب کے لیے

وہ کہتے ہین بھلے ہین ہم بھلائی کی تو ہنسنے کی
یہ سچ ہے ہان برے ہم ہین برائی کی تو ہنسنے کی

ہوے سب ہمیزہ تجھسے نباہی جب وفا تمھین
مگر تیری گوارا بیوفائی کی تو ہنسنے کی

نہونے دوست اس بت کے تو ہوتی خلق کیون فریفتہ
عدو اپنی اگر ساری خدائی کی تو ہنسنے کی

خرابی آ صوفی دونون قائل ہوگئے اپنے
جو رندی کی تو ہنسنے پارسائی کی تو ہنسنے کی

تمھین کیا گرچہ رونے پر ہمارے لوگ ہنستے ہین
کہ اپنی ناصحو یہ جگ ہنسائی کی تو ہنسنے کی

کسیکی بھی نہین ہمکو ڈبویا آپ ہم ڈوبے
کہ تجھسے بجز خوبی آشنائی کی تو ہنسنے کی

نہ دیکھو آئنہ کو تم صفا کیا خاک ہے اسمین
ہمارا دل صفا دیکھو صفائی کی تو ہنسنے کی

کہا زلفون نے انکے منہ پہ تم ہو کج ادا بیشک
مگر ظاہر تمھاری کج ادائی کی تو ہنسنے کی

جو کچھ چاہا کیے تھے آنکے دست و پا حنا بستہ
ظفر موقع پر آنسے ہاتھا پائی کی تو ہنسنے کی

مجال کسکی تمھاری جانب کرے جو کوئی نگاہ اونچی
بندھی ہے چلمن بجے آگے غرفہ کے خواہ نیچی خواہ اونچی

دیگر

[illegible]

دیگر

تو نے حال جو اکیا کہ مری جانب سے | نحیر میں کہاں تیرے کہاں ملاحت بھرتے
پونچھو آنسو نہ تم اے ناصح مشفق میرے | اپنے دامن کو ہیں کیوں خون جگر بھرتے
بھر دو اے چارہ گر و دل کی جراحت میں نمک | آستیں ہو پیلے کیوں سنگ جراحت بھرتے

جسکے دل میں ہے ظفر قامت دلدار کی یاد
دل سے آہیں وہ رہیں تا بہ قیامت بھرتے

جو تیری یاد جلوہ قامت میں سو گئے
گویا وہ عرصہ گاہ قیامت میں سو گئے

آنکھ ان کی دیکھا تماشا جہان کا کیا
جو مست ہو کے نشۂ غفلت میں سو گئے

جو تیرے انتظار میں جاگے تمام عمر
حیران ہوں کس طرح سے وہ تربت میں سو گئے

ہمخواب ہونا خواب میں بھی دیکھتے نہیں
بخت اپنے ایسے تیری محبت میں سو گئے

جس روز دیکھی ہے تری چشم سیاہ مست
شب زندہ دار ہیں عبادت میں سو گئے

ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت میں سو گئے

جتنے جگائے فتنہ خوابیدہ حرص نے
سب آکے میرے کنج قناعت میں سو گئے

سہلاتے تلوے پاؤں کے کیا ٹوٹے اس طرح
مجنون کے پاؤں بادیہ وحشت میں سو گئے

خواب عدم سے جو کہ تھے مشتاق ہم ترے
دیکھا نہ تجکو اور اسی حسرت میں سو گئے

کرتے ہیں بعضے لوگ جو انکار روز حشر
کیا نالہ کش تری شب فرقت میں سو گئے

سوئے ہزار فتنے قیامت کے اے ظفر
اہل دول جو نشۂ دولت میں سو گئے

ہو دل خانہ میں وہین کیا ان اگر ویران
عالم اگر بیابان کی نہ چاروں نمین ڈھونڈھیے
دوزخ کہین نہین تو جلا نکو چاہیے ظفر
دیوار مین نہین تو کوارونمین ڈھونڈھیے

دیگر

بیہوش و ہوشیار کو پہچاننا چاہیے
اس میکدہ مین ہوش کسے ہے کسیکو ہوش
عشاق جان نثار کو پہچاننا چاہیے
ان ایسے یار یار کو پہچاننا چاہیے

رہے پیاسا ترے آب دم خنجر کا اے قاتل
کوئی سیراب گر آب بقا سے ہووے کیسا ہی

اٹھائے ہاتھ کب تیرا جفاکش تیری الفت سے
اگرچہ تنگ وہ تیری جفا سے ہووے کیسا ہی

ترے بیمار کو دار الشفا ہووے ترا کوچہ
اگر مایوس وہ اپنی شفا سے ہووے کیسا ہی

رہے محتاج کب اکسیر خاک پا کا وہ تیرے
کسیکا دل غنی گر کیمیا سے ہووے کیسا ہی

کشش دل کی وہ آفت ہی کہ تجکو کھینچ ہی لاوے
کشیدہ تو گر اپنے مبتلا سے ہووے کیسا ہی

نچھوڑے خاکسار اوسکا ظفر در زینہار اوسکا
پریشان گر غبار اسکا ہوا سے ہووے کیسا ہی +

مجنونکو جنگلونمین اجاڑونمین ڈھونڈیے
اور کوہکن کو جاکے پہاڑونمین ڈھونڈیے

کیونکر بنیگی ہمسے بگڑتے ہو تم ہر دم
باتین بناؤ کی نہ بگاڑونمین ڈھونڈیے

گر سوز غم کہین ہے تو عاشق کے دلمین ہے
یہ آگ وہ نہین جسے جھاڑونمین ڈھونڈیے

خطرہ پڑے پر ہو کے مرا جائیگا کہان
دیوار و در کے اپنے دراڑونمین ڈھونڈیے

دریا کی سیر کیجیے ان آنکھونمین آنکر
ہر لیا لی ہے وہ لطف تو ارونمین ڈھونڈیے

یارونکی کیجیے کثرت اغیار مین تلاش
جا کر گلونکو کانٹونکی باڑونمین ڈھونڈیے

کشتی لڑے ہی عشق سے دل ایسا پہلوان
نکلے نہ گر ہزار اکھاڑونمین ڈھونڈیے

پیکان یار سینہ مین میرے کہان ملے
جبتک دل و جگر کی نہ آڑونمین ڈھونڈیے

وہ چار اب بھی دامن مجنونکی دھجیان
نکلین جو خار دشت کی جھاڑونمین ڈھونڈیے

یا کہین خوش ہین غم عشق سے کیسے ایسے | کہ نہ خوشنود ہوے ہم کسی شے سے ایسے

مطلع ثانی

ہیسے دل سے ہوے نالے نہون نے سے ایسے | اور جو ہو وین بھی تو ہرگز نہون کسی سے ایسے
بھیسے ظالم سے اگر دل نہ لگاتے اپنا | سہتے کیون ظلم و ستم عشق مین ایسے ایسے
ہو سب ہو گئے اے شوخ فریبے معلوم | پہلے آگاہ نہ تھے ہم تری ایسے ایسے
ہارے دیوانے نہون ہمسر قیس و فرہاد | ہون تو وحشت زدہ اک وہمین جیسے ایسے
ام ہین کسکی گرہ مین کہ ہو سودا دلکا | حلقۂ زلف ہی کے پاس ہین پیسے ایسے

چشم ساقی کو ہوے دیکھکے جیسے بدمست
اے ظفر ہم نہ چھکے ساغر مے سے ایسے

س لفت کا سایہ ہے دل زار پہ بھاری | اسطرح کہ جون رات ہو بیمار پہ بھاری
ہو پہنچے ترے پنجۂ نازک پہ نہ صدمہ | قبضہ ہے ستمگر تری تلوار پہ بھاری
ے لخت دل اشکو نمین گرانباری غم سے | یاقوت کے ہر موتیو نکے ہار پہ بھاری
علوم ہوا پشت خمیدہ سے کہ شاید | کچھ بوجھ ترا چرخ نگونسار پہ بھاری
ے عشق عجب کیا کہ گران جانی فرہاد | ہو جاے ترے ہاتھ سے کہسار پہ بھاری
غیرت پہلو مین ہے اسکے عوض کاش | پتھر ہو مرے سینۂ افگار پہ بھاری
ت مین اگر بوسہ کے تو جان بھی مانگے | کچھ مول نہ ایسا ہو خریدار پہ بھاری

کم نہیں حلقۂ زنجیر سے چشم آہو
وحشی اوس چشم کے ہین وادیٔ وحشت مین پھنسے

عندلیب یہ نہین جاے گرفتاری ہے
ہین یہان طایر تصویر بھی حیرت مین پھنسے

ہے تہ آثار نظر قبۂ گنبد جادو
کہ جہان سیکڑون دل ایک اشارت مین پھنسے

ہم نہ پھنستے کبھی زندان محبت مین ظفر
لیک پھنسنا ہی لکھا اپنی تھا قسمت مین پھنسے

پوسہ بے حرمی لیا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی
یار کی رنجش بجا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

کیا کہین آپنے کہا کیا تجھکو کہتا تھا کہ ہا
گفتگو کل بر ملا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

دل نو کیا تھا زلف کا فرحی تجہی پہ چھوڑتی
آج برہم وہ بلا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

خاک ہو کر اُس گلی مین خاک برباد اپنی کی
خاکساری اے صبا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

اور تو ہمنے نہین تقصیر کی اے مہربان
ہان مگر مہر و وفا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

ایک عالم نے تجھے چاہا ہماری چاہ سے
تیری شہرت مہ لقا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

کیون نہ برہم ہوتے وہ چھیڑا تھا ہمنے زلف کو
اے ظفر اونکی خطا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

زلف شب کسکی رہی تا دیر آنکھونکے تلے
آج سارے دن رہا اندھیر آنکھونکے تلے

اے تصور مین ترے قربان کر تو اُس یار کو
لائے ہی چارونطرف سے گھیر آنکھونکے تلے

لکھتے تھے ہم جو خط اُنکو تو گریہ نے دیا
حرف پر مطلب کے پانی پھیر آنکھونکے تلے

زبان سے گالیان ہی تو سوا دتیا رہا ہمکو — کبھی اے بدزبان تونے نہ یہ اپنی زبان چھوڑی

ستم تیرے اُٹھائے پر نہ اوٹھے اُس گلی سے ہم — زمین ہمنے بھی پکڑی تو نہ پھر اے آسمان چھوڑی

ظفر کھو آگئے دل ہی پہ مزا بیخودی مین اسم

خدا جانے کہ کسکو دی کدھر پھینکی کہان چھوڑی

ستمگر تو بتا دے کہ بدخوئی کس لیے — تو بیدلی سے کرتا ہے دلجوئی کس لیے

اگر زخم تازہ کوئی جگر پر لگا نہین — تو چشم خون کے آنسوؤن سے روئی کسلیے

یہ دار بیدار ہے یہ دیر بے قیام — یہان جو مقام دیر کرے کوئی کسلیے

خاک شہید ناز کا رکھا تھا کچھ تپا — یہان نازو بو جو تونے نہین بوئی کسلیے

ہم زلف خم بخم کو کبھی چھیڑتے نہین — بد چھو وہ ہمسے کرتی ہے خوئی کسلیے

منھ دھویا آنسوؤن نے ہمارا ہزار بار — لیکن نہین سیاہی دل دھوئی کسلیے

اس گل کی بو دماغ مین ہو جب بسی ہوئی — پھر ڈھونڈھین ادھر ہم کوئی خوشبوئی کسلیے

اپنی بدی سے آپ ہین بدنام بد شعار — بیہودہ گو جو کرتے ہین بدگوئی کس لیے

پایا نہ ہجر یار مین کچھ زندگی کا لطف — عمر عزیز ہمنے یہ ہین کھوئی کس لیے

لہراد رحباب تمکو ظفر گر نہین پسند

ٹانکی کلاہ خاص مین ہے توئی کس لیے

رز ر کچھ مین نہو کر حرص و ہوا کے بندے — بیٹھین خدا کے در پر گریہ خدا کے بندے

نہین ہے اپنی مجھے ناخوشی کا غم ہرگز
اگر خوشی تری اے بیوفا اسی مین ہے

غنیمت اپنی سمجھ زندگی کو اے غافل
ترے لیے تو بھلا اور برا اسی مین ہے

نمک چھڑکتے وہ قاتل کو میرے زخمون پر
کہ زخم کھانے کا آتا مزا اسی مین ہے

سمجھ کے ڈال قدم بحر آشنائی مین
کہ ڈوب جانا ظفر آشنا اسی مین ہے

انعام مین جان اپنی بھی ہر قاصد کو دی دی
قاصد نے ترے وصل کی جب خوشخبری دی

لکھتا اسے نالے مین سب حال دل اپنا
پر گریہ نے میرے مجھے فرصت نہ ذری دی

جو کچھ تھا تر و خشک دیا عشق نے مجھکو
دی ہونٹونکو خشکی مری آنکھونکو تری دی

دل اسکو دیا سخت اگر سنگ بلا سے
پر آہ کو یارب مرے کیون بے اثری دی

گل پھولے سماتے نہین گلزار مین تو نے
آنے کی خبر کسکی نسیم سحری دی

محروم رکھا مجکو بھی قسمت نے جو میری
گر چہ نہ دیا کوئی ہنر بے ہنری دی

دی مثل نگین پہلے اسے سینہ خراشی
جسکو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی

دے جواب جو اسنے نہ قاصد آ اڑے
کچھ آ گیا ترا شاید لیا دیا آڑے

یہ تکلین دیکھیے کیونکر اڑ گئے ظالم
جگر مین ہو کے ترے ناوک جفا آڑے

اگر نصیب ہین سیدھے تو ڈر نہین ہمکو
بلا سے ہمسے وہ ہون ٹیڑھے ترچھے یا آڑے

مطلع ثانی

جو دل میں آرزو ہے عاشق سرباز کی تیرے | اگر نکلے کی قاتل وہ تہ شمشیر نکلے گی
ہمیں سوجھی ہے اسکی کمند زلف پیچاں سے | ہماری گردن دل کیونکر اے تقدیر نکلے گی
ہمارے عشق کو بعد از فنا منظور ہے شہرت | کہ اس کوچہ سے اپنی نعش بے تشہیر نکلے گی
مصور گرچہ او لیگیں گے ورق سارے مرقع کے | پر اوسکی سی نہ ہرگز ایک بھی تصویر نکلیگی
یہی باتیں بناتا ہو وہاں جسوقت جائیگا | نہ منھ سے بات ناصح کے جو تقریر نکلے گی
اگر رکھیگا تو بیچ جسدم اپنے تو صید بسمت کو | زبان خنجر بران سے بھی تکبیر نکلے گی

نکل جائیگا سینہ کو فلک کے توڑ کر دم میں
ظفر جب دل سے اپنے آہ مثل تیر نکلیگی

بظاہر کیا ہوا ہمسے اگرچہ خشمگیں یوں ہے | وے آزردہ وہ دلسے نہیں ہمکو یقین یوں ہے
عدو پر مہربانی اور ہمپر ظلم رانی ہے | ستمگر ہے یہ کیا شیوہ کہیں یوں ہے کہیں یوں ہے
نہ جبتک سینہ کاوی ہو نہ جبتک روسیاہی ہو | کوئی ہو سکتا روشن نام مانند نگیں یوں ہے
چمن میں جا نتے کو اوس نکلے جسطرح ناگن | عرق آلودہ سج پر اسکی زلف عنبریں یوں ہے
کبھی بیتاب ہو جاتا ہے زیر خاک بھی عاشق | نہ سمجھو زلزلہ اسکو یہ ہلجاتی زمیں یوں ہے
نہیں غم کچھ بھی اصلا ہمکو غمگیں اپنے ہونیکا | اگر ہم ناخوش رہیں اسکی خوشی ہے نشین یوں ہے

ظفر ابر سیہ میں جسطرح ہو کوندتی بجلی
عیاں زلفوں سے اسکے تاب روئے آتشیں یوں ہے

دیگر

خیال بوسہ مین لب چاٹتے ہین اپنے ہم ہردم
لب شیرین سے تیرے چاٹ پائی واہ کیا اچھی

اڑا دی جو ہماری خاک ساری اسکے کوچہ سے
نہ کی ہم خاکساروں سے یہ تونے اے صبا اچھی

خجالت کش ہے یہ بھی دیکھ تجکو ماہتابی پر
خدا نے وہ بنائی شکل تیری مہ لقا اچھی

ارے کیا کی میان تونے کہ اپنا سارا گھر پھونکا
نہین تقدیر سے کوئی ہوس کیمیا اچھی

ظفر کو شربت دیدار سے تو اپنے تسکین دے
مریض غم ہے وہ اُسکے لیے یہی دوا اچھی

ہم جو لگے دروازہ پہ زنجیر سے شب کھٹ کھٹ کرنے
پھر تو وہ اس کھٹکے سے کچھ گھر مین لگے سٹ پٹ کرنے

کیا جانے ہین کسنے سکھائے تمکو ایسے مکر و فریب
نقد دل و جان لیکے ہمارا آپ لگے تل پٹ کرنے

عشق نے تیرے ہمکو ظالم دی ہے کیسی چاٹ لگا
خون جگر کو پینے لگے ہم یون جو مزے سے چٹ کرنے

نیلگے دیکھو کیسے ہتھیلے ہو کر ابر طفل سرشک
جون جون روکا ہمنے انکو ور لگے یہ ہٹ کرنے

کون آئیگا صبح بتاؤ کسکا تمکو کھٹکا ہے
شام سے دروازے کے جو بند لگے تم پٹ کرنے

غیر سے ہنستے بولتے ہو تم کھو لگے منہ بے شرم و حجاب
کیا باعث جو دیکھکے ہمکو آپ لگے گھونگھٹ کرنے

اپنے دل دیوانہ کے تم آگئے ایسے قابو مین
جو کہا اُسنے تمکو ظفر وہ آپ لگے جھٹ پٹ کرنے

میرا وہ پیر ہے کہ جو پیرون کا پیر ہے
رضوان کو خاک اوسکے قدم کی عبیر ہے

مطلع ثانی

دیگر

مطلع ثانی

زمین کا بھی تو بستا ہے آسمان بستا ہے
برنگ نقش قدم ضعف سے جہان بیٹھا
وہان سے کب یہ ترا ناتوان بستا ہے
چمن میں سانپ سا لہرا کے آ گیا گیسو
بڑا ہوا ہے یہ جو ساتبان بستا ہے

[illegible]

ہمارے ساتھ آسمان بستا ہے

دیگر

کھولی جو تو نے زلف کھُلے دل بندھے ہوے
کھلتے نہ یہ تو بستۂ زنجیر پر کھُلے

اُس مہ جبین کو دیدۂ انجم بھی دیکھ کر
حیرت سے رہ گئے فلک پیر پر کھُلے

دروازہ اونکے گھر کا مجھ پر کھُلے نہ صبح
کہدو کہ میرے نالۂ شبگیر پر کھُلے

عیسی ہے چین اُس ابروے پرخم پہ خوشنما
جوہر کہین بھی ایسے نہ شمشیر پر کھُلے

نامہ نہ کھُل پڑا ہو کہ مرغان نامہ بر
جاتے ہوا مین ہین روش تیر پر کھُلے

ڈرتا ہون آہ و نالے سے ایسا نہو کہین
میری محبت اُس بت بے پیر پر کھُلے

گر خون دل سے میرے مصور دیا رنگ
کیا خوب اوسکے چہرۂ تصویر پر کھُلے

جلد آ کہ ذبح کر کہ ہین سب چشم انتظار
تیرون کے زخم سینۂ نخچیر پر کھُلے

روشن دلون سے کہنے کی حاجت نہین ظفر
سب میرے مدعا ہین بکر پیر پر کھُلے

ہمین مین رنج بھی ہے اور راحت بھی ہمین مین ہے
جہنم بھی ہمین مین ہے اور جنت بھی ہمین مین ہے

کسی سے دوستی ہمکو کسی سے دشمنی ہمکو
محبت بھی ہمین مین ہے عداوت بھی ہمین مین ہے

کہین مشہور ہم عاقل کہین ہین مست لایعقل
کہ ہشیاری بھی ہم مین ہے اور غفلت بھی ہمین مین ہے

مثال آئنہ دیکھو ہمارے غور سے جوہر
صفائی بھی ہمین مین ہے کدورت بھی ہمین مین ہے

کبھی ڈرتے ہین پشہ سے کبھی لڑتے ہین شیرون سے
کہ بے جرأت بھی ہم ہین اور جرأت بھی ہمین مین ہے

ہمارے پاس جو دریا در خرمہرہ دونون ہین
کہ بے ہمت بھی ہم ہین اور ہمت بھی ہمین مین ہے

[illegible]

کیون ہوا بسمل ترا منت کش تیغ اجل | اوسنے اے قاتل تری چین جبین دیکھی تو تھی
دل ہوا خون یا جگر یہ تو نہین ہمکو خبر | لیک پرخون چشم تر پر آستین دیکھی تو تھی

کہدیا ہوتا ستمگر سے ظفر کے دل کا حال
بیقراری اوسکی تونے ہمنشین دیکھی تو تھی

جسوقت ذکر سید مظلوم چل پڑے | کیون مجرئی نہ چشم سے آنسو نکل پڑے
خنجر تلے بھی کرتے رہے سجدہ شاہ دین | کیا دخل کچھ جو طاعت حق مین خلل پڑے
صغرا جو دیکھے باپ کی شکل اپنے خواب مین | کسطرح سوتے سوتے نہ شب کو اچھل پڑے
کہتے تھے شہ کہ بنے کیا ظالمون کا کیا | جو ہمپہ میری جان کے یہ بد عمل پڑے
زخمی جو ہوکے شاہ گرے ذوالجناح سے | اک تہلکہ نہ کیون سر دشت و جبل پڑے
کہتے تھے شہ کہ مرنیکی عباس کی خبر | ایسا نہو کہ سنکے سکینہ دہل پڑے
سر پر پڑین حسینؑ کے کیا کیا مصیبتین + | پر بل یہ حوصلہ کہ نہ ماتھے یہ بل پڑے

کیا خاک راہ دین یہ وہ بیدین تھے مستقیم
دنیا مین مال و زر کی طمع مین پھسل پڑے

قطعہ

میدان مین شاہ کے رفقا جب رکھین قدم | کسطرح آگے پانوٗ نہ آنکے اجل پڑے
اور یہ کہے کہ لیجیے آباد چل کے خلد | خالی ہین تم بغیر تمھارے محل پڑے

۱۴۳

یہان تک مجھسے نفرت ہے کہ میرا ہاتھ دامن کو
اگر لگجاے ہے پوشاک سب دھلوائی جاتی ہے
ظفر یون تو بڑے دانا ہو تم پر سامنے اوسکے
خدا جانے کہان پر آپ کی دانائی جاتی ہے

دیگر

نامہ بر یار تلک اوسکا پہونچنا معلوم	جسنے لکھکے جو دفتر مین حقیقت سے بھرے
ترک الفت نہ کرون کیونکر تری اے بے مہر	پھر بھی [illegible] سے کوئی کیونکر مروت سے بھرے

جانیے اوسکو ظفر صاف درون پاک ضمیر
دل جو خالی کرے کینہ سے محبت سے بھرے

سرمہ کے چشم مین گر صید فگن تو نکلے	ہرن تیر نگہ ہونے کو آہو نکلے +

مطلع ثانی

تجھسے کیا کام ہوا اے دلبر گلرو نکلے	جب کہ تجمین نہ محبت کی ذرا بو نکلے
ڈرسے ہر غمزہ قاتل کے یہ خون جسم مین خشک	بوٹیان کاٹو تو اک بوند نہ تو لہو نکلے
مارے تیشہ کو نہ پھر کوہکن اپنے سر پر	عشق مین کام جو لے قوت بازو نکلے
خار خار غم و حسرت کا ہے دل مین یہ ہجوم	کر مرے جسم سے کانٹے کے عوض مو نکلے
سنکے احوال مرا گرچہ ہون پتھر پانی	سنگدل پر نہ تری آنکھ سے آنسو نکلے
نہ تو دل حور کو دون مین نہ پری کو اپنا	دون اوسے جسمین کہ کچھ تیری سی خوبو نکلے
ہو وہ کسواسطے منت کش شمشیر اجل	جسکا دم دیکھکے قاتل ترا ابرو نکلے

پاسکے رمز و کنایہ کو کوئی کیا اوسکے ظفر
جسکی اک بات مین سو طرح کا پہلو نکلے

ہم کئی بار اوسکے گھر ہو آئے	نہ ملے گھر مین وہ مگر ہو آئے

سب خبردار جو ہشیار وہان ❊ جاکے بیہوش و بیخبر ہو آئے

قطعہ

نہ کہین جاتے ہین نہ آتے ہین + جبسے اوس در پہ اے ظفر ہو آئے
اب نہین کوئی پوچھتا ہمسے + کہ چلے ہو کہان کدھر ہو آئے

دو عالم کو ہم مے پرستی مین بھولے
مگر ایک ساغر نہ مستی مین بھولے

بگولے کے مانند پھرتے رہے ہم
خیال بلندی و پستی مین بھولے

جو ہو عشق رہبر تو پھر کوئی رستہ
نہ جنگل مین بھولے نہ بستی مین بھولے

اُسے تبکدہ کعبہ ہے کفر و ایمان
خدا کو نہ جو بت پرستی مین بھولے

وہ مفلس نہین اوسکو سمجھو تو نگر
نہ اوسان جو تنگدستی مین بھولے

نہین یاد کیا جانے کیا تھا عدم مین
کہ بالکل وہ ہم آکے ہستی مین بھولے

پھرے میکدہ سے چلے خانقہ کو
ظفر راہ میکش جو مستی مین بھولے

اس جفا کا کیا ہو کوئی گلا تمسے کرے
تمنے جیسی ہمسے کی ایسی خدا تمسے کرے

ڈھونڈتا منظور ہو جسکو تمہاری چاہ مین
وہ نہین چاہے دل اپنا آشنا تمسے کرے

جو ستم ہم پر کرے چاہے سپہر پر جفا
پر کرے آشنا نہ وہ ہمکو جدا تمسے کرے

یہ نہین ممکن کہ مدعی سے جا کے تم
کیا کوئی اظہار اپنا مدعا تمسے کرے

ہین لب خندان تمہارے چشمۂ آب حیات
گر کرے کوئی طلب آب بقا تمسے کرے

باز آنیکے نہین ظلم و ستم سے اپنے تم
کوئی عاشق گرچہ کیسی ہی خطا تمسے کرے

جسکو تم چاہو کرو تیغ نگہ سے اپنی قتل
جان کیا کوئی سوال خون بہا تمسے کرے

جاؤ تم جسدم تمہارے ساتھ جائے میری جان
مجکو شرمندہ نہ تاخیر قضا تمسے کرے

دل کو دل سے راہ ہو کیا ہو گا کوئی بے راہ
مجھکو اُس سے راہ ہے اور اُسکو مجھسے راہ ہے

دیگر

اے ظفر بھائی کا گر بھائی نہیں دشمن تو پھر
چاہتا انسان کیوں انسان کا نقصان ہے

کیا کیا وہ ہمیں دیکھتے ہیں دھیان سے بیٹھے
ہم پونچھتے ہیں اشک جو داماں سے بیٹھے

کہتے ہیں بُرا سب ہمیں محفل میں تمہارے
کچھ کہتے نہیں سنتے ہو تم کان سے بیٹھے

ہاتھ آیا نہ بوسہ لب شیریں کا تو ہم ہاتھ
ملتے رہے شکل مگس ارمان سے بیٹھے

جنکو ہے یہ معلوم کہ یاں ہم ہیں مسافر
بے فکر ہیں وہ کیوں سر و ساماں سے بیٹھے

زلفیں نہیں چہرے پہ وہ دو مار سیہ ہیں
اُس حسن کی دولت پہ نگہبان ہیں بیٹھے

جو دل میں تمہارے ہے وہ سب جانتے ہیں ہم
ہر چند کہ ظاہر میں ہیں ان جان سے بیٹھے

اس منزل ہستی سے ظفر اٹھ گئے سب یار
اور جو رہے باقی وہ ہیں مہمان سے بیٹھے

آج مہتابی پہ کیا کوئی مہ دلخواہ ہے
چینی بھر پانی میں ڈوبا شرم سے جو ماہ ہے

پا برہنہ ہے جہاں مجنوں ترا اُس دشت میں
نیش جاے خار ہے اور خار جائے کاہ ہے

جانتا ہے کوئی بھی مجھسا خدائی میں نہیں
حسن پر مغرور اپنے وہ بت گمراہ ہے

یاد میں اوس قامت رعنا کے ہم ہیں نالہ کش
سرو شمشاد چمن سے بہتر ابھی آہ ہے

مجھکو ڈر ہے یہ کہیں اس چاہ میں جائے نہ ڈوب
دل کو اس چاہ زنخداں کی نہایت چاہ ہے

ملے پری یہ جو بگولا خاک کا ہے دشت میں
تیرے وحشی کا یہی بس خیمہ و خرگاہ ہے

دیگر

کسی سے وعدہ خلافی ظفر نے کب کی ہے
کہ برخلاف ہوا اُس سے اک جہان یون ہے

تم بزم غیر مین ہوے بیحجاب پیتے
ہم خون دل مین اپنا جاے شراب پیتے

اُس مست نے جو دیکھا آئینہ مین بھوونکو
سمجھا کہ وہ نگر مین دریا مین آب پیتے

اُس بزم مین نہوتا گر پاس آبرو کا
آنکھون مین اشک بھر کر ہم کیون شتاب پیتے

کرتے ہین زندگانی ہم یون بغیر تیرے
دن رات غم مین کھاتے اور خون ناب پیتے

نسخہ مرے مرض کا پاتے نہین اطبا
دھو دھو کے ہین وہ آپ ہی اپنی کتاب پیتے

لون اُن لبونکا بوسہ جب وہ عرق مین تر ہون
شربت مین ہین ملا کر اکثر گلاب پیتے

قلیان کو گرچہ عالم مکروہ ہین بتاتے
پر اے ظفر ہین اب تو سب شیخ و شاب پیتے

نہ کیونکہ شوق کی گرمی سے دل کا داغ جلے
وہ کہہ گئے ہین کہ آئینگے ہم چراغ جلے

مری طرح سے جو آتش نفس ہو تو بلبل
تو ایک نالہ سے تیرے تمام باغ جلے

پڑے جو مے مین ترا عکس روے آتشناک
تو آفتاب نہ کیون دیکھ کر ایاغ جلے

اگر ذرا ترے وحشت زدون کا نالۂ گرم
شرر فشان ہو تو دامان کوہ و راغ جلے

اٹھا وے پردۂ فانوس کو جو تو اے شمع
تو خوب بزم مین پروانہ با فراغ جلے

نہین ہے سوز محبت مین کچھ ہمین پروا
بلا سے جان جلے دل جلے دماغ جلے

دراز اتنی کے جاتا کر حرص و ہوا سے
ستار رشتہ پڑا ہین تو کھل سا پھندے
اگر بانو چمن و ارغان پر بستہ ہمت
تو لین کھول آ پیچین پل عل سا پھندے
ظفر آ دین دل سے اُن گیسوؤن سا
کہین پیاگا یہ ساتھ اک تامل سا پھندے
دیکھا ہما

انتہا کی کا کوئی اور قدم پیچ مین ہے
مانگ سے رشتہ پہ دل جا ہے کیون ناگ کی پیچ
راہ سیدھی ہے کہین بھی نہین خم پیچ مین ہے
تجکو بے پردہ جو ہم دیکھین تو کیونکر دیکھین
چلمن اسکا غرفہ نشین ہے سو ہم پیچ مین ہے
خط ام ابلیتے ہی قاصد کے ہوا تو برہم
ابھی دیکھا بھی نہین وہ جو رقم پیچ مین ہے
دل کا ٹھہرا ہے جیسا اُس زلف کے سودا
دو الناشہ کو پہلے وہ صنم پیچ مین ہے

کہتے ہم اپنا حال تنہائی	تمکو تنہا اگر کہین پاتے

غیر تو ہے ظفر کہ اشکون سے
ہم ہین تر تیری آستین پاتے

عاشق پڑا ہوا جو تیرا بیخودی مین ہے	پڑتا اُچھل ابھی تری اک گدگدی مین ہے
اے ساربان جو نالہ مجنون مین ہے اثر	تاثیر کا ہیکو وہ تری اس حدی مین ہے
واعظ رموز عشق سے واقف نہین کروہ	الجھا ہوا مسائل بالابدی مین ہے
تم غیر کی زبان سے ملاتے ہو کیون زبان	لطف زبان زیادہ ملے سے جدی مین ہے

جو کچھ کتاب عشق جنون مین ہے اے ظفر
صدرا مین ہے نہ بات نہ وہ میبذی مین ہے

بلا ہین تیری زلف و کاکل کے پھندے	نکلتا ہو دل یہ کوئی کھل کے پھندے

مطلع ثانی

پھنسا نیکو ہون خوب بلبل کے پھندے	جو بنجائے تار رگ گل کے پھندے
خلائق سے آزاد کوئی نہین ہے	پڑے پانو نہین یہ تو ہین کل کے پھندے
کیا سبکو ساقی نے پابند الفت	لگا کر خط ساغر مل کے پھندے
نظر آے اوس زلف کے قیدیون کو	چمن مین خم و پیچ سنبل کے پھندے
کبھی بھولکر بھی نہین یاد کرتا	پڑے ہم ہین کس پر تغافل کے پھندے

اے پری [illegible] پیچ مین ہے
رہ نہین ہین [illegible] جاتا ہوا پھول پیچ مین ہے
ہے اگر آج بھی یعنی اوسکی مسیحا پیچ مین ہے
ظفر اعمال جہان [illegible]

دیکھیے

جو بات بنا وہ قیامت سے ہوا ہین
اے دل تو نہین وہ [illegible] دیکھے سے کیونکر
نہ ہم [illegible] دل سے ملے ایسے ملے
دل سے یار [illegible] جبیب سے ملے
[illegible] کھلا نہین جبان
[illegible] ملے سے ملے
[illegible] ملے ایسے ملے
[illegible] سے ملے ایسے
[illegible] رہا

زاہد خدا کے واسطے پڑھتا نہین نماز | سر اپنا یہ پٹکتا ہے جنت کے واسطے

مانند شمع یون تو سراپا زبان ہو نہین | لیکن نہ سوز دل کی شکایت کیواسطے

کیا قہر ہے کہ مجکو وہ سفاک اے ظفر
کرتا ہے قتل غیر کی غیرت کے واسطے

کوئی نکلتی پہ دل بلبل کی پھانس ہے | اسمین خلیدہ خار رگ گل کی پھانس ہے

خالی نہین خلش سے محبت کے کوئی بھی | یارو کھٹکتی جان مین یہ گل کی پھانس ہے

سبزہ کی نوک دل مین قدح کش کے ساقیا | صد خار خواہش قدح مل کی پھانس ہے

مشاطہ کیون کلیجہ سے میرے نکالتی | تو اونگلیون سے شانہ کاکل کی پھانس ہے

کیونکر کوئی نکالے کہ دلمین چبھی ہوئی | مژگان چشم مست تغافل کی پھانس ہے

چبھتی ہر ایسی دل مین جو ساقی ہے تجھ بغیر | گویا صدایہ خندۂ قلقل کی پھانس ہے

جلدی نہ کر کہ دل سے نکلتی ترے ظفر
سوزن سے یہ تو دست تامل کی پھانس ہے

دانتون سے ہاتھ رنج مین ہیہات کاٹ کے | کرتے ہین صبح ہجر کی ہم رات کاٹ کے

کیون اہل بزم کاٹتے ہین شمع کی زبان | بات اسنے کی کسیکی نہین بات کاٹ کے

ڈرتا ہون دلکو زلف کی ناگن سے گر حذر | جاتی پلٹ ہے دیکھ یہ بد ذات کاٹ کے

قاصد کو ہو نہ جانا مرے آنسوؤنکا جوش | کہتا ہے وہ کہ جاؤنگا برسات کاٹ کے

اے ظفر پہلے ہوئی تھی آشنائی آنکھ سے
دل بنا ہے یار پیچھے اُس بت عیار سے
وہ دکھاتا ہے ترا رہ قدر جدائی آنکھ سے
جو حقیقت کان سے سنئے نظر وہ دکھائی آنکھ سے
اوسکو تو کچھ بھی نہیں بتا دکھائی آنکھ سے
چشم نرگس ہوگئی کیا ہم چشم تیری چشم سے
جان بخشی تو نہیں تیری جدائی آنکھ سے
آنکھ سا تیری جدائی قتل سے ہم
دیکھ پائے جو نہ دست حنائی آنکھ سے
ہمکنار رو رو کر بہائے اشک گلگوں اے نگار

جھکایا سر نہیں ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کب اوسکی گردن اے بیداد گر نیچے سے اونچی ہے
نہیں ہے اس چمن میں گر بلندی ساتھ پستی کے
کہ ہوتی ٹیڑھ کیوں شاخ شجر نیچے سے اونچی ہے

ہوا منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردہ کی
بنائی اندنوں اُسنے ظفر نیچے سے اونچی ہے

گرچہ یاں آکے وہ اک بوسہ بدم کھا نہ گئے
پر غنیمت ہے کہ آ نیکی قسم کھا نہ گئے

غم پہ غم کھائے محبت میں جو اتنے ہمنے
کیوں ہمیں پہلے ہی یہ حضرت غم کھا نہ گئے

دیکھا اوس رشک گلستان کو ہمارا کسدن
گل یہ گل اُسپہ جو گلہاے ارم کھا نہ گئے

آئے دعوت میں کر گھر بگر ایسے بیزار
پان بھی ہاتھ سے تم میرے صنم کھا نہ گئے

جوش گریہ سے ترے کب نہ چڑھا اک دریا
نہ فلک غوطہ کبہی دیدۂ نم کھا نہ گئے

لیگئے حضرت ناصح نہ بہانسے تشریف
جبتلک خوب سا بکیک کے وہ دم کھا نہ گئے

اے ظفر عشق کی لذت سے گئے وہ ناکام
اوس کماندار کے جو تیر ستم کھا نہ گئے

اے صنم دیکھی جو تیری خود نمائی آنکھ سے
گر گیا سارا تماشائے خدائی آنکھ سے

روز یہ گردون گردان لاوے ہے چکر نہ ہے
اسکو کیا گردش کہیں تونے سکھائی آنکھ سے

صاف باطن وہ نہیں جو دلمیں اور اور منہ پہ اور
ہے عیاں آئینہ ساں دلکی صفائی آنکھ سے

بلکہ غفلت جانتے ہیں اسپہ بھی تجکو بھلا
دیکھتے ہیں ہم تیری برائی آنکھ سے

دیگر

جب وہ ملنے کی قسم کھا کے بیٹھے
ہم غم قسم تجمیں قسم کھا بیٹھے
کیا عجب دیکھکے رخسار ترے
گل جو گلزار ارم کے کھا بیٹھے
کیونکہ اوٹھ جاؤ تم اب کہ دل
کر فریب آپ کا ہم کھا بیٹھے

تیری چشمِ عتاب اے ساقی
بادہ کش جامِ خشم سمجھ لین گے

تیرے گریہ سے میرے دل کا راز
سب وہ اے چشمِ نم سمجھ لین گے

اٹھو دیتے ہین دل او نھین اپنا
ہون گے جو رنج و غم سمجھ لین گے

اوس ستمگر پہ ہو نگے وہ عاشق
جو ستم کو کرم سمجھ لین گے

دل مین سمجھے ہین کیا عدو اپنے
اے ظفر اونسے ہم سمجھ لین گے

زلف کا پیچ جو وہ کان ملاحت مارے
ہون گرفتار بلا سیکڑون شامت مارے

جوڑا وہ غیر سے بند ہوا ہین بلا سے اونکی
لگے چھاتی پہ کوئی صاحبِ غیرت مارے

جاکے چوری سے اوسے شب جو جگایا ہمنے
کہ کہین چیخ نہ وہ باعثِ دہشت مارے

دیکھے اُس جلوۂ قامت کو جو کوئی لبِ بام
درِ دیوار سے سر تا بہ قیامت مارے

نہ سُنے وہ کسی ہمدم سے کہ دم کب نکلا
چپکے چپکے مجھے ایسا غمِ فرقت مارے

قتلِ عشاق کا جب قصد کرین وہ آنکھین
پہلے تیغِ ابروے پُر خم کی اشارت مارے

اے ظفر عشق کے ہاتھو نسے ہوئی خاک بسر
مارے مارے پھرین دنیا مین مصیبت مارے

نہین کچھ سہل رازِ عشق کا اے دل سمجھنا ہے
یہ مشکل بات ہے اسکا بہت مشکل سمجھنا ہے

مجھے سمجھا رہا ہے کیا جو سمجھے دل اسے سمجھا
نہ سمجھا یہ تو ناصح میرا بیجا صل سمجھنا ہے

[illegible] اپنے میں مشغول ہیں جو جوش ہوا میں
بیگانہ جو اس اور سے ہیں دنیا کی ہوا سے

بیمار غم ہجر ہوں ہیں مجھ کو عزیز [illegible]
جو وصل شفا ہو تو دوا سے تو دعا سے

[illegible] وعدہ خلافت ہم کہیں جلدی کہ کہاں تک
ہیں جان کو بیتاب ہوں دم دل کو ولا سے

ہیں لوگ دغا باز [illegible] دغا سے
محفوظ خدا رکھے ظفر ایسی دغا سے

دیگر

کہیں ہے جب تمہارے واسطے سوغات آجاوے
تماشا ہو جو وہ سوغات لیکر ہاتھ آجاوے

ہوئے ساتھ کل تھا جب بات [illegible] باتیں یاد آئیں
کہیں ایسا نہ ہو یاد آج بھی وہ بات آجاوے

بچھائی ہے زمانہ نے عجب شطرنج [illegible] کی
سمجھو ہیں جو [illegible] ابھی رو و مات آجاوے

ابھی تو کچھ نہیں باقی [illegible] کر تر ہیں
کریں گے بادہ نوشی ہم جو برسات آجاوے

خاک دولت ہے یہاں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو تم	تھا فلو غفلت ہے ساری ملک ہستی میں بھری
ہو گیا ناقوس کا دم بند بتخانہ میں آج	ہیئے جو اک آہ شوق بت پرستی میں بھری

اے ظفر جسکا بنایا ہے خدا نے دل غنی
رہتی ہے اسکی طبیعت تنگدستی میں بھری

دیر جانے میں تجھے گو نامہ بر ہو جائیگی	دل کو دل سے راہ ہے اونکو خبر ہو جائیگی
جانہ مہتابی پہ شب کو پھر سیر ماہتاب	دیکھ چشم ماہ کی تجھکو نظر ہو جائیگی
پڑ رہینگے کشتگان ناز کوچہ میں ترے	کچھ زمیں انکو عنایت یاں اگر ہو جائیگی
اوس بت کافر کی ہے گر جنبش مژگان یہی	دیکھنا خلق خدا زیر و زبر ہو جائیگی
وصل کی شب روز ہجران کا نہ کچھ ذکر تم	دیکھو روتے روتے ہی مجکو سحر ہو جائیگی

اے ظفر کچھ فکر کر انکا کہ یاں تو چند روز
زندگانی ہے بہر صورت بسر ہو جائیگی

سچ کہیے نہ ڈر سے صنم ہوش ربا سے	ایمان رہے جان اگر جاے بلا سے
بخت اپنے کہاں ایسے ہیں بیدار کہ شب کو	ہم آنکھیں ملیں خواب میں اُنکے کف پا سے
ایمان نہ عزیز اُس سے نہ دیں ہے تجھے اے دل	کیا وہ بت بے مہر ملائیگا خدا سے
خون اپنا گرا دوں جو گرے اونکا پسینا	اور ہائے ستم وہ مرے لوہو کے ہوں پیاسے
طاقت نہیں اتنی کہ جو تنکا بھی اُٹھائیں	مر ضعف میں ہم رنگ ہیں ہم کاہ ربا سے

وہ آدھی رات آنے کو کہے [illegible] آدھی رات آجاوے
اور اول رات آنے [illegible] ظفر [illegible]
دکھائی [illegible] دیکھکر حالات آجاوے

دیگر

[illegible] دل کو نہ کیوں [illegible] پیار نے
عشاق اپنے دل کو [illegible] سر کو یاں [illegible] اجل نے
[illegible] شورہ پشت [illegible] یار نے
[illegible] ہوں [illegible] یار نے
[illegible] یار نے
[illegible] یار نے
[illegible]

کرتا ہی پا بیون پہ زد و کوب کیا فلک
انکو تو ہین انھین کے ظفر پاپ مارتے

مارے ہوس کو خود نہ کرے وہ مرد عاقل زندہ ہے
آپ کو مارا اُسنے تو کیا حرص تو اے دل زندہ ہے

جنکو طلب ہی حوروں کی وہ مرتے ہین پر ہی یہ عجب
تیری امید وصل پہ عاشق حور شمائل زندہ ہے

ہاتھ اُٹھائے جان سے جو وہ جا سامنے قاتل کے
کوئی نہین پھر آتا جا کر اُسکے مقابل زندہ ہے

چارہ گرو کیا کہتے ہو تم تیغ کے گھائل جینے سے
کوئی اُس شمشیر نگہ کا دیکھا گھائل زندہ ہے

باندھے ہی کیا فتراک سے جلدی اسکو اور تڑپنے دے
دیکھ ابھی اے صید فگن یہ صید بسمل زندہ ہے

خط تو اُسکو لکھکر بھیجا پر ہی ظفر یہ سوچ ہمین
جا کر قاصد کوئی پھر تا وانسے مشکل زندہ ہے

کھاتی ہمیشہ غم ہے لہو پیتی جان ہے
کسطرح سے نہ کھائے پیے جیتی جان ہے

تم آپ میرے ساتھ ہوئے غم مین مبتلا
پینے تری بُرائی نہین جیتی جان ہے

گو تار زخم ہین سوزن آہ و فغان ہین تار
لیکن جگر کے تار کو کب سیتی جان ہے

گذرے سو گذرے دل پہ محبت مین تجکو کیا
تو کہہ کہ کچھ یہ عشق مین کیا بیتی جان ہے

آنکھ اُس غزال چشم کی تو ہی ہرن ظفر
کر لیتی پر شکار وہ جون جیتی جان ہے

دیگر

عجیب احوال ہے میرا کہ جب خط اسکو لکھتا ہوں
تو دل کچھ اور کہتا ہے قلم کچھ اور کہتی ہے

اوٹھا دیتا ہی جو پردہ ذرا تو روے زیبا سے
ابھی خلق خدا تجکو صنم کچھ اور کہتی ہے

اثر اے عندلیب زار کیا ہو تیرے نالون کا
کہ گوش گل مین باد صبحدم کچھ اور کہتی ہے

نہین کھلتا مرا حال پریشاں لٹ سو تیری
کہ وہ کافر ترے سر کی قسم کچھ اور کہتی ہے

بچیگی جان کیونکر دیکھیے قاتل کے ہاتھو نسے
کہ اوسکی آج شمشیر ستم کچھ اور کہتی ہے

تباہی عشق مین ہے عقل کوئی بات کب ڈھب کی
ظفر جب پوچھتے ہین اُس سے ہم کچھ اور کہتی ہے

اگر وہ بخت اچھے دے تجھے تقدیر اچھی دے
وہان تعظیم اچھی دے یہان توقیر اچھی دے

کہے عاقل نہ بد ہرگز کسیکو گرچہ بد بھی ہو
بُرا بھی خواب گر اُس سے کہین تعبیر اچھی دے

دوبارہ ہووے رنجش تا نہ اسکے سینہ نازک کو
کوئی اُس قاتل سفاک کو شمشیر اچھی دے

وہی تحریر مین ہوگا جو ہی تقدیر مین لکھا
مگر قاصد تو کچھ منہ سے سُنا تقریر اچھی دے

وہ دیکھون کیونکہ کھینچکر ابھی ہین کھینچکر لاؤن
محبت جذبہ دل مین ذرا تاثیر اچھی دے

نہ لے بھر بلہوس تو نام بھی مہر و محبت کا
مجھے جسدم دعا پروہ اگر تعزیر اچھی دے

ظفر ہم دیکھتے ہین ہر ورق کو اُس مرقع کے
کہ شاید اسمین دکھلائی کوئی تصویر اچھی دے

دیگر

ناگن سی باغ مین کوئی لہرا رہی ہے یہ	یا زلف تیری چہرہ پہ بل کھا کے ہی پڑی
چمن سے مین گیا تری آنکھون کے سامنے	اوس دن سے تیر کمان کے پیچھے اچل پڑی
دریا مین میری چشم سے گرتے ہی اشک گرم	بیٹھی تھی زیر آب جو ماہی اچھل پڑی
مین ہون وہ خون گرفتہ مری شکل دیکھ کر	تلوار تیرے ہاتھ سے قاتل اگل پڑی

فرہاد و قیس کا تو ظفر شہرہ ہو چکا
اب اپنی دھوم جانب دشت و جبل پڑی

تجھسے جو عہد وفا مین اے صنم اچھے رہے	بت پرستی مین خدا کے آگے ہم اچھے رہے
دل ہی کو جلتے رہے کیا خوب ہم خورشید وار	شبکو بھی مانند شبنم چشم نم اچھے رہے
دور ہے اے شیخ دل کے آستانے پر پڑے	چھوڑ کر دروازہ دیر و حرم اچھے رہے
تیری تلوارین کھونگی خوب دیکھین غور سے	وہ تو ہین اچھے نہین دونون ہم اچھے رہے
ہو گئے اچھے جو وہ بھی صاحب دام و درم	ہین وہی اچھے جو بے دام و درم اچھے رہے
ہم تصور مین تمہاری نرگس بیمار کے	دم رہا جبتک رہے بیمار ہم اچھے رہے

کوچۂ مہر و وفا مین خاک ہو کر اے ظفر
جو رہے اُس یار کے خاک قدم اچھے رہے

تو کہ ظاہر مین ہر اک شی خاک سے پیدا ہوئی	فی الحقیقت گردش افلاک سے پیدا ہوئی

مطلع ثانی

قصد آج اپنا ظفر کچھ ہو بلا سے یون ہے

دیگر

ہماری خاک سے بلبل وہ ندا آلودہ صحرا ہے
نظر آتا ہمیشہ جو غبار آلودہ صحرا ہے
شرر باری سے ہم سا نالہ سوزانی کر دینگے
کہ یکسر کر رہا خون شکار آلودہ صحرا ہے

تو بوئے گل مہکتی تھی ہر اک بلبل چہکتی تھی	چمن مین جب ہوا سے صبح شاخ گل لٹکتی تھی

مطلع ثانی

تو زیرا برہ بجلی ڈر کے مارے جا دبکتی تھی	جگر کی آہ میری آگ جو ہو کر بھبکتی تھی
زبان نغمہ سنجان چمن ہر دم بہکتی تھی	پلائی شبنم و گل نے شراب ایسی کہ مستی مین
ہماری آتش دل بلکہ اور اس سے دہکتی تھی	بہت کی اشکباری پر ہوا ٹھنڈا نہ دل اپنا
چمک دانتون کی جس مین ایک بجلی سی جھمکتی تھی	بہ ہمی لب پرسی گویا کہ تھی کالی گھٹا چھائی
اگر یہ شاخ جو سوکھی ہوئی تھی کب پھبکتی تھی	دیا چشمونسے پانی گرچہ اپنے مژگان کو
اگر تیا لگا کرتا تھا سری چھاتی دھڑکتی تھی	گیا جوہی سے شب مین تن مگر جو حال تھا میرا
جہان شب بوند اک گرم کی میرے ٹپکتی تھی	مرے سینہ پہ ہو جاتا تھا ہر آن اک آبلہ پیدا

ظفر وہ دوست اپنا آج بارے آملا ہمسے
کہ دہنی آنکھ اپنی یہ کئی دن سے پھڑکتی تھی

کوئی ڈرتا نہیں دنیا مین خدا سے یون ہے	کانپتی جان بہت ہوش ربا ہے یون ہے
ہوتا معلوم ہمین رنگ حنا سے یون ہے	خون ہوگا ترے ہاتھونسے کسیکا قاتل
جاتی اپنی تپ غم کوئی دوا سے یون ہے	جبتلک ہو نہ ترا شربت دیدار نصیب
قتل کر ڈالتا اک تیغ ادا سے یون ہے	بس اجل دیکھتی رہ جاہے تو آنکھون کو

یہ بکواس ناصح کی کب چھوٹتی ہے — اگر چھوٹے تو میرا دم کھاکے چھوٹے
محبت کا تیری مزا میرے دل سے — نہ سوز غم تیغ ستم کھاکے چھوٹے

مرے دل سے یہ داغ دریائے غم مین
نہ غوطہ ظفر دم بدم کھاکے چھوٹے

گالیان اگر سننا جاتا تو ہے — پر غنیمت ہے وہ آجاتا تو ہے
پوچھتے گریہ کا ہو کیا ماجرا — چشم سے دریا بہا جاتا تو ہے
گھر مین تیرے گر نہین آتا نہ آئے — وہ مرے دل مین سما جاتا تو ہے
بات وہ کرتا نہین لیکن ادھر — چپکے چپکے دیکھتا جاتا تو ہے
نالۂ بلبل ہے کیونکر بے اثر — رنگ بوئے گل اڑا جاتا تو ہے
دیکھیے لکھا ہو کیا تقدیر کا — لیکے قاصد خط مرا جاتا تو ہے

خواب مین آکر کبھی وہ اے ظفر
فتنۂ خفتہ جگا جاتا تو ہے

نے فقیری چاہیے نے بادشاہی چاہیے — قسمت اچھی چاہیے فضل الٰہی چاہیے
اسکو چاہا اسکو جنے جان جائے یار ہے — چاہ اوسکی ہر طرح ایدل نباہی چاہیے
نام روشن کرکے کیا لیگا کہ اسکے واسطے — پہلے مانند نگین اک روسیاہی چاہیے
سبز رنگوں کی محبت رکھو کاہش مین جنہین — رنگ چہرہ کا ہمیشہ اونکے کاہی چاہیے

ظفر ایسی نہین ہے کوئی محفل اس زمانہ مین
جہان کچھ حرف گیری اور سخن چینی نہین ہوتی

دیگر

سبب جو ناتحبش کا میری ہو بوسہ اُسکو یاں وارد	مریضِ عشق کو تیرے نہیں حاجت دوا کی ہے
حیاتِ جاودانی کیون نہو اُسکے شہیدون کو	کہ تاثیر آبِ تیغِ یار مین آبِ بقا کی ہے

ظفر شکوہ نہ کر اُسنے تجھی سے بیوفائی کی
بتا اوس بیوفا نے اور کس سے یاں وفا کی ہے

بتا نے محل کیا ہو یان اچھے اچھے	بہت بن چکے ہین مکان اچھے اچھے
محبت کو لازم ہو جب بدگمانی	تو کیا دل مین گذرین گمان اچھے اچھے
نہ سمجھا کوئی نکتہ اوس خال لب کا	جہان مین ہوے نکتہ دان اچھے اچھے
دکھا دے جو وہ اپنے مژگان و ابرو	تو دے پھینک تیر و کمان اچھے اچھے
سُنا تا نہیں کوئی میری کہانی	اگرچہ ہین وان قصہ خوان اچھے اچھے
تجھے دے ہر چمن چمن کے گلہاے تازہ	مرا دیدہ خون چکان اچھے اچھے
تری چشم وہ ہے کہ بیمار جسکے	ہوے کھو کے تاب و توان اچھے اچھے
ستائے تھا کہین ظلم پیرِ فلک سے	جہان مین ہزارون جوان اچھے اچھے

رہیگا پڑا ایک مجھسا بڑا بھی +
اگرچہ ظفر ہین وہان اچھے اچھے

یہ سوزِ غم نے کیا خشک خون جگر مین سے	کہ ایک بوند بھی نکلی نہ چشمِ تر مین سے
بلائین سیکڑون اُس مانگ مین ہین ٹکے لیے	خدا بچاے اُسے راہ پُر خطر مین سے

خدا بچاے ظفر دوستی سے اس دل کی
جو ہو یہ دوست تو حاجت نہیں عدو کی مجھے

دیگر

وہ کچھ سمجھیں نہ پر خط بھی کچھ تو ایسا ہے
نہیں جا سکتا دل سا نامہ بر بھی کچھ تو ایسا ہے
خدا جانے کہ ہے یہ عشق کی اک آگ کا شعلہ
جلا دیتا ہے دل بھی اور جگر بھی کچھ تو ایسا ہے
عدم میں جو گئے کیا جانے انکا حال ہے کیا
ہوے ہیں خم بھی کچھ تو ایسا ہے

تعجب کیا ہماری چشم گوہر بار کی دولت	اگر تار گہر ہر ایک تار آستین ہووے
جو دیکھے کان کے بالے میں تیرے روی وشن کو	ترے حلقہ بگوشون میں مہ ہالہ نشین ہووے
کریگا دوربین کو کیا نظر آئیگا کیا اوسمین	صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل ہی دوربین ہووے
برنگ نقش و پا کوچہ میں تیرے پڑ رہیں ہم بھی	عنایت ہمکو اک بالشت بھر گر یان مین ہووے
نہ دیکھا تیرے دندان و لب خندان سوا ہمنے	کہ پیدا کان میں یاقوت کے دُر ثمین ہووے
جگہ آنکھوں میں دون اپنی نگیوں پیک تصور کو	یہ اوسکے پاس پہونچے ہی گا وہ گرچہ کہین ہووے

نہ آنکھوں میں سمائے گرچہ بحر موج زن ہووہ
ظفر ہو گر سخی مشہور جو چین بر جبین ہووے

پھر آب رو کا ہے دل نرم میں کسو کی مجھے	پڑی ہی تھامتے بات اپنی آبرو کی مجھے
کرونگا خون سے نگارین میں اُس نگار کی پانون	قسم ہے اس دل خون گشتہ کے لہو کی مجھے
شمیم عنبر سارا سے کیا غرض ہے صبا	کہ بو خوش آئے ہی اس زلف مشکبو کی مجھے
آنکھی چشم میں آنسو نہیں کرون میں کیا	نماز عشق میں تاکید ہے وضو کی مجھے
اوٹھاؤن کس لیے تیغ اجل کا مین احسان	نگاہ تیز ہے بس شوخ تند خو کی مجھے
ہر ایک مو ہو بدن پر مرے زبان گویا	مجال ہو جو ترے آگے گفتگو کی مجھے
ہوا نہ سیر کبھی میں طلب رہی ساقی	سبو پہ جام کی اور جام پر سبو کی مجھے
نہیں ہے جان کی پروا برنگ پروانہ	کہ اب تو لگ گئی لو یار شمع رو کی مجھے

نہ پوچھو عشق سے کم تم شیوہ خانہ خرابی کا
پہ لگا دیتا ہے عاشق کا گھر بھی کچھ تو ایسا ہے
سفر میں اپنا ہی رخصت سفر بھی کچھ تو ایسا ہے
نہ پوچھو اشک سے قطرہ سا کا عالم ابر داری میں
کہ غرق شرم ہے جس سے گہر بھی کچھ تو ایسا ہے

جتا لی ہمنے اپنی دوستی کیوں اُس ستمگر کو | ہمارا ہو گیا وہ دشمن جانی اسی مین ہے

ظفر سونا زیادہ گو نہین بہتر سخنور کو
سخن فہمی اسی مین ہے سخن دانی اسی مین ہے

ہم ہنسے اُنسے تو گل کیا کھل کھلا کے ہنس پڑے | چٹکیان گلشن مین غنچے بھی بجا کے ہنس پڑے
کہہ گیا کیا غیر اُسکے کان ملاحت کان مین | ہم جو انگشت اپنی دانتون مین دبا کے ہنس پڑے
دیکھ کر مرہم کا نسخہ چارہ گر کے ہاتھ مین | زخم اُس قاتل کے شمشیر جفا کے ہنس پڑے
اشک کے موتی ہوے جب یان گہر کے ڈھیر ہا | پھول جو چنتے ہین گلچین وان ہوا کے ہنس پڑے
کچھ تو کی تاثیر الفت نے کہ وہ اے ہمنشین | گریہ حسرت پہ اپنے مبتلا کے ہنس پڑے
انجم شب تاب ہون کیا کیا فلک پر شرمگین | وہ جو دانتون مسی کی اپنے لگا کے ہنس پڑے

اے ظفر شاید ہوا منظور پھر انکو ملاپ
بزم مین وہ آنکھ جو مجھسے ملا کے ہنس پڑے

دن جو گذرے ہین ہجر انمین مجھے یار کے پیچھے | وہ برس ہو گئے باعث غم و آزار کے پیچھے
درد و غم رنج و الم یاس تعب یہ ہین رفیق | پاس رہتے ہین ترے عاشق بیمار کے پیچھے
دل کی قیمت مین اگر دینے ہو بارہ بوسے | دیکھیے ہونٹون کے پیچھے دیکھیے رخسار کے پیچھے
غمزہ و عشوہ ادا چشمک و ناز و انداز | دشمن جان ہین یہی میرے دل آزار کے پیچھے
نہ رہے جامہ کے کیا دست جنون سے دستار | بلکہ ثابت نہین تار اپنے ہین دستار کے پیچھے

سو بار وہ شمشیر و سپر کھو کے بیٹھے
پڑ جائیں گھڑے سیکڑوں پانی کے برابر
بیہوش نہیں بیٹھنے کی جائے یہ دنیا
کون آئیگا یہ شوق ملاقات ہے کسکا
خورشید بھی کانپ اُٹھے اگر سامنے اُسکے
در پیش سفر اور مسافر ہیں یہ غافل

پر قتل سے میرے نہ کمر کھو کے بیٹھے
جسوقت نہانے کو وہ سر کھو کے بیٹھے
یاں دیدہ و گوش اپنے بشر کھو کے بیٹھے
جو شام سے تم آج ہو در کھو کے بیٹھے
یہ سوختہ جان داغ جگر کھو کے بیٹھے
آرام سے ہیں رخت سفر کھو کے بیٹھے

اُدھر جائینگے دو حرف بھی سننے کی نہیں وہ
کیوں دفتر غم تم ہو ظفر کھو کے بیٹھے

واہ تم صبح کو نکلے آئے
آج کیا مجھپہ مہربانی ہے
آئے ہے اک چلے کباب کی بو
شکر ہے کہ یاں کے آنے سے
یاں کوئی کیونکہ آئے تیرے پاس
میرے گھر میں وہ مہروش آیا
ابھی آئی نہیں بہار کہ یاں
ہے عجب آب خنجر قاتل

دن چڑھے کہکے دن ڈھلے آئے
بن بلائے جو تم سے چلے آئے
کیا کہیں تیرے دل جلے آئے
اُنکو انکار تھا وہ نے آئے
غیر جب پاس سے ٹلے آئے
بارے کچھ دن مرے بھلے آئے
دل میں وحشت کے ولولے آئے
جسکے یہ آئے تا گلے آئے

جن پہ عنقا کی طرح سے گوشہ گیری ختم ہے
وہ نہیں ہے دام و قفس گویا اسیری ختم ہے

کی ہے جسنے یار کے در کی گدائی اختیار
بادشاہی ہے تمام اُسپر امیری ختم ہے

جو تمھارے دل میں ہے وہ سب ہمیں معلوم ہے
ہم پہ فیضِ عشق سے روشن ضمیری ختم ہے

جبتلک محوِ فنا بالکل نہو چھوٹے نہ ہاتھ
واقعی رنگِ حنا پر دستگیری ختم ہے

جائے پیرِ چرخ سے کو دک مزاجی دغل کیا
گرچہ ہے یہ پیر تو ایسا کہ پیری ختم ہے

کہتے تھے الفقر فخری جس فقیری کو نبی
فخرِ دین فخرِ جہان پر وہ فقیری ختم ہے

کہتے ہیں اہلِ سخن تیرا سخن سنکر ظفر
بس یہان طرزِ ظہوری و نظیری ختم ہے

سر جو زیرِ تیغ ہے تیری وہ اے قاتل کھینچینگے
کیون نہ خجالت سر بازو میں عاشق بیدل کھینچینگے

ہونگے مصور محوِ حیرت دیکھکے تیری صورت کو
منہ کیا جو تصویر کوئی وہ تیرے مقابل کھینچینگے

ایک امیدِ وصل ہے تیری دیکھیے کب تک دنیا میں
آنکھون سے رنج جدائی کے تیرے مائل کھینچینگے

وہ ہی مکان ہو جائیگا انکے حق میں خلدِ بریں
تجکو جہان آغوش میں ہم اے حور شمائل کھینچینگے

لگتے ہی زخم تیغ ستم کے ہوگا اونکا کام تمام
عرصہ کا ہیکو کوئی دم کا تیرے بسمل کھینچینگے

کرتا ہے کیون سست درازی انکی زلفِ مشکین ہے
دیکھ کسیدن تسمے تیرے خوب وہ اے دل کھینچینگے

دیکھینگے تاثیر نہ جبتک دل میں ظفر کچھ عشق کی ہم
دل سے آہ بے اثر اپنے کیون لاحاصل کھینچینگے

۱۶۴

کہتا خورشید فلک سے یہی ہے وہ شاہ سوا	کہ تو لیکر مری شمشیر و سپر چل آگے
دشت مین ہم نہین لینے مجھے دیتی وحشت	یہی کہتی ہے کہ اے خاک بسر چل آگے
کہتی ہے کوچہ قاتل مین اجل عاشق سے	تو نے گر مرنے پہ باندھی ہے کمر چل آگے
رہنا اس ہے یہ منزل ہستی عاشق	تو ٹھہرنے کا یہان قصد نکر چل آگے

چھیڑتے تو اگر اس ابرو کا ہو تم پھر جس پر
گئی تلوار کئی بار ظفر چل آگے

دل کو دیتا ترا معبود اسے یون ہے	آج ہے وصل ہوا امید خدا سے یون ہے
بخت برگشتہ کی ہے یہ بھی ہمارے تاثیر	پھر گیا اپنے جو وہ عہد وفا سے یون ہے
نہین بچنے کا ترے ہاتھ سے کوئی عاشق	ہوتا معلوم ترے جور و جفا سے یون ہے
آئی شامت ہے ہمارے دل سودائی کی	یہ اولجھتا جو ترے زلف دوتا سے یون ہے
اور بیمار کرے جیسے غذا سے پرہیز	تیرے رنجور کو پرہیز دوا سے یون ہے
گر نہو وصل تو ہو ہجر مین عاشق کا وصال	یوہین ہوجائے جو قسمت مین بلا سے یون ہے

اے ظفر رشک سے دل کیونکہ نہو خون کہ حنا
ہاے لپٹی ہوئی اسکے کف پا سے یون ہے

دل مین وہان تمھارے صفائی کچھ اور ہے	اور اپنے یان خیال مین آئی کچھ اور ہے
مسجد سے اٹھ کے آئے جو بیت الصنم مین ہم	دیکھا تو وان ظہور خدائی کچھ اور ہے

اونکی ظفر یہ آج ادائی کچھ اور ہے

دیگر

کیا قتل نہ اے تو نے اور ہجر دو دن یکجا پڑی تھی
مجھے تشویش اسکی یاد گر دو دن یکجا پڑی تھی
خیال زلف رخ تیرا دم اگر بھولا تھا مین
پریشانی مجھے شام و سحر دو دن یکجا پڑی تھی
... تلک تم جدا کے مہمان غم ہجر مین
مصیبت ایک میری جان پر دو دن یکجا پڑی تھی

چشم ساقی کا کرشمہ دیکھنا اک جام مین
مست ہین افلاک کے ساتون طبق پہچانتے

یاد ہین اوس قامتِ رعنا کی غیر از یک الف
ہم نہ تھے مکتب مین بھی حرف سبق پہچانتے

تم نکل بھاگے بغل مین سے کسی کی شب کو آج
ہم ہین چہرے پر تمھارے یہ عرق پہچانتے

دشمن جان ہو گئے ناحق مری اک بات پر
واہ وا ہو تم دوستی کا خوب حق پہچانتے

ہو گیا فیضِ تصرف ملک دل پر یار کا
اے ظفر ہم اوسکا ہین نظم و نسق پہچانتے

زلف کا حلقہ نہین رخ پہ نظر پڑتا ہے
نگہ اوس حسن کے دریا مین بھنور پڑتا ہے

ہے جو منظور نظر وہ ہی نظر آتا ہے
آنکھ پڑتی ہے جدھر دھیان جدھر پڑتا ہے

طلب بوسہ پہ کیا کوئی چڑھے منہ اوسکے
گالیون پر وہ ستمگار اُتر پڑتا ہے

شام سے صبح تلک بستر آرام پہ رات
چین تجھ بن کسے اے رشک قمر پڑتا ہے

قصد جانیکا ہے کس رشک چمن کی جانب
کہ قدم جلد ترا باد سحر پڑتا ہے

کودک اشک کو دیتا ہے جو تو گھر سے نکال
تو گلے میرے وہ اے دیدۂ تر پڑتا ہے

کمر اوسکی ہے نزاکت سے لچکتی کیا کیا
سایۂ زلف کا بوجھ اوس پہ اگر پڑتا ہے

نہ کرون کیونکہ غم یار کی خاطرداری
کام تو اوس سے مجھے آٹھ پہر پڑتا ہے

دل و دلدار کو آپس مین سمجھ لینے دے
دیکھ تو بیچ مین کیون انکے ظفر پڑتا ہے

جلوہ فرما نہین کس جا وہ بت ہوش ربا
ہم سا زاہد کہ ظفر دیر و حرم ایک سا ہے

دیگر

رہ بعید مین دل یار جو قریب مین ہے
پہونچ ہی جائیگا منزل کو گر نصیب مین ہے

عجب طرح کا ہے عالم کہ محو ہو جاتا
ہر ایک آن کے اس منزل عجیب مین ہے

ترے مریض محبت کو جس سے ہو صحت
سو وہ دوا ہی نہین نسخۂ طبیب مین ہے

ہو میرے نالہ کو بخشی ہے عشق نے تاثیر
اثر وہ کاہیکو فریاد عندلیب مین ہے

فلک نہ اتنا ہو سرکش کہ پست ہو جاتا
ابھی تو ایک مری آہ کی جریب مین ہے

کرے ہے نالہ سے صد فوج غم صف آرا دل
یہ بات کاہیکو آواز ہر نقیب مین ہے

گلے کا ہار نہو میرے کیونکہ دست قضا
کہ ہاتھ ڈالتا وہ گردن رقیب مین ہے

ہزار طرح کی ہین یون تو خوبیان اُسمین
مگر وفا ہی نہین ایک اُس حبیب مین ہے

ظفر ہو کیونکہ دل ناتوان سے طے رہ عشق
کہ اتنی کاہیکو طاقت اب اس غریب مین ہے

ایسی خط مین آپکو تحریر کیا کی ہمنے تھی
خط کے کیون پرزے کیے تقصیر کیا کی ہمنے تھی

ہم منانے کو گئے تھے اور وہ روٹھے سوا
ہو گیا قسمت سے کیا تدبیر کیا کی ہمنے تھی

کیون کیا کشتہ ہمین اسنے کیا کیون ہمکو خاک
آسمان سے خواہش اکسیر کیا کی ہمنے تھی

کہتے ہین نالہ سے اہین کچھ کیا تو نے نہ ہاے
پہلے تجھسے دیکھ تو تاثیر کیا کی ہمنے تھی

جس پہ چکر ہی مین رکھا تو نے ہمکو عمر بھر
وہ خطا اے گردش تقدیر کیا کی ہمنے تھی

حال دل اپنا کہا تو وہ بھی رکتے ڈرتے کچھ
تم جو آزردہ ہوے تقریر کیا کی ہمنے تھی

دیگر

	ہزار اے ظفر چرخ آنکھیں دکھائے خدا پر نظر رکھ نگہدار وہ ہے	

مناسب ہی ہا تجھے اس مبتلا کو منہ دکھانا ہے	گر اک دن اے بت کافر خدا کو منہ دکھانا ہے
نکال اے بیوفا منہ سے نہ حرف آشنائی تو	تجھے گر عاشقان باوفا کو منہ دکھانا ہے
اٹھا دیتا ہے پردہ منہ سے داغ دل جو پہائے کا	تو مشکل ہوتا خورشید جزا کو منہ دکھانا ہے
برابر چشم آئینہ میں خوب و زشت ہیں دونوں	دکھائے وہ ان جیسے اہل صفا کو منہ دکھانا ہے
کبھی آغوش میں ہرگز نہ آیا ہے نہ آویگا	کہ کھینچا تا دور سے اس مہ لقا کو منہ دکھانا ہے
ترا غمزہ ہے ظالم وہ کشیدہ ایک عالم کا	کہ مشکل سامنے جسکے قضا کو منہ دکھاتا ہے

	جہانتک ہو سکے دریائے غم میں ست و پا مارے تمہیں تو اے ظفر اس آشنا کو منہ دکھانا ہے	

برگ گل کیا نازک اسکی نازکی کے سامنے	اور ہنسی غنچہ کی کیا اسکی ہنسی کے سامنے
ناصحا نبجائیگا دیوانہ میری طرح سے	تو بھی جائیگا جو اس رشک پری کے سامنے
جھڑ گئی سو بار شیخی ابر دریا بار کی	ایک پل میں میرے اشکو نکی جھڑی کے سامنے
ہوشیاروں کو کرے بیہوش چشم مست سے	جب وہ آجائے شراب ناب پیکے سامنے
مارے خجلت کے زمیں میں گر گیا شمشاد بھی	بارہا گلشن میں اس سرو سہی کے سامنے
کوئی منصف بھی نہیں کہ سکتا کچھ انصاف سے	اے ستمگر اس تری نامنصفی کے سامنے

۱۶۷

دیگر

تو کنارہ کش ہوا ایسا نہ آیا پیمان شکن
اور یہ عاشق ترا پہونچا کنارے گور سا
ہوگیا ناچار تھا یوں ہیں غم الفت سے دل
کھا گیا ایسا کہ زور بیس ہیں آگے شہ زور سا
اسطرح داغ محبت ہیں دل سیپارہ ہیں
جسطرح اوراق ہیں قرآن کے ہوں پر ہوا
اہل بینش جانتے ہیں عزت اہل سخن
قدر آئینہ ظفر ہو روبرو کیں کور سے

دیگر

اب جگہ کیونکر ہمیں پرہیزگاروں میں ملے
دیکھے دل اُس مست کو ہم بادہ خواروں میں ملے
آسمان پر لا کے چمکائے ہر اختر آپ نے
تاب کیا اوس کفش پا کو جو ستاروں میں ملے
رفتہ رفتہ ملگئے ہم خاک میں جون نقش پا
جب کہیں جا کر تمہارے خاکساروں میں ملے
پیار سے کیوں کے اپنے داغ چمکے مجھ سے وہ
ہم لگے کہنے کہ تم اختر شماروں میں ملے

موے سر میں خط فرق سیمتن کی روشنی	ابر میں ہے ایک برق شعلہ زن کی روشنی

مطلع ثانی

آگے اُس رُخ کے ہے مہر چرخ کہن کی روشنی	یون ہے جیسے صبح شمع انجمن کی روشنی
تو اگر دکھلائے دندان مصفا کی چمک	غرق آب شرم ہو دُر عدن کی روشنی
شعلۂ فانوس کے مانند سوز عشق سے	داغ نے پیدا مرے زیر کفن کی روشنی
اس دل سوزان کے عالم میں ہے روشن چراغ	ہے اسی سے کچھ مرے بیت الحزن کی روشنی
یون چمک ہے کان کے موتی کی زیر زلف یار	جسطرح ہو رات کو کالے کے من کی روشنی
لالۂ کہسار نے جوش چراغان کی طرح	خوب تر بیٹھ پڑی رے ای کوہکن کی روشنی
یون مرے گریہ سے چمکا حسن آنکا جیسے ہو	صاف بارش میں مہر چرخ کہن کی روشنی
عارضوں پر نور اوسکا دے اگر اک ذرہ نور	پھر گل خورشید سے دیکھو چمن کی روشنی
آفتاب حشر سے کچھ کم نہیں داغ جنون	ہوا ادھر سے مجنون ترے دیوانہ پن کی روشنی

نام روشن حشر تک اُنکا رہیگا اے ظفر
دی خدا نے جنکو عالم میں سخن کی روشنی

رعد ہے خاموش آگئے نالۂ پر شور کے	دود دل سے ہوش اُڑتے ہیں گھٹا گھنگھور کے
پھر زمین سے اُٹھ سکا ہرگز نہ تیرا آشنا	دب گیا جو عکس سے مژگان چشم حور کے
بوسہ اوسکا لیکے چوری سے ڈرے کیونکر نہ دل	جی میں اک دھڑکا سا رہتا ہے ہمیشہ چور کے

بتاؤ وہ کیونکہ جبین جنکے سر پہ اے قاتل	ہمیشہ موت ترے آستان پر کھیلے

ظفر وہ کھیل کھلاڑی کا پھر چھپے کیونکر
جو کرکے ظاہر اپنے اک جہان پر کھیلے

دے ہی ہر بات مین قاصد مجھے پیارے سو دھوکے	پھینک دو ان خط کو نہ کیون حرف کہ مارے دھوکے
چشم پرآب ہو نہین اپنی وقت پابوس	چاہتا ہون کہ پیون پانون تمھارے دھوکے
تو ہو میخوار تو کیونکر نہ بھرے مے ساقی	شیشہ و جام کو دریا کے کنارے دھوکے
نہین معلوم کہ ہے بد نظر کیا تجکو	ڈالتے جی مین ہین یہ تیرے اشارے دھوکے
اوس سی باغ مین پڑ جائے نہ کیون سنبل کو	اپنی زلفون کو وہ جسوقت سنوارے دھوکے
ماہ تابان ہے کہ ہے عارض روشن تیرا	دیکھ کر رات کو کھاتے ہین ستارے دھوکے

ابر رحمت سے عجب کیا ہے جو کردے وہ سفید
اے ظفر میرے سیہ نامہ کو سارے دھوکے

لڑائی میری اُسکی کیا کہون کس بات مین پھیلی	یہ آفت سب عدو کی آمد و سوغات مین پھیلی
کوئی پھیلا ہوا ہو جال جیسے صید کے خاطر	تمھاری زلف ہے اسطرح دل کی گھات مین پھیلی
شفق شام و سحر پھولی فلک پر جسکی سرخی سے	مرے نالون سے ایسی آگ ساری رات مین پھیلی
نہین سیلک گہر اپدل سراسر مانگ مین اُسکی	مگر فوج سکندر ہے رہ ظلمات مین پھیلی
بجائے آب خون میرا ابلتا ہے نگ سے قاتل	کہ مہندی ہو کے پتلی خوب تیرے ہاتھ مین پھیلی

فانی کہا پتلا ہے انسان اے ظفر اسکو برے
سرکشی اچھی نہین ہے خاکساری چاہیے

۱۶۹

دیگر

دیگر

اوس کی ثنا خدا نے ہے کی قرآن مین کبھی

تار بار شش کا کہو ابر سیہ سے باندھے
پر دم گریہ نہ ضد ابر مژہ سے باندھے

دست مژگان سے کہا طائر دل اڑ جائے
پر پرواز جو تو تار نگہ سے باندھے

تیرے عارض کا تصور جو بندھا ساری رات
ٹکٹکی ہم رہے رخسارۂ مہ سے باندھے

خوش نہ ہو وہ کبھی گر باندھ لے اکسیر کی پوٹ
جو کہ پڑیہ تری خاک سر رہ سے باندھے

رکھے تعظیم سے نامہ ترا سر پر عاشق
خواہ دستار سے وہ خواہ کلہ سے باندھے

دل کئی جائے سے ٹوٹا ہو بندھے یہ کیونکر
کوئی جبتک کہ نہ دو چار جگہ سے باندھے

چشم قاتل کو ہے منظور جو جینا ظفر
ضد نہ کس طرح وہ مژگاں کی سیہ سے باندھے

ٹھنڈی ٹھنڈی جو کوئی سانس ہے آتی جاتی
دل میں ہے آگ مرے اور لگاتی جاتی

رفتہ رفتہ ہمیں ظالم روش نقش قدم
خاک میں ہے تری رفتار ملاتی جاتی

عندلیبو کوئی دن اور ہو گلشن میں بہار
دیکھو ہے باد خزاں خاک اڑاتی جاتی

ہو گیا آہ کا بھی منہ سے نکلنا موقوف
دل میں ہے اپنے محبت جو سماتی جاتی

آتی ہی اور بھڑکتی ہے سوا آتش دل
چشم جتنی ہے وہ رو رو کے بجھاتی جاتی

خط میں اپنے ہو وہ تو خط مجھے لکھتا جاتا
میری تقدیر ہے جو اوس کو پڑھاتی جاتی

بو نسیم چمن اس گل کی جو لاتی ہر کبھی
ہے وہ کچھ لطف سے ہمکو بھی سنگھاتی جاتی

اے مسیحا نفس آ جلد کہ تیرے سنکے خبر
رہ گئی جان ترے بیمار کی جاتی جاتی

ہوئی عاشق کے لیے صورت تسکین یار	تو نہ پہونچا تری تصویر تو پر جا پہونچی
کی جو اشکون نے دم گریہ کمی آنکھو نہین	تو وہین بس مدد خون جگر جا پہونچی
اے صبا ہوگا نہایت ترا احسان ہمپر	کوچہ یار مین خاک اپنی اگر جا پہونچی

پھر تو سو بار پکارا وہ نہ بولے گھر مین
کان مین اُنکی جو آواز ظفر جا پہونچی

ہم اُس کافر کے ہاتھ اول دل و جان بیچ ڈالینگے	دل و جان بیچکر پھر دین و ایمان بیچ ڈالینگے
ہمارے جنس دل کا گر خریدار آئیگا کوئی	نہین ہم دیکھنے کے نفع نقصان بیچ ڈالینگے
نہ قیمت دے سکینگے وہ تمھارے دُر دندانکی	اگرچہ جوہری سب اپنی دکان بیچ ڈالینگے
نہین ہم چھوڑینگے تیرے سودائے محبت کو	کہیگا تو کہ بیچو آپ کو ہان بیچ ڈالینگے
تری خاطر سے جی دیدینگے اپنا نیم غمزہ پر	ہم اس جنس گران قیمت کو ارزان بیچ ڈالینگے
تمھاری خاک پا کے روبرو کیا قدر سرمہ کی	اسے مٹی کے مول اہل صفاہان بیچ ڈالینگے

برنگ شمع لیکر مول وہ اسکو جلائینگے
ظفر دل اپنا جسکے ہاتھ ہم یان بیچ ڈالینگے

بلا سے میری چھاتی پر اگر وہ رکھ کے سل بیٹھے	اگر اُسکے نہ پہلو مین قریب سنگدل بیٹھے
ترے ہاتھوں کے قربان کیون نجاؤں ہر کمان ابرو	مرے سینہ مین کیا کیا تیر تیرے متصل بیٹھے
یہ حالت ہو ترے بیمار غم کی ناتوانی سے	نہین طاقت کہ جو اُٹھکر ذرا وہ متصل بیٹھے

جسوقت ہین نماز مین ہم اُٹھتے بیٹھتے
الفت کا تیری بھرتے ہین دم اُٹھتے بیٹھتے

ہم ضعف سے ہین ریگ کی دیوار کیطرح
سو بار وقت درد و الم اُٹھتے بیٹھتے

ہوتے ہو چلتے پھرتے اگر آئے ہو یہان
غیر و نمین تم ہو ہاے ستم اُٹھتے بیٹھتے

بیطاقتی سے اپنا ہی یہ حال اے صنم
مشکل سے ہین خدا کی قسم اُٹھتے بیٹھتے

تشبیہ دیتے قامتِ جانان سے ہم انہین
گر سرو بوستان ارم اُٹھتے بیٹھتے

ہی شیخ و برہمن کی رفاقت سے یہ غرض
ہو جاے سیر دیر و حرم اُٹھتے بیٹھتے

مثلِ غبار راہ ترے ناتوان عشق
ہستی سے پہونچی تا بعدم اُٹھتے بیٹھتے

جاتا صنم کدہ مین ظفر گر ہرا صنم
تعظیم کو سب اُسکی صنم اُٹھتے بیٹھتے

کرتے ہین یار باہم تدبیر اپنی اپنی
لیکن جُدا جُدا ہے تقدیر اپنی اپنی

وہ ابرو اور وہ مژگان اور وہ نگاہین اُسکی
کرتے ہین تیز مجھپر شمشیر اپنی اپنی

دل زلف مین پھنسے تو یان ہو اسیر کاکل
پہچانتے ہین دونون زنجیر اپنی اپنی

صورت دکھادے اپنی اُن خوبصورتونکو
کھنچوائی ہے جنھون نے تصویر اپنی اپنی

گر آہ و نالہ دونون پیدا ہون یکدل سے
لیکن الگ الگ ہی تاثیر اپنی اپنی

سنتا ہون ناصحونکی ہین کب نصیحتونکو
بیٹھے کیا کرین وہ تقریر اپنی اپنی

یہ منزل فنا ہے اے غافلو نہ خوش ہو
محکم بنا بنا کر تعمیر اپنی اپنی

وہ الٹی کا ہیکو سمجھے ہماری سیدھی بات
جو اس کج کی سمجھ ہو نہ ہمنشین الٹی

نصیب آپ لٹے مرے ایسے تیرے دور مین
اجل بھی پھر گئی آکر مرے قرین الٹی

کسی سے چرخ کو ہے راستی کسی سے کجی
چلے ہے چال یہ سیدھی کہیں کہیں الٹی

جہان مین نام جو روشن ہو راستی سے گیا
تو سر نوشت بلا سے ہو جون نگین الٹی

جو ہوتے بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہمسے
تو پڑتی کاہیکو قاتل کی تیغ کین الٹی

آہ کب سینہ سے اے ہمنفسان نکلے ہے
دل مین اک آگ سلگتی ہے دھوان نکلے ہے

چرخ کھینچے ہے مرے سر پہ یہ تجین شمشیر
شب ہجران مین کہان کاہکشان نکلے ہے

آہ سوزان سے جلا دیتا ہے گھر کتنے ہی
جسطرح سے کہ ترا سوختہ جان نکلے ہے

دل کی حسرت یہ نکلتی ہے ہماری تجین
اشک خون چشم سے اور دل سے دھوان نکلے ہے

قفس و دام سے صیاد اسیرونکو نکال
کہ بہار آئی ہے گلشن سے خزان نکلے ہے

منھ سے کیا بات نکالے کوئی اسکے آگے
وان تو اک حرف پہ گدی سے زبان نکلے ہے

سرکے بالو مین نہ سیندور بھری مانگ ہے یون
جسطرح ابر مین گردون پہ کمان نکلے ہے

اہل دنیا کی ملاقات نہین بے مطلب
کہ یہ وہان جاتے ہین کچھ کام جہان نکلے ہے

ڈوبتا ہے جو کوئی عشق کے دریا مین ظفر
نہین معلوم کہ وہ جاکے کہان نکلے ہے

کھا گیا ہے دور کو سون نام سے وہ چاہ کے	دیکھی حالت ما شیشے تیرے چاہنے والیکی ہے

ہجر کی شب گرچہ ہے تاریک لیکن اے ظفر
سوز دل سے پاس مشعل اپنے بھی نالیکی ہے

ہنسی میں تاب دندان تری گیا ماہ پر فروغ	شب دیجور میں گویا کہ اک بجلی سی کاروشن

مطلع ثانی

جہاں میں جو اس تیری زلف کے کشتہ کا مدفن ہے	درخت اک جا لگا ہے وہاں مثمر سایہ افگن ہے
ترے بے شربت دیدار تسکین ہو وے کیا ممکن	ترے بیمار غم کو تشنگی جو وقت مردن ہے
ہمیں ہے تجھکو اک پردہ ہو اے پردہ نشین جنمین	عدم تک تو ہر اپنے پروانہ پردہ ہو نہ چلمن ہے
نہیں کم ہو وی سرخی لبے تیرے مسروے مہر حنی	اگرچہ سینے میں اک داغ اک مشعل سے روشن ہے
نہیں اے غنچہ لب تیرے تحسین مسی کی تیرے دانتوں میں	چمن میں یہ حسن سے کہ یہ ہوتا اگر یاسمن ہے

عرق آیا ہے چشم یار پر یون مجھ میں گرمی میں
نکل آیا ظفر بادام سے جسطرح روغن ہے

مری تحریر دل ان کے نامہ پر پہونچی تو ہووے گی	کبھی اس بے خبر کو کچھ خبر پہونچی تو ہووے گی
جگہ دی اسلیے ہمنے نظر کو اپنی آنکھوں میں	کرے گا بوسے کبھی رخسار پر پہونچی تو ہووے گی
نہ ہوگی رات کو کیونکر فلک پر کثرت انجم	کہ وہ اشک میری آہ پر شرر پہونچی تو ہووے گی
لگا یا ہو گا جسکے آگے تمنے جام مے لب سے	لیوں تیر آسکی جان یہ دیکھو کر پہونچی تو ہووے گی

غنچہ کی ہے گرہ گڑھی کھلتی
پر نہین دل کی گلچھڑی کھلتی

لب لعلین پہ دیکھنا اوسکے
کیا ہی مستی کی ہے دھڑی کھلتی

اوسکی زنجیر در خدا جانے
آج کیون ہے گھڑی گھڑی کھلتی

باندھا بارش کا آنسوون نے تار
نہین ساون کی یہ جھڑی کھلتی

کھولنا ہوتا دل کا راز تو شمع
رہتی خاموش کیون گھڑی کھلتی

اور عقدہ تو سب ہین کھلیاتے
نہین دل مین گرہ پڑی کھلتی

اشک خون سے مرے گلے مین ظفر
خوب پھولون کی ہے لڑی کھلتی

زیب محفل گرچہ شمع انجمن بھی ایک ہے
ماہ منزل پر وہ ماہ سیمتن بھی ایک ہے

دل نہ بچے عیارگی سے کیا نگاہ یار کے
فن عیاری مین یہ پُرمکر و فن بھی ایک ہے

ساقیا لا جام کو اب بھی بہار میکشی
گل بھی ہے گلشن بھی ہے اور گلبدن بھی ایک ہے

دشت وحشت مین نہ تنگ کسطرح جھپٹا پھرے
وحشیون مین تیری آنکھونکے ہرن بھی ایک ہے

قد رعنا کی سی تیری اسمین رعنائی کہان
سرکشی مین یون تو ہان سرو چمن بھی ایک ہے

بات مین آنکے دو رنگی ہے کہ ہین جو دو زبان
ایک ہے اپنی زبان اپنا سخن بھی ایک ہے

روز اٹھاتا ہے زمین پر تازہ فتنے سیکڑون
فتنہ سازی مین ظفر چرخ کہن بھی ایک ہے

دیگر

دیگر

دیگر

مطلع ثانی

اے ظفر ہین یہ ابھی آفات مین نشے

۱۷۵

مطلع ثانی

ڈر آنے ہیں جو ترے نامہ بر لگجائیگی — انگلی کیونکر نہ اپنی سوے دور لگجائیگی

ہوتے کیوں سینہ سپر معلوم گر ہوتا ہمیں — تیری شمشیر نگہ یوں کارگر لگجائیگی

بھولکر بھی یاد کر بیٹھیگا اگر وہ ماہوش — روتے روتے ہمکو ہچکی رات بھر لگجائیگی

ابر کی کیونکر نہ جھڑ جائیگی شیخی جب یہاں — تیرے اشکوں کی جھڑی اے چشم تر لگجائیگی

ناصح بیدرد جب جائیگا میرا درد دل — چوٹ کچھ دل پر محبت کی اگر لگجائیگی

گر یہی فریاد ہے اپنی تو ہاں دیکھینگے ہم — آنکھ تیری کیونکہ شب اے بیخبر لگجائیگی

منھ نہ مہتابی پہ کھول اپنا شب مہتاب میں — دیکھ چشم ماہ کی تجکو نظر لگجائیگی

کیوں پھنسانے ہو دل دیوانہ اُسکی زلف میں
جان کے پیچھے بلا ناحق ظفر لگجائیگی

عجب وحشی تمہارے نرگس فتاں پہ مفتوں ہے — کہ جسکو دیکھکر دیوانہ بنجاتا فلاطوں ہے

دُر اشک ہے اب یہ عالم چشم گریاں کا — کوئی کہتا ہے قلزم ہے کوئی کہتا ہے جیحوں ہے

زر اجرت زدہ چپکا پڑا اٹکتا ہے منھ سیکا — نہ کہتا منھ سے وہ ہاں ہے نہ کہتا منھ سے وہ ہوں ہے

مسی کی جو دھڑی پر ہو جمائے پان کا لاکھا — خدا جانے کہ کسکا آج تمکو قصد شبخوں ہے

تری خاطر سے کہتا ہوں مجھے اُس سے نہیں الفت — کرے کیا تو مرا ناصح اگر میں منھ سے کہدوں ہے

تعجب کیا پھر آئے گر زمیں پر ہمکو سرگرداں — کہ رہتا آپ بھی تو آسمان گردش میں گردوں ہے

ملک دل کی خیر مانگو چلتے ہین مژگان یار
اے ظفر غارتگر ذ نکا ہے وہ لشکر سامنے

رہ گئے شیخ و برہمن تجھسے صنم درسے ورے
رخ سے پرے تکی جو زلف اُسنے ہمارے سامنے
کہتا ہے کیون پڑے ہمکو کہ تیری زلف سے
دور ہے وہ صبح دم دیکھیے آگے کب تلک
پہونچے بہت پرے کہین ورنہ خبر وہ بھیجتے
عشق کی راہ مین پڑ کے جا کے ہو دیکھین حال کیا

تیر اسقام ہے پرے دیر و حرم کور ورے
تھا یہ اشارہ آئینگے شام سے ہم کور ورے
رکھتے ہین ہاتھ ہم ترے سر کی قسم کور ورے
جائیگا ہجر مین نکل اپنا تو دم کور ورے
ہونے اگر مسافر ملک عدم کور ورے
جبکہ ہون ہمپر اسقدر رنج و الم کور ورے

دشت جنون مین ہو اگر قیس ہمارا ہم سفر
جا کے پھر آئے اے ظفر یک دو قدم کور ورے

کھینچنا الفت مین دل سے آہ کا اچھا تو ہے
لگ گیا تو تیر اے ظالم نہین تکا تو ہے

مطلع ثانی

زلف سے جائے اگر دل بانگ مین اچھا تو ہے
پا بزنجیر اور دیوانہ ہے آیا کون سا
جیسے اپنا قد رعنا یار نے دکھلا دیا
دیکھیے کھلتا ہے کیا گل آخر شرا ہے رشک گل

وان تو ہے سربستہ کوچہ اور زبان ستا تو ہے
یہ نہین معلوم پر زندان مین غل برپا تو ہے
ہو گیا اسدن سے کچھ سرو سمن سید حا تو ہے
ہمنے دل مین تخم الفت کا ترے بویا تو ہے

دیگر

قطعہ

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہے خیال گردن و چشم اُسکا جسد نسے مین ۔ پاس اپنے اک صراحی بھی ہے پیمانا بھی ہے

کون ہے سرگرم آرائش کہ جسکے واسطے ۔ آئنہ بھی ہے لیے خورشید اور شانا بھی ہے

منزل ہستی سے اے غافل نہ پھیلاتے پانون ۔ یہ سمجھ دو اک دن یانسے تجھے جانا بھی ہے

اُڑ کے ہم پہونچینگے وان ہوگا جہان وہ شعلہ خو ۔ جس جگہ ہے شمع اُسکے پاس پروانا بھی ہے

زیر محراب خم ابرو ہے چشم مست یار ۔ کیا تماشا ہے کہ اس مسجد مین میخانا بھی ہے

اے دل بیتاب مین کیا خاک سمجھاؤن تجھے ۔ تو نے دیوانے کبھی میرا کہا مانا بھی ہے

گلشن ہستی مین اتنا کھل کھلا کر تو نہ ہنس ۔ ساتھ اس کھلنے کے اے گل دیکھ مرجھانا بھی ہے

قصۂ فرہاد و مجنون کی طرح سے اے ظفر ۔ ہوگیا مشہور اتنا اپنا افسانا بھی ہے

الفت زبسکہ مجکو ترے غم کے ساتھ ہے ۔ جبتک کہ دم مین دم ہے یہ غم دم کے ساتھ ہے

اے چارہ ساز زخم پہ میرے لگا نمک ۔ رکھتا لگاؤ یہ نہین مرہم کے ساتھ ہے

رخسار پر عرق کو ترے دیکھتے ہین ہم ۔ مطلب چمن کو کیا گل و شبنم کے ساتھ ہے

کیا دل کے باندھنے کو ہو درکار ریسمان ۔ وابستہ تیرے کاکل پُر خم کے ساتھ ہے

ابرو سے ہم غرض ہے مطلب نہ تیغ سے ۔ کیا کام ہمکو کعبہ و زمزم کے ساتھ ہے

جوش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار ۔ غافل خزان بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے

بہکائے گر عدو اسے ہر وقت کیا عجب ۔ شیطان ہمیشہ اے ظفر عالم کے ساتھ ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

برسون کے دوستونسے رُکے اُسکے واسطے	آنے لگا جو آپ کے گھر تین دن سے ہے
دس دن ایک ماہ بین غائب ہے ہو وہ	چھپتا نہین زیادہ قمر تین دن سے ہے
اک بوسہ زلف و رُخ کا وہ دیتا نہین ہمین	تیلا تار و زشام و سحر تین دن سے ہے
آکر سوم بین کشتہ کے تو اپنے دیکھ لے	برپا جو ایک فتنہ و شر تین دن سے ہے

ظالم خدا کے واسطے جلدی سے آ کہین
تجبن تڑپ رہا یہ ظفر تین دن سے ہے

نہ دیا بوسہ کبھی منہ نہ لگایا منھ سے	اور وہ ناحق ہمین کہتے رہے کیا کیا منھ سے
بل بے رنگین سخنی واہ رے انداز سخن	غنچہ لب پھول ترے جھڑتے ہین گویا منھ سے
گھونٹ گھونٹ آپکو پیتا ہے کوئی اپنا لہو	نہ رقیبو نہین لگا ساغر صہبا منھ سے
ہے زنخدان سے تجبل سیب تو بستان سے انار	منفعل چشم سے بادام تو پستا منھ سے
وصف خال دہن یار بین کوئی نکتہ	نکتہ چینیون بین کبھی بین نہین کہتا منھ سے
طلب بوسۂ لعل شکرین پر اپنے	بجھپہ کیا کیا نہین زہر آپنے اگلا منھ سے

کیا نصیب اپنے برے ہین کہ کسی بات پہ بھی
نہ کہا یار نے ہمکو ظفر اچھا منھ سے

وہ بام پر جو کبھی بے نقاب ہوتا ہے	تو آسمان پہ خجل آفتاب ہوتا ہے

مطلع ثانی

امید لطف کی رکھنا ہے تو او بے خبر ان اہل
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے
نکالے غمزۂ قاتل سے کوئی کیونکر جان اپنی
نہیں رکتی کسی سے یہ قضا کا کارخانہ ہے
صفائی دیکھ جوں آئینہ حیرت زدہ دیدہ کی
جہاں سے اوٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے
ظفر مطلب نہ ہم کو ہے کسی کی پادشاہی سے
گر یہاں تو صبر و تسلیم و رضا کا کارخانہ ہے

گر محبت میں تجھے مد نظر اور ہی ہے	تو گئی دل پہ ہمارے بھی گذر اور ہی ہے
دیکھیں کس کسکو ڈبوئے ترا طوفان سرشک	آج گریہ ترا اے دیدۂ تر اور ہی ہے
میہمان خانۂ ہستی میں لگا جیکو نہ تو	کہ جہاں رہنا ہمیشہ ہے وہ گھر اور ہی ہے
زلف و رخ کا ہو ترے جسکو تصور دن رات	شام کچھ اور ہی ہے اسکی سحر اور ہی ہے
خط کیا اسنے بلا سے مرا ٹکڑے ٹکڑے	خیر قاصد کی ہو مجکو تو خطر اور ہی ہے
دامن دشت میں آندھی سے کہاں اتنا غبار	خاک اوڑاتا یہ کوئی خاک بسر اور ہی ہے
آبداری کو کہاں شک ہے پہونچے موتی	جوہری دیکھ یہ خوش آب گہر اور ہی ہے
کیا عجب گر رخ خورشید پہ آجائے عرق	رکھتا گرمی یہ مرا داغ جگر اور ہی ہے

کوئی تو ماہ لقا تو نے بلایا مہماں
روشنی آج ترے گھر میں ظفر اور ہی ہے

حباب آسا ہے جو اکدم ہوا کا کارخانہ ہے	کہ جاری بحر ہستی میں فنا کا کارخانہ ہے

مطلع ثانی

نہ پوچھو کیا بتاں خود نما کا کارخانہ ہے	نہ بت ہے اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے
جلا ہوتی ہے خاکستر سے یاں آئینہ کو دیکھو	تماشا ہے کدورت میں صفا کا کارخانہ ہے
فریبوں میں کہیں دنیا کے تو اے دل نہ آجانا	ذرا ہشیار رہنا یاں دغا کا کارخانہ ہے
نہیں رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانہ کی	کچھ اسکے رنگ میں رنگ حنا کا کارخانہ ہے

دیگر

زلف کو چھیڑ کے ستا ہم روز بیان کو ڈسنا کھانے کی
خواہ کھانے تیرے ہیں بہت خواہ ہیں تجھو ڈسنا کی
سانپ کا سیاہ ہے آمن تن کو کے ڈسنا وقت میں زری
روش مور چاکان ہیں مجھے تو ڈسنا کی
کھانے شمشیر میں مردان دلاور منہ پر
پیٹھ پر زخم ہیں ہیں مرا نہیں بجلو ڈسنا کی
کھا چکے یا نہیں غم ہجر تو دل کیا جانے
پر تو ڈسنا کو جیتے ہیں تو وہ چھوڑ ڈسنا کی

[illegible]

دیگر

[illegible]

بہت دور کی سوجھتی ہے جو ایسی	نہین دل کی یہ دور بینی ایسی ویسی
ولا بات مطلب کی انہین سے چھپنے	کہ ہین تو چنان اور چنین ایسی ویسی
بنا کیا کرین ہم جو بنجاے ہمسر	محبت مین اے ہمنشین ایسی ویسی
نہ ہو بو سے اس زلف مشکین کے ہمسر	صبا نکہت مشک چین ایسی ویسی
زیادہ ہے برش مین تیغ اجل سے	نہین تیری شمشیر کین ایسی ویسی

خدا کے لیے اے ظفر ان کے آگے
نہ کہ بیٹھیو تو کہین ایسی ویسی

بلا سے کنج تنہائی مین تنگی سے گذرتی ہے	جہان دو چار ہین ان شانہ چنگی سے گذرتی ہے
ہجوم خال روے یار سے دل جا پڑا اتنا	اب اسیر دیکھین کیا اس فوج زنگی سے گذرتی ہے
خوشی آئے کیا زمانہ کو کسیکی طرز یکرنگی	غرض دن رات دن اسکی دو رنگی سے گذرتی ہے
وہ صورت یاد آتی ہے تو پھر کیا کیا تڑپ دل پر	مرقعہاے چینی و فرنگی سے گذرتی ہے
یہ ہو وہ نا خشنود نیا عذر کرتے ہین سب اس سے	دل تنگی مگر خوب اس شنگی سے گذرتی ہے
رہے ہے دل سدا بیہوش یاد سبزۂ خط مین	ہماری دیکھین کیونکر ایسی بنگی سے گذرتی ہے

خدا جانے ظفر کیا عدم کے رہنے والونکی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

نہان وہ جو محبت مین بے دید باندھتے	دل سے نئی اک اپنے ہین تمہید باندھتے

جامۂ گل کا چاک ہو میرے سے رفو بدشواری
نہین یہ چاک گریبان کہ سی دیا ناصح
کہان ہے طاقت فریاد اتو ضعیف سے دم
نکلتی دل کی ہے بیان آرزو بدشواری
پہونچتا سینہ سے ہے تا گلو بدشواری
چمن مین غنچہ کھلے ہے گرفتہ دل ہو
تو آوے بس سے ہوئی ہم بھی گفتگو بدشواری

اے ظفر جاؤ دلِ دیوانہ کو ڈھونڈھو کہین
ہے خدا جانے کہان مدت ہوئی اُسکو گئے

ہنسنے ہے خوب اُسکی طرزِ ناز پہچانی ہوئی
دنیا پردے مین محبت کر ہو تو کیا ہمکو دم
کچھ نہین روئیدہ وہان ہرگز سوائے ناز بو
تیری طرز آمیز باتون کی ہمین پہچان ہے
مرغ دل جاتا ہو میرا اُنکے مرغ نامہ بر
آسمان کرتا ہو سن سُنکر مرے نالونکو رقص

چال پہچانی ہوئی آواز پہچانی ہوئی
تیری دم بازی ہے اے دم باز پہچانی ہوئی
ہے تری خاکِ شہید ناز پہچانی ہوئی
ہنسنے خو تیری ہے اے طناز پہچانی ہوئی
بینے ہے یہ تیرے پرواز پہچانی ہوئی
اُسنے ہے یہ کیا صدائے ساز پہچانی ہوئی

زردئ رخسار کو اپنی چھپاؤن کیونکر مین
اے ظفر ہے سب کی یہ غماز پہچانی ہوئی

ساقی نے بھرے مے سے میخانیکے پیمانے
جو دیدۂ آہو ہین لبریز مئے وحشت
صیاد خدا سے ڈر کیون کرتا ہو کم اونکو
کیون چھوڑتا ہے اے دل تو آبلونکو اپنے
اک گھونٹ نہین لیتے پیمانے سے وہ میرے
دل میرا اگر کاسۂ غم کھانے کو ہے میرے

مستون نے کیے خالی پیمانیکے پیمانے
ہین واسطے وہ تیرے دیوانیکے پیمانے
مرغانِ قفس کے ہین جو دانیکے پیمانے
پھر ایسے نہین تیرے یاد آنیکے پیمانے
اور ہاتھ سے ہین پینے بیگانیکے پیمانے
تو آنکھین بھی ہین آنسو چھلکانیکے پیمانے

دیگر

شام تو دور ہے گر قصد دیار جانان
پہونچ جانے کو ظفر نامہ منزل دن ہے

جب حضرت غم دل کے کاشانے مین جا دھمکے
بستی سے ہم اے وحشت ویرانے مین جا دھمکے

پاتے نہ پھٹکنے ہم اے یار ترے در پر
لیکن ترے دربان کے یارانے مین جا دھمکے

گر حضرت عشق آئے دنکو گل و بلبل مین
تو رات کو وہ شمع و پروانے مین جا دھمکے

کیا دخل کہ دخت رز محفل سے نکل جائے
شیشہ سے اگر نکلے پیمانے مین جا دھمکے

آنے ہمین کب دیتے یون گھر مین ترے دشمن
اے دوست مگر انکے دھمکانے مین جا دھمکے

ساقی یہ ترے میکش سب عالم بالا پر
کیا نشہ صہبا کے چڑھ جانے مین جا دھمکے

مسجد سے قدم باہر رکھتے تھے نہ تم اپنا
تیلاؤ ظفر کیونکر میخانے مین جا دھمکے

دیگر

جدائی مین تمھاری ہم بچشم تر جہان بیٹھے
وہان ابر بہارین گریہ کے کتنے ہی مکان بیٹھے

گئے کتنے گذر اور کتنے ہی پانسے گذرنے کو
سر رہ مین برنگ نقش پائے رفتگان بیٹھے

جو تو آئے تو اٹھ بیٹھے خوشی سے ورنہ کیا طاقت
کہ او ٹھکر بستر غم پر یہ تیرا ناتوان بیٹھے

رہے جب آسمان آٹھون پہر یان آپ چکر مین
تو کوئی چین سے کیا خاک زیر آسمان بیٹھے

ستمگر اور بھی تو عاشق جانباز پر اپنے
کہ دل مین بلہوس کے ڈر تیرا اے دلستان بیٹھے

ستم ہے غیر کی تعظیم تم اٹھ اٹھ کے دیتے ہو
ہم آنکھوں سے ہین اپنی دیکھتے اے مہربان بیٹھے

غزل قطعہ بند

نہ بھر دم بزم ظفر اب آہیں
چپ رہو کوئی دم خدا کے لیے

نہ پوچھو ہم سے تم دل کی حقیقت کہ نہیں سکتے
کہیں کیا درد جو ہم پر مصیبت کہ نہیں سکتے

کہا تھا بزم میں جب غیر کو کچھ پیار سے تم نے
ہوئی تھی اپنی جو اس وقت حالت کہ نہیں سکتے

خفا تو ہو کے جو کچھ چاہتا ہے ہم کو کہتا ہے
مگر کچھ ہم تجھے اے بے مروت کہ نہیں سکتے

وہ جب تک صاف تھے جو چاہتے تھے صاف کہتے تھے
اب ایسی آگئی دل میں کدورت کہ نہیں سکتے

کہیں کیا ہمدمو ہم تو ابھی حسرت میں مرتے ہیں
کہ جو کچھ ہے ہمارے دل میں حسرت کہ نہیں سکتے

کرے ہے زلف سرگوشی ہمیشہ اور گہ گاہے
ترے کچھ کان میں [illegible] کہ نہیں سکتے

ہماری سوزش دل ہے کہ جوں شمع روشن
زباں سے گو کہ ہم سوز محبت کہ نہیں سکتے

سبب اس سے چاہتے ہیں ہم کہیں کچھ حال دل اپنا
تو پھر ہوتی ہے یہ گریہ کی قدرت کہ نہیں سکتے

ظفر جیسے کہ وہ مست تغافل خواب میں آیا
ہوئی ہے تب سے ہم کو ایسی غفلت کہ نہیں سکتے

برا بھی وقت پڑ پر بعضا ایسا کام آتا ہے
کہ جیسے مفلسی میں کھوٹا پیسا کام آتا ہے

بنا ہے گا اگر کیا کام دل بلکہ بگاڑیگا
مجھے معلوم ہے وہ اسکو جیسا کام آتا ہے

سمجھتے مال دنیا کو ہیں سب کچھ کام آئیگا
کسی کے بھی نہیں یہ ایسا پیسا کام آتا ہے

کرے ہے ہم سے وہ خود کام کو آزردہ یہ ناحق
مرے کمبخت دل کو دیکھ کیسا کام آتا ہے

خواب عدم سے پہلے غم عشق چاہیے ‏ ‏کیون رکھیے صبح پر ابھی جھٹ کر نہ سویے

ہے مہر تیرا کہنا یہ بستر پہ ہوکے گرم ‏ ‏گرمی میں آپ مجھسے جھپٹ کر نہ سویے

جھگڑون میں عاشقی کے ہو سونا کہان ظفر

جبتک کہ خوب انسے نبٹ کر نہ سویے

جیسے اُس دلبر سفاک پہ مائل دل ہے ‏ ‏بنگیا میرا کشندہ مرا قاتل دل ہے

تیرے کوچہ کے سوا گر چمن خلد بھی ہو ‏ ‏ہوتا خوش نہ کسیا ہر حور شمائل دل ہے

پاے بوسی کی تمنا مین ترے اے قاتل ‏ ‏لوٹتا خاک پہ کیا صورت بسمل دل ہے

دیکھیے کیا ہو خدا خیر کرے پھر تنہا ‏ ‏فوج غم کا لیے ہوا اُسکے مقابل دل ہے

ہو گئی جان بھی کاکل مین گرفتار کمند ‏ ‏تیری زلفون مین جو پابند سلاسل دل ہے

وہ اگر دل پہ مرے ظلم و جفا کرتے ہین ‏ ‏خوب کرتے ہین اسی ظلم کے قابل دل ہے

روش غنچہ تصویر ہے وا شد دشوار ‏ ‏تیرے عاشق کا عجب عقدہ مشکل دل ہے

کیون نہ بیدل ترے جانے سے ہوں اہل محفل ‏ ‏ساری محفل کا تو اے رونق محفل دل ہے

دیکھنا جسکو ہو منظور وہ دیکھے دل مین

ظفر اُس ماہ دل افروز کی منزل دل ہے

یار اگر ضامن ہو دل کا کیا ہے حاجت اور کی ‏ ‏وہ ضمانت دے تو لیجے کیون ضمانت اور کی

جان دون کیونکر اجل کو تیرے غمزے کے سوا ‏ ‏اور کو مین کسطرح دیدون امانت اور کی

جمالِ گلرخاں دیکھو گلستانِ الٰہی ہے	جُدا ہے رنگ ہر گُل کا عجب شانِ الٰہی ہے
کیا شکوہ نہ ہمنے اُس صنم سے اُسنے جب پوچھا	کہا الحمد للہ شکرِ احسانِ الٰہی ہے
ہم اُس بندہ کے قائل ہیں کہ جو فرمانروائی ہیں	بجا لاتا ہمیشہ دل سے احسانِ الٰہی ہے
دہانِ تنگ اُسکا ہے کہ گویا دُرجِ گوہر	کہ پنہاں جسمیں دُرِ رازِ پنہانِ الٰہی ہے
خوشی سے مرد روزِ عید قرباں جانتا ہو وہ	محبت میں جو کرتا جان قربانِ الٰہی ہے
فقیر گرسنہ کو قرب حق ہی سیر کر دیتا	کہ جس شب فاقہ ہو اُس شب وہ مہمانِ الٰہی ہے

کہاں ایسا ہمارا منہ کہ ہو جاوے ادا ہمسے
ظفر حمدِ الٰہی وہ جو شایانِ الٰہی ہے

تیرے بیمار کی ہر وقت خبر اور سُنی	شام کچھ اور سُنی ہمنے سحر اور سُنی
نیند آتی نہ تجھے شب کو کہانی میری	اک ذرا تو نے نہ اے رشکِ قمر اور سُنی
بات واں ایک ٹھکانے کی نہ پائی ہمنے	گھر میں کچھ اور سرِ راہگذر اور سُنی
ہمنے کہدی وہ سُنی تھی جو حقیقت دلکی	کہو کچھ تمنے کسی سے ہے اگر اور سُنی
کوئی شمشیر کہے ہے کوئی خنجر کوئی تیر	تیری ہر شخص سے توصیف نظر اور سُنی
کیوں کہا ہمنے سُناتے ہو ہمیں کیوں گالی	کہکے حاصل ہوا کیا ایک مگر اور سُنی

جب سُنی اپنی شکایت ہی سُنی اسکے سوا
منہ سے بات اُنکے نہ کچھ ہمنے ظفر اور سُنی

دریا بہار کی بھی تم ہی چشم پر آب تھی
ہوتا تمام شمع صفت سوز جگر سے جو رات
چشم عنایت اونکی نہ تھی گرچہ بزم میں
لیکن ہمیں پہ ایک نگاہ عتاب تھی

آب حیات کیا تری تیغ کی آب تھی
قاتل شہید زندہ اب دید ہو گئے

آداب میں بھی رد بھی آفتاب تھی
دریا میں جلوہ گر تو شرر کی تاب تھی

دیگر

ہے ظفر جانا ہوا اپنا کچھ ادھر ہی سے ہوا
پیمانہ مہ بھر بھلائی اور برائی کیا رہی

قطعہ

پھر پوچھے جو کوئی مجھسے کہ کون ہاں تحقیق
نزدیک میرے سا بھی یہی راہ صواب تھی
جلدی سے اُٹھ کے محفل رندانہ سے شیخ جی
اچھا ہوا چلے گئے صحبت خراب تھی

ہے تو کچھ رونق صفائی میں ہے دل کی ورنہ یاں
خاک ہی دیکھی کدورت میں ظفر اڑتی ہوئی

وہ تمے ہیں ہر طرف دیکھ بھال کر پیتے
چھپاتے سب سے ہیں اور سب کو لال کر پیتے

پسینا یوں لب شیریں پہ ہے دم بوسہ
گلاب جیسے ہیں پانی میں ڈال کر پیتے

شراب کو تو بتاتے حرام ہیں لیکن
ہمارا خون ہیں وہ ہمکو حلال کر پیتے

لگا یا تم ہی کو منہ سے رہا نہ ہوش ہمیں
کہ بادہ جام میں خم سے نکال کر پیتے

پلاتے ہاتھ سے گر اپنے وہ ہمیں تو شراب
زلال خضر کا ہم احتمال کر پیتے

نہ پوچھو ہے کہ کس طرح سامنے اونکے
ہم اپنے آنسو میں دل کو سنبھال کر پیتے

زیادہ بنگ سے کرتا ظفر نشا پانی
جو خط سبز کا اوسکے خیال کر پیتے

ہو گئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی
جب کدورت بھر گئی دل میں صفائی کیا رہی

دل حوالہ کر دیا جب اُس نگاہ مست کے
اپنا تقویٰ کیا رہا اور پارسائی کیا رہی

بیٹھے اب باتیں بنائیں ہم بیاں ہوتا ہے کیا
بات اپنی جب وہاں کچھ بن آئی کیا رہی

جی قفس میں لگ گیا اپنا چمن سے بھی سوا
ہمکو لے صیاد پروانے رہائی کیا رہی

دل کے لینے کو لیے اڑتی تھی آنکھ اُس شوخ کی
جبکہ اُسنے لے لیا دل پھر لڑائی کیا رہی

مجھپہ اک آفت رہی رنج و قلق ہر روز و شب
اُس مہ بے مہر سے دو دن جدائی کیا رہی

یہ دل بلا سے اپنا بھلا ہے کہ ہے بُرا
لیکن پسند خاطر یار آگیا تو ہے

کھینچا ہے جبکہ دل کی کشش نے کبھی اُسے
کھنیچکر ظفر یہان وہ نگار آگیا تو ہے

لکھ اُنکو اے رفیق دل سوز خط کے پیچھے
جلد آؤ تم نہ ٹھہرو اک روز خط کے پیچھے

اُس روے آتشین پر ہے طرفہ خط کا پردہ
گویا ہے مہر عالم افروز خط کے پیچھے

دود جگر سے میرے لے پہلے خط سیاہی
پھر خال رُخ ہو ظلمت افروز خط کے پیچھے

عارض کے پیچھے تیرے دل خون ہو گل چمن مین
دیوانہ ہو بہار نوروز خط کے پیچھے

تیرہ گداز دل پر سرمہ کا خط ہو پہلے
پھر ہو نگاہ تیری دل دوز خط کے پیچھے

ہین سب تجھے پڑھاتے جبتک نہین خط آیا
ہوگا نہ کوئی دانش آموز خط کے پیچھے

افسوس تم نہ بھیجو اک دن جواب خط کا
لکھے ظفر پیاپے ہر روز خط کے پیچھے

جنون نے جبکہ قبا چیر ہاتھ سے پھینکی
نکال پاؤن سے زنجیر ہاتھ سے پھینکی

تری جو خاک قدم تیرے خاکسارون نے
اُٹھالی ہاتھ مین اکسیر ہاتھ سے پھینکی

دھری تھین اور بھی تو آگے تیرے تصویرین
اُوٹھا کے میرے ہی تصویر ہاتھ سے پھینکی

ہوا نہ کارگر اک زخم سخت جانون پر
خفا ہو یار نے شمشیر ہاتھ سے پھینکی

جریب کاہکشان تو نے ضعف پیری مین
کبھی نہ اے فلک پیر ہاتھ سے پھینکی

دیگر

قطعہ

دیگر

علاج درد دل ہے وصل جانان
طبیب اسکی دوا کیا جانے کیسی ہے
محبت کی حلاوت ہم سے پوچھو
کوئی اسکا مزا کیا جانے کیسی ہے

ہم بن عدو یہ حال ہے انصاف چاہیے	کیون آپکو ملال ہے انصاف چاہیے

مطلع ثانی

کیا میرے عرض حال ہے انصاف چاہیے	اور تمکو کیا خیال ہے انصاف چاہیے
ہین نعل کفش پا کو تری غیرت چمن	کیونکر کہون ہلال ہے انصاف چاہیے
جھگڑا جو مجھمین تجھمین ہے مدت سے وہ ابھی	ہو جائے انفصال ہے انصاف چاہیے
ہے روے ماہ خوب مگر روے یار پر	کیا خوب خط و خال ہے انصاف چاہیے
شکوہ نہ کیجیے اوسکے ستم کا ستم نہین	لطف اوسکا یہ کمال ہے انصاف چاہیے
آئینہ بیحیا ہے مقابل جو تجھسے ہو	یہ جائے انفعال ہے انصاف چاہیے
دانتو نکو آپکے دُر دندان مین نسبت کہے کیا	کچھ بھی نہین وہ مال ہے انصاف چاہیے

یوسف کے حسن کی تو ہے شہرت پراے ظفر
اوسکا عجب جمال ہے انصاف چاہیے

موتی جو کان مین ترے زہرہ کی شکل ہے	جھومر بھی سر کا عقد ثریا کی شکل ہے
اعجاز نور بادۂ روشن سے بزم مین	ساقی کا ہاتھ بھی ید بیضا کی شکل ہے
جلوہ فروز جب سے ہے گھر مین وہ مہروش	اپنا مکان مقام مسیحا کی شکل ہے
بھاتی ہے سانپ لوٹے ہی سنبل کو دیکھکر	یاد آتی تیری زلف سمن سا کی شکل ہے
کیجیے وفور اشک کا کیا اپنے ماجرا	چشم پرآب نیلگی دریا کی شکل ہے

وہ جھوٹ سے جو زمین آسمان ملا دینگے	تو پاس بیٹھے ہین سب ان مین ہان ملا دینگے
مزا نہ آئیگا بوسہ کا جبکہ پیار سے وہ	دہان وہان سے زبان سے زبان ملا دینگے
بلا سے لے دل اگر قدر وہ نہین کرتے	ہم اور تجھکو کوئی قدردان ملا دینگے
جو اشک سرخ بہائینگے روے زرد پہ ہم	تو خوب رنگ بہار و خزان ملا دینگے
کمی کریگا اگر پھیلنے مین ابر سیاہ	ہم اپنی آہ کا دھوئین دھوان ملا دینگے
نہ پائیگا کوئی ہمکو بہ رنگ نقش قدم	ہم ایسا خاک مین نام و نشان ملا دینگے

تم ایسے ملتے ہو جھمک جھمک کے کیون ظفر اتنا
یہ کیا خدا سے تمہین مہربان ملا دینگے

جب سے اس شوخ ستمگر پہ طبیعت آئی	اک نئی روز مصیبت پہ مصیبت آئی
سوز دل سنکے مرا شعلہ ہوا کیا بیتاب	بلکہ شب شمع کو بھی بزم مین رقت آئی
آیا وہ سرو قد اس ناز سے بالین مزار	سر پہ اس کشتہ قامت کے قیامت آئی
سہے کیا کیا نہ ستم تیرے ستمگر ہمنے	پر زبان پر نہ کبھی تیری شکایت آئی
صورت آئینہ حیران ہی رہا وہ جسکو	نظر آئینہ دل مین تری صورت آئی
زلف اس شوخ کی برہم ہے کہان مان نہ چھیڑ	دل سودا زدہ ہی کیون تری شامت آئی

کثرت داغ سے دل خوش ہو نہ کسطرح ظفر
ہاتھ دولت یہ مرے عشق کی دولت آئی

۱۹۱

بڑی تقریر کی قاصد نے پیغام زبانی مین
اگر خط مین لکھی ہوتی تو تحریر اچھی تھی
نگہ اپنی نظر مین تیری ہی تصویر اچھی تھی
پھنسا اچھا ہوا دل یار کی زلف مسلسل مین
کہ اس سودا زدہ کو پاؤن مین زنجیر اچھی تھی

سلام

دیکھیے دیتے ہین اسیر آپ ہمکو کیا سزا
زور پر آیا ہے جب سودا زلف پر شکن
کھینچکر کلک تصور سے پئے تسکین دل
ہمسے تو کسواسطے خم رہو ہے ابروِ یار

دیدیا دل تمکو یہ تقصیر ہمنے کی تو ہے
ٹکڑے ٹکڑے توڑ کر زنجیر ہمنے کی تو ہے
یار کی طیار اک تصویر ہمنے کی تو ہے
اپنی گردن خم تہ شمشیر ہمنے کی تو ہے

گر نہوا اوس شوخ سنگین دل کے دلمین کچھ اثر
پر ظفر اک آہ بے تاثیر ہمنے کی تو ہے

جو اوس بت بدکیش مین ہنگام نظارا + ان آنکھون نے دیکھا ہے
کچھ کہیے تو رہتا نہین ایمان ہمارا + چپ رہنا ہی اچھا ہے
مانی نے بھی چین مانی تری دیکھ کے تصویر + لے عالم تصویر
نقشہ ترا النقاش ازل نے جو اوتارا + قدرت کا تماشا ہے
ابرو ہے ستم ناز غضب قہر ہے غمزہ + جادو ہین نگاہین
آنکھین ہین بلا اور تری مژگان کا اشارا + آفت کا تماشا ہے
تیرے رخ روشن کو بنایا ہے خدا نے + کیا طور کا شعلہ
جسنے کہ تجھے دیکھا ہے اے شوخ خود آرا + وہ محو تجلی ہے
میدان محبت مین عجب جنگ ہے باہم + پردیکھیے کیا ہو
مژگان کی ہے فوج اوسکے مقابل مین صف آرا + اور دل تن تنہا

اے ظفر ہی غم شبیر مین روتا گردون
ابر سے یہ جو برستا ہے زمین پر پانی

بزبان بھاکھا

پیم اگن نت موہے جراوے یاکا بھید کہون کا سے
پی ہو پاس تو جی ہو ٹھنڈھا اپنی بپتا کہون وا سے
رتیان گجارون رووت رووت دن کو گجارون آہن کھینچ
میرے من کی موسون نیو چھو پوچھو میرے بپتا سے
یا ہی برہا درجن ہووے یا ہی برہا سرجن ہووے
ناچھوٹے یا برہا موسون نا چھوٹون مین برہا سے
نین کھلے کچھ اور ہی دیکھون موندون تو کچھ اور ہی اور
کوؤ واکو سانچ نجانے دیکھی بات کہون جا سے
من کے اندر پیا تمہارے ظفر وہ آن بسا
کام پڑو جب واسون تمارو کام رہا کیا دنیا سے

مخمس

ابھی تو دل ہی کو روتا ہو نہین سا تھ تو بیٹھا
کبھی دن دیکھو لینا جان کو بھی اپنے رو بیٹھا
تری الفت مین ہون دونون جہان سے ہاتھ دھو بیٹھا
تجھے دل دیکے مین لے کافر سے مہر کھو بیٹھا
خرد کو ہوش کو تاب و توان کو دین و ایمان کو

نگاہو نمین جو کچھ راز محبت کہدیا اپنا	تو پھر آنکھو نمین کیا کیا بھر کے خون دل پیا اپنا
کسیکا کچھ قصور اسمین نہین پایا گیا اپنا	لڑا کر آنکھ ہمنے آپ دشمن کر لیا اپنا

نظر کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو +

نہین جاتے چمن تک آپکو بیحس سمجھتے ہین	لحکر کے روزن اپنے دیدۂ نرگس سمجھتے ہین
یہی ہین یار جنکو رونق مجلس سمجھتے ہین	ہمیشہ کنج تنہائی کو ہم مونس سمجھتے ہین

الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو

نہ تڑپون خاک پر کیونکر بر نگ طائر بسمل	کہ مجھپر سخت جانی سی بنی ہر سخت یہ مشکل
کئی ہین ہمدم پہلو نشین اور ایک میرا دل	جگہ کس کس کو دون ہاتھو نسے ہیں دلمین قاتل

کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو +

فزون عزت ہو کسکی آدمی کی عزت و شان سے	شرف اس خاک کے پتلے کا جب ثابت ہو قرآن سے
اگر پوچھے کوئی مجھسے تو مین کہدون یہ ایمان سے	بنایا کب ہے بہتر اے ظفر خالق نے انسان سے

ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور غلمان کو

قطعہ

سمجھے کہ تم آشنا ہو پر تمکو	بحر الفت مین ہے ظفر سے بیر
فی الحقیقت یہ ہے مثل وہی	رہنا دریا مین اور مگر سے بیر

تضمین در زبان پنجابی

سب وہ ڈاڑھی والی پرواہ جو چاہے پاس کرے — پھر جو ایسی ڈاڑھی بھی تم ہو کے بد برنہیں رکھے

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

وہ تو تمہارے من وچ بسدا اسبت اور سنسار — تم جو اسکو دیکھے ملیں اپنے من کے اندر

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

شوق رنگ اکھی جو کہ تسا نو وہی دیکھو کرنا — اسدے ملن دا نو کھا رستہ سمجھ سمجھ پگ دھرنا

تمھاری آنکھ پر اے غافلو غفلت کا پردہ ہے

تمت

خاتمة الطبع

طبعزاد سخنور بیعدیل وسہیم مولوی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

کس منہ سے خالق کے حمد و ثنا کیجیے کس زبان سے منشی نولکشور صاحب کا شکر ادا کیجیے کہ ایسا دیوان فصاحت عنوان بلاغت ترجمان نشان گورکانیہ یادگار صاحب قرانیہ حضرت ابو ظفر بادشاہ دہلی رشک صائب و کلیم دہلی اپنے مطبع مطبوع مرجع چار سو واقع شہر کانپور میں طبع فرمایا اپنی ہمت عالی کا جلوہ دکھایا ہر مضمون بے نظیر و لاجواب ہے مختصر جو کچھ ہے انتخاب ہے

تمام ہوا دیوان ظفر جلد سوم